بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

دیوان ذوق

مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں طبع

PK
2198
Z3A17
1910

اشعار قصیدہ

آگے تیری طبع موزون کے ہے اک فعل عبث — یہ جو کرتے ہین عروضی فاعلاتن فاعلات

فیض سے تیرے نکیونکر اک جہان سرسبز ہو — ذات ہے تیری شہا سرچشمۂ آب حیات

اشعار قصیدہ ہفت زبان

جبکہ ایوان اسد مہر کا ٹھہرا مسکن — آب و ابلولہ ہوئے نشو و نمائے گلشن

عکس ابر نیمگی سبزہ پہ یاد آئی ہے — آیت انبتہ اللہ نباتا حسنا

جس طرح شعلہ کا عالم ہو بفانوس خیال — خوف سے یون ترے لرزان ہے عدو زیر کفن

فرد

کوہ اور آندھی مین ہین گر آتش و آب خاک و باد — چل نہ سکینگے آج پر آتش و آب و خاک و باد

فرد

تا کجے گبر اور ہنود طاق پرست یون باز — چھوڑ دین شرک پوجنا آتش و آب و خاک و باد

تمت

خاتمۃ الطبع بعد حمد خدائے سخن آفرین و نعت ناظم دیوان دین متین زباندانون کو نوید دردمندان خیال کو نشید سناتا ہون کہ کلام فصاحت انضمام مطبوع خاص و عام سرا سر وجد و نمو تمام یعنی دیوان ذوق مصنفہ شاعر شیرین مقال سرتاج شعرای ماضی و حال واقف فنون جامع علوم ملک الشعرا الشیخ محمد ابراہیم ذوق مرحوم خاکسار ابو الحسنات قطب الدین احمد پروپرائٹر کے اہتمام سے چھٹی بار بالطرز و ترتیب ماہ جمادی الاول ۱۳۲۹ھ مطابق ۱۹۱۱ء نامی پریس لکھنؤ مین طبع ہوکے مقبول دلہا ہوا

سر پہ طرہ ہے مزین تو گلے مین بدّھی
کنگنا ہاتھ مین زیبا ہے تو سر پر سہرا

رونمائی مین تجھے دے مہ و خورشید فلک
کھولدے منہ کو جو تو منہ سے اوٹھا کر سہرا

کثرت تار نظر سے ہے تماشائیون کی
دم نظارہ ترے روے نکو پر سہرا

دُرِ خوش آب مضامین سے بنا کر لایا
واسطے تیرے ترا ذوق ثنا گر سہرا

جسکو دعوی ہو سخن کا یہ سنا دے اوسکو
دیکھ اس طرح سے کہتے ہین سخنور سہرا

رباعیات مدح

شاہا تجھے با دولت و بخت فیروز
فرخ ہو سدا جہان مین جشن نوروز
ہووے شرف اندوز ترے طالع سے
ہر سال حمل مین مہر عالم افروز

رباعی

خورشید سے اک روز جہان مین نوروز
اور تجھ سے جہان روز مسرت اندوز
ہے تجھکو زمانہ مین شرف دوازدہ ماہ
اور ہے مہر جہانتاب کو یک ماہ یک روز

رباعی

کہتا ہے یہ فیروزی رنگ نوروز
تو ہو صف اعدا پہ مظفر فیروز
ہو دشمن سرکش کے لیے سہم الموت
اے شاہ عدو کُش ترا تیر دلدوز

قطعہ

دعا ہے ذوق کی ہو خلعت ولیعہدی
مبارک آپ کو با آفتابی و کرسی
نہ آفتابی و کرسی خدا کرے فرخ
بحق سورۂ والشمس و آیۃ الکرسی

کرتی ہے صبا آ کے کبھی غالیہ بیزی	کرتی ہے نسیم آ کے کبھی لخلخہ سائی
رخسار گل چین کا ہے سرخی سے یہ عالم	جون وقت غضب چہرۂ ترکان خطائی
سردی حنا پہونچی ہے یہ عاشق کی جگر تک	معشوق کا گر ہاتھ مین ہے دست حنائی

مطلع در مدح

یون کرسی زر پر ہے تری جلوہ نمائی	جس طرح سے مصحف ہو سر رحل طلائی
مانع جو ہوا دست درازی کو ترا عدل	پروانے کو پھر شمع نے اونگلی نہ لگائی

سہرا

اے جوان بخت مبارک تجھے سر پر سہرا	آج ہے یمن و سعادت کا ترے سر سہرا
آج وہ دن ہے کہ لائے در انجم سے فلک	کشتی زر مین مہ نو کی لگا کر سہرا
تابش حسن سے مانند شعاع خورشید	رخ پر نور پہ ہے تیرے منور سہرا
وہ کہے صل علی یہ کہے سبحان اللہ	دیکھیں مکھڑے پہ جو تیرے مہ و اختر سہرا
تا بنے اور بھی زیبا رہے اخلاص بہم	گوندھیے سورۂ اخلاص کو پڑھ کر سہرا
دھوم ہے گلشن آفاق مین اس سہرے کی	گائین مرغان نوا سنج نہ کیونکر سہرا
روئے فرخ پہ جو ہین تیرے برستے انوار	تار بارش سے بنا ایک سراسر سہرا
ایک کو ایک پہ تزیین ہے دم آرائش	سر پہ دستار ہے دستار کے اوپر سہرا
اک گہر بھی نہین صدکان گہر مین چھوڑا	تیرا انوایا ہے لے لے کے جو گوہر سہرا
پھرتی جو شبو سی ہے اتراتی ہوئی باد بہار	اللہ اللہ رے پھولون کا معطر سہرا

عجب نہیں ہے کہ راہب خطِ چلیپا سے
بنائے تیرے طویلے کے واسطے خرزین

ناتمام

پیری میں پُر ضرور ہے جامِ شرابِ ناب
پائے فروغ صبح نہ بے نورِ آفتاب

تائب نہو تو اس سے کہ داڑھی ہوئی سفید
کر خوب میکشی کہ یہ ہے سیرِ ماہتاب

ہے پیر دل خنک کی ہوا پر بقائے عمر
یہ برف وہ نہیں جسے رکھیں نمد سی داب

جو دم مزے سے گذرے غنیمت سمجھ اوسے
گردش ہے آسمان کو زمانے کو انقلاب

دے گر چمن کو گریۂ مستانہ میرا آب
بیضون سے بلبلوں کی ہو پیدا بطِ شراب

جاگ اوٹھیں وہ جو خوابِ عدم میں ہیں ہوشمند
مستی میں گر بلند ہو میری صفیرِ خواب

مدح

کرتا ہے روز و شب کو برابر شہنشہا
میزان عدل سے ترے میزان میں آفتاب

خورشید کھینچتا ہے جو برجِ اسد پہ تیغ
چاہے ہے شیرِ جنگ وہ تجھسے گر نتاب

ناتمام

ساون میں دیا لو مہِ شوال دکھائی
برسات میں عید آئی قدح کش کی بن آئی

کرتا ہے ہلال ابروئے پرخم سے اشارہ
ساقی کو کہ بھر بادہ سے کشتیٔ طلائی

کوندے ہے جو بجلی تو یہ سوجھے ہے نشے میں
ساقی نے ہے آتش پہ مئے تیز اوڑائی

پہونچا کمکِ لشکرِ باران سے ہے یہ زور
بھر نالے کی ہے دشت میں دریا پہ چڑھائی

گیا ساغرِ زرین کو گیا جلد مہیّا
ساقی نے تو سرسون ہے ہتھیلی پہ جمائی

ناتمام

کرے ہی مہر علیؑ دل کو صاف پرُانوار
طلوع شمس پہ موقوف ہے وجود نہار

علیؑ سے کیونکہ نہو زیر لشکر کفار
علیؑ ہی شکل علی اور علیؑ ہی حرف جار

مخمس در مدح

خسروا چڑھکے سر گنبد دوار ہلال
خود لب عجز سے کرتا ہی یہ اقرار ہلال

حاضر خدمت عالی ہے بہر کار ہلال
گرزبردار رہے خورشید کماندار ہلال

آسمان لیکے سپر چلتا ہے تلوار ہلال

دست ہمت ترا خورشید سے ہی بالاتر
تیری بخشش سی ہی نیسان عرق شرم مین تر

آئین تیرے در دولت پہ گدایانہ اگر
اپنے کانسہ مین بھری چرخ وہین لعل و گہر

اور کشتی مین بھرے درہم و دینار ہلال

ذوق کرتا ہی سخن تیری دعا پہ کوتاہ
عید ہر سال ہو فرخ تجھے با حشمت و جاہ

تیری ہی دولت سی ہون خورسند تری دولتخواہ
اور جو حاسد ہین ترے واسطے اُنکے ہر ماہ

چرخ پر تیز کرے خنجر خونخوار ہلال

قصیدہ ناتمام در منقبت

لکھون جو مین کوئی مضمون ظلم چرخ برین
تو کربلا کی زمین ہو مری غزل کی زمین

یہ حال ہے مرا ضعف دماغ سے کہ مجھے
صداے صور قیامت ہی ہر مگس کی طنین

زمانہ عربدہ پرداز و بخت بدناساز
ستارہ بر سر پرخاش و چرخ بر سر کین

ناتمام

پر نہین پر ترا توسن وہ پری سان پران	سیر گہ جسکی ہی ایک قاف سی لیکر تا قاف
ہو قوی دست ترے زور سے اسلام اگر	کھینچے شمشیر سر کفر پہ پھر ہرگز کاف
پاتا گرداب سے ہے گردہ نان آبی	تیری بخشش سی جو دریا کا سین ہی شگاف
دست ہمت نے ترے کوئی روپے کی یہ قدر	چٹکیون مین ہین اڑاتی اوسی کیا کیا اصراف

فرد

دیتا ہی تیری فوج مین نقارہ جب فلک		آتا ہی صاف چوب کی صورت نظر ہلال
تا نسر طائر ایک پرندہ نہ بچ سکے	فرد	منظور تجھکو جب کہ شکار پرندہ ہو

مطلع قصیدہ مدح حضرت بادشاہ اکبر شاہ جنت آرامگاہ

نام کو اللہ اکبر کیا تری توقیر ہے	داخل ہر بانگ ہی شامل بھر تکبیر ہے

ناتمام

کرون اگر رقم تہنیت کا آج آہنگ	تو نکلے میری قلم سی صدای بربط و چنگ
ترا وہ زور حمایت ہی پانون کو اپنے	کرے ہی شیر کی چربی سی مالش آہوی لنگ
شہا ترے رخ روشن کو کس سے دون تشبیہ	کہ مہر و مہ کو گہن لازم آئینہ کو ہی زنگ

مطلع

ہین وہ نعلین خسروا تیری سہرا و رنگ گل	جن پہ کھاتا ہی چمن مین تختہ اورنگ گل

شراب عیش سے خالی کبھی تیرا نہ ساغر ہو ہمیشہ جشن جمشیدی سے تیرا جشن بہتر ہو

رہے تا کام دینداروں کو احکام شریعت سے خوشی تا حاجیوں کو ہووے کعبہ کی زیارت سے

رہے تا عابدوں کو شوق محراب عبادت سے نماز اہل سنت تا ہو مسجد میں جماعت سے

ترا خطبہ میں ہو نام اور خطبہ سے زیب منبر ہو ترا حامی ابوبکر و عمر عثمان و حیدر ہو

قلم تا راستی پیشہ ہو اور کاغذ صفا آئین قلمزن تا ہو مشک افشاں و کاغذ خط سے مشک آگین

زبان پر تا سخن ہو اور سخن میں معنی رنگین سخن تا داد چاہے اور تا اہل سخن تحسین

ترا مداح دائم خسرو ذوق سخنور ہو ہمیشہ تہنیت خوان ہو دعا گو ہو ثنا گر ہو

اشعار متفرقات قصائد و قطعات وغیرہ مخمسات

مطلع

لکھتے ہیں کس کی تہنیت عہد مدح خوان آراستہ ہوا جو قلمدان آسمان

ناتمام

عہد میں تیرے نکلے دانت گر سین ستم کام لے زنبور کا خامہ سے دست معدلت

گر پڑے پانوں پہ تیرے مہر آ کر سایہ وار آفتابی سے جو تو کہدے کہ کہا سکو روک مت

فصل گل آج ہے وہ سلطنت آرای طرب کہ ملا باغ میں بلبل کو ہزاری منصب

ہے اگر لیلی سیاہی تو ورق عذرا عذار خط ترا شیرین ہے شاہا اور قلم شاخ نبات

ہو گیا خورشید مالا مال وہ نہیں نور سے دی جو تونے دولت انوار دانش کی زکات

ہاتھ میں بندوق لے جس وقت تو بہر شکار شیر گردون کو ہو مشکل ہاتھ سے تیرے نجات

رہے نام سلیمان تا نگین حکمرانی سے
رہے دارا کو تا نام اوری تاج کیانی سے
ترا اے خسرو والاحشم عالم مسخر ہو

رہے نام فریدون تا درفش کاویانی سے
سکندر رتا ہو نامی سکۂ کشورستانی سے
سریر سلطنت پر تو ہمیشہ دادگستر ہو

بخار ارض سے تا ابر ہو اور ابر مین پانی
زمین مین تا ہو کان اور کان مین تا ہو جوہر کانی
تری شمشیر جوہردار مین نصرت کا جوہر ہو

روان پانی سے تا دریا ہو اور دریا کو طغیانی
لئے جوہر ہو قیمت اور قیمت کو فراوانی
ترے قبضہ مین بحر و بر گہر ہو کان زر ہو

رکھین تا عود کو آتش پہ اور آتش کو مجمر مین
رہے نافہ مین مشک اذفر اور بو مشک اذفر مین
ترے ابر کرم سے باغ عالم تازہ و تر ہو

گل تر تا ہو گلدان مین تری ہو تا گل تر مین
صدف مین تا ہو گوہر اور رہو تا آب گوہر مین
شمیم خلق سے تیری جہان یکسر معطر ہو

طریق رہبری مین خضر ہو جبتک ہدایت فن
رہے ادریس تا قطع تعلق سے جہان مسکن
چراغ عمر سے تیری جہان سارا منور ہو

سہارا ہو دے تا بحر غریق الیاس کا دامن
مسیحا کا ہو بالاخانہ تا خورشید سے روشن
فروغ اسلام کو ہو رونق دین پیمبر ہو

شفق گلگونہ ہو جبتک سحر کی روئے نیکو کو
ثریا نورتن تا کہکشان کے ہووے بازو کو
لب پانخوردہ دشمن کی لہو سے تیرا خنجر ہو

کرے آراستہ تا شام اپنے موئے گیسو کو
کرے وسمے سے تا قوس قزح سبز اپنے ابرو کو
سر بدخواہ فندق تیری انگشت سنان پر ہو

گلستان مین ہو تا گل اور گل سے شاخ ہو زیبا
نہال تاک مین انگور رہو انگور مین صہبا

نیستان مین ہو تا نے اور نے سے نغمہ ہو پیدا
نشہ صہبا مین ہو اور ہو نشہ جبتک نشاط افزا

تیری گہر فشانی دست کرم سے ہے
گویا کہ ایک دامن پُر گوہر آسمان

چمکائے تیغ تیز کو اقبال گر ترا
ہو مصقلہ ہلال تو صیقل گر آسمان

یون دل مین تیرے جلوۂ ذات محیط حق
آجائے جیسے آئنہ کے اندر آسمان

سرعت مین تیرے رخش فلک سیر کیا شہاب
رفعت مین بھی ہے پیل جبل پیکر آسمان

شاہا عجب نہین ترے شبدیز کے لئے
بنوائے ماہ نو سے رکاب زر آسمان

پہونچا نہ اوسکے کاوے کی انداز کو کبھی
کھاتا رہا زمین پہ سدا چکر آسمان

انجم نہین کیا شرر ترے نعل سمند کے
ہے بلکہ تیرا گرد رہ لشکر آسمان

قطعہ

مانا اگر بلندی شان و شکوہ مین
ہاتھی سے تیرے ہو بھی گیا ہمسر آسمان

پر اوسکے نقش پا کے مقابل بنا سکے
چار آفتاب ایک جگہ کیونکر آسمان

یہ ذوق کی دعا ہے کہ جبتک زمانہ مین
منسوب ہر ستارے سے ہووے ہر آسمان

بزم نشاط و عیش رہے تیرے گھر مین روز
لائے ہمیشہ تیری مرادین بر آسمان

مارے جگر مین حاسد بدخواہ کی ترے
تار خطوط مہر سے سو نشتر آسمان

قصیدۂ مسدس دعائیہ

سر پر آرائے گردون جبتلک سلطان خاور ہو
عطارد میر منشی زہرہ ناظر آسمان پر ہو
قمر دستور اعظم صدر اعلیٰ سعد اکبر ہو
زحل میر عمارت ترک گردون میر لشکر ہو
سر ہفت آسمان جبتک کہ دور ہفت اختر ہو
الٰہی یہ بہادر شاہ شاہ ہفت کشور ہو

بدبین کی ہے نظر کے جلانے کیواسطے
انجم سپند آگ شفق مجمر آسمان

جسوقت سہرا باندھکے دولہہ ہوا سوار
کیا کیا بلائیں لیتا تھا جھک جھک کر آسمان

کرتا تھا ان یکاد کو دم پڑھکے دمبدم
دولہہ کے صبحدم رخ روشن پر آسمان

ایسا نہین جہان مین کوئی نخل آرزو
لایا ہو آج جسمین نہ برگ و بر آسمان

کرتا ہے شاخ خشک تمنا کو نخل سبز
در پردہ مثل پردہ بازیگر آسمان

شادی کا اوسکے نور بصر کی ہے اہتمام
کرتا ہے جسکا روز طواف در آسمان

وہ شاہ نامور کہ بہادر شہ اوسکا نام
ہو حکم سے نہ اوسکے کبھی باہر آسمان

وہ آفتابی اوسکی خجل جس سے آفتاب
وہ چتر اوسکا جس سے نہو ہمسر آسمان

مطلع پڑھون حضور مین وہ مین جسے کہے
مطلع سے آفتاب کے بھی برتر آسمان

مطلع ثانی

تجھسا زمین پہ دیکھے جو فرخ فر آسمان
قربان نکیون زمین کی ہو پھر پھر کر آسمان

طالع سدا مساعد و عالم سدا مطیع
کوکب ہمیشہ یار ترا یاور آسمان

نہ آسمان سے رتبہ ترا یون بلند تر
جس طرح کوہسار سے بالاتر آسمان

خطبہ کے واسطے ترے نام بلند کے
گر مشتری خطیب ہو تو منبر آسمان

وہ بحر بیکران ہے تری ہمت وسیع
ہے بلبلا سا ایک کنارے پر آسمان

دریاے قہر تیرا جو طوفان کرے بپا
بہ جائے مثل کشتی بے لنگر آسمان

قد پر ترے وہ راست قباے علو جاہ
زیبندہ جسکے واسطے بالا بر آسمان

یہ کہنہ و سیاہ وہ خوش رنگ و نو بہ نو
فائق ہو کیا سبوچہ سا چق پر آسمان

ٹھلیوں میں ہیں وہ نقل پڑے اوسکا عکس اگر
لے کہکشان کی مانگ میں موتی بھر آسمان

آرائش ایسی اور وہ گملا ہے رنگ رنگ
ادنی سا جنمیں غنچہ ہے نیلوفر آسمان

ہنوائے اہمیں پھول طلائی و نقرئی
لے لے کے ماہ و مہر سے سیم و زر آسمان

نقار خانہ کی ہے چراغان سے وہ شکوہ
گویا ہے اک زمین پہ پر از اختر آسمان

قطعہ

کرتا ہے رقص تخت پہ نقار خانہ کے
شہنائی کی صدا کو جو سن سنکر آسمان

آوازۂ دمامۂ نوبت سے گونج اوٹھا
وہ جو سب آسمانوں کے اوپر ہے آسمان

دولہہ دولھن کی ہے یہ علامت سہاگ کی
آیا ہے اک سہاگ پڑا بنکر آسمان

جائے عجب نہیں ہے کہ عطر سہاگ کے
شیشے کی شیشے بھر کے لنڈھا دے گر آسمان

یارب ہمیشہ دولہہ دولھن میں رہے سہاگ
جبتک کہ ہووے نیچے زمین اوپر آسمان

منہدی کے وصف لکھنے کی قابل نہیں کہ ہے
نیلا سا ایک کاغذ لے مسطر آسمان

جو برج اوڑے ہے اوڑ کے یہ ہوتا ہے وہ بلند
رکھلے ہے سر پہ مثل گل احمر آسمان

کرتا رہا برات کی شب شام سے نثار
شبنم کی جائے صبح تلک گوہر آسمان

پہونچے براتیوں کے نہ ہرگز ہجوم کو
انجم سے لاکھ جمع کرے لشکر آسمان

عیش و طرب کو مژدہ کہ کرتا جہاں نہیں ہے
زہرہ ہے اب قران مہ انور آسمان

ہنگام بزم عقد ثریا کے واسطے
کیا کیا سجے ہے اوج و شرف کی گھر آسمان

قصیدۂ دوازدہم

پاوے نہ ایسا ایک بھی دن خوشتر آسمان
کھاوے اگر ہزار برس چکر آسمان

ہے بادۂ نشاط و طرب سے لبالب آج
ایک عمر سے پڑا تھا تہی ساغر آسمان

دیکھے نہ اس طرح کا تماشا جہان مین
گر ہو تمام چشم تماشا گر آسمان

اترا رہا ہے عطر سے عیش و نشاط کے
سچ ہے زمین پہ پانون رکھے کیونکر آسمان

افراط انبساط سے ہے کیا عجب اگر
مثل حباب جامہ سے ہو باہر آسمان

شادی کی اوسکی دھوم ہے آج آسمان تلک
تابع زمانہ جسکا ہے فرمان بر آسمان

فرزند شاہ یعنے جوان بخت ذی وقار
تسلیم کو ہے جسکی جھکاتا سر آسمان

ہے اوسکی بارگاہ مین مانند چوبدار
حاضر عصاے کاہکشان لیکر آسمان

اس بیاہ کی نوید سے ہے اسقدر سرور
ہے پیر پر جوانون سے ہے بہتر آسمان

پھرتا ہے اہتمام مین شادی کے رات دن
مقدور کیا کہ ٹھہر سکے دم بھر آسمان

فرد حساب صرف سے اس بیاہ کی ہو کم
گو لاکھ جمع و خرج کا ہو دفتر آسمان

تورون کی بخت سطح عالی مین اسقدر
ہے جسکا ایک تودۂ خاکستر آسمان

اس روشنی کی چند دکھادے جو پنچیان
تا زان ہے آفتاب کے پنجے پر آسمان

اس بیاہ دو چند زعفران سے تو بہ تو
ہون سات آسمان کی جگہ ستر آسمان

چشم قمر مین اوسکی بھی ہو روشنی دوچند
کاجل لگائی اوسکے دھوین سے گر آسمان

کر ڈالے پارہ پارہ فتیلون کے واسطے
مہتاب کو سمجھ کے کہین چادر آسمان

بلکہ حیرت کی نہین جا کہ سر شاخ خدنگ / روش غنچہ گل ہووے شگفتہ پیکان

وہ ترازور حمایت ہے کہ جسکے باعث / ناتوانون کو بھی ہے دہر مین یہ تاب و توان

ہل سکین پھر نہ جگہ سے کبھی گر باندھ زمین / ایک تار نگہ مور سے سو پیل دمان

دیگ مطبخ پہ ترے یہ فلک پر انجم / کیا عجب صورت سرپوش ہو گو قطرہ فشان

پیل تیرا گل سوسن کا بڑا ایک انبار / گل مہتاب کے گلدستہ ہین اوسکے دندان

اوسکی خرطوم کبھی دلبر لیلی وش کی / جعد مشکین ہے کہ ہے کاکل عنبر افشان

لکھون شوخی جو ترے توسن چالاک کی ہین / اشہب خامہ بھی ہو مثل رم برق جہان

وقت کاوے کے دم سر کہ راکب اوسکا / ہر حاسد کو رکھے صورت گوے چوگان

ای فلک جاہ ترے در کے ہین وہ ذرہ خاک / جنسے خورشید چنے اپنی جبین پر افشان

طبع رنگین مین ترے وہ چمن لالہ و گل / روبرو جسکے ہے گلزار ارم خارستان

عید اضحی تجھے ہر سال مبارک ہووے / تجھپہ ہو سایہ حق اور ترے سایے مین جہان

تیرے ہاتھون سے کمان ہو جو سعادت اندوز / کیا تعجب ہے کہ ہو رشک ہما زاغ کمان

قہر نازل ہو فلک سے جو ترے اعدا پر / چشمہ مہر ہو مانند تنور طوفان

اس طرح عدل سے ہے تیرے بہم آتش و آب / جس طرح آئنہ مین عکس رخ شعلہ نقاب

تیری احسان سے ہر انسان ہے غلامی مین ترے / سچ کہا ہے کہ الانسان عبید الاحسان

دل مین ہے جوش مضامین تو نہایت لیکن / دل حوادث سے زمانے کے ہے بے تاب و توان

ذوق کرتا ہے ثنا ختم دعا پر تیری / کیا لکھے وہ ترے اوصاف کو تا حشر زبان

ہے بجا گر دلاوران جہان
کھائین اوسکی دلاوری کی قسم

جبکہ اس جرأت و شجاعت کو
چاہا اس طرح دل نے کیجے رقم

تا رہے یادگار عالم مین
وصف عالی صاحب عالم

لکھی اے ذوق مین نے یہ توصیف
مع تاریخ ثانی رستم

قصیدۂ یازدہم

خسروا جلوہ ترا وہ طرب افزاے جہان
کہ تجھے دیکھکے ہو عید بھی قربان قربان

قطعہ

حکم دے تو جو شہا واسطے قربانی کے
سعد ذابح بھی کرے ایسا چھری کو بُران

گاو گردون نہ فقط خوف سے اوس دم کانپے
بلکہ ہو زیر زمین گاو زمین بھی لرزان

تو جو ہو حامی اسلام تو بتخانہ مین
بُت کرے قصد نماز اور کہے ناقوس اذان

نیّر جاہ شب و روز ترا جلوہ فروز
مہر تابان کبھی ظاہر ہے کبھی ہے پنہان

قطرہ افشان ہو اگر تیرا سحاب ہمت
لیکے پنجہ مین گہر بحر سے نکلے مرجان

اور گہر بھی وہ خوش آب جنھین دیکھکے در
طرفۃ العین مین ہو کاہ رُبا کو یرقان

قطعہ

نطق شیرین ترا وہ ہے کہ ثنا مین اوسکی
تر زبان موجۂ دریا ہو اگر ایک زبان

آب دریا مین ہو یہ جوش حلاوت پیدا
لب دریا بھی بہم ہو کہ ہون دونون چسپان

اسقدر تابع فرمان ہے زمانہ تیرا
ہو نہ گلشن مین بھی روئیدہ گل نافرمان

ہو کے سرسبز بہاران کرم سے تیرے
شاخ پر گل چمن دہر مین ہو شاخ کمان

تیر برسائے عدو پر جو کماندار قضا
کم نہ فواری سے ہو تیروں کے اوسکی قندیل

رہزن نطفہ بکر خواہ ہوا دل سے ہے قضا
آ سکے پشت پدر سے نہ کبھی تا احلیل

محکمہ مین ترے انصاف کے ہون ہاتھ قلم
دے اگر بھول کے بھی کوئی سر حرف کو جھیل

ذوق کرتا ہے سخن تیری دعا پر کوتاہ
ہو گران خاطرِ نازک پہ مبادا تطویل

عید ہر سال ہو فرخ تجھے باجاہ وجلال
ہون قوی پایہ تری دوست بصد قدر جلیل

جو ضلالت سے ہون گمراہ وہ ای ظلِ خدا
ذل اقدام سے ہون خاک مذلت پہ ذلیل

قطعہ در مدح میرزا شاہرخ بہادر

میرزا شاہرخ بہادر نے
قصد صید افگنی کیا جسدم

خون نخچیر سے ہوا سارا
دامن دشت لالہ زار ارم

نہ بچا اوس شکار افگن سے
صید کوئی سوائے صید حرم

مرغ و سیمرغ اور غزال و پلنگ
ہوئے مسکن پذیر دشت عدم

ہے جگر گوشۂ بہادر شاہ
ہو بہادر نہ کیون وہ نیک شیم

سمجھے شیر آپکو ہزار غنیم
اوسکے پر سامنے ہے مثل غنم

شیر گردون بھی اوسکے لشکر مین
پائے ہرگز نہ قدر شیر علم

رہے مانند شیر قالین کے
اوج ہمت سے اوسکے زیر قدم

ہاتھ مین جب تفنگ لی اوسنے
ہمسر اژدہائے آتش دم

کئی شیر ژیان شکار کیے
اوس غضنفر شکار نے بہیم

جب ہون جرمان ہوا تیر پہ نشانِ بندوق
نسر طائر کو بھی تو سمجھے اک اوڑتی ہوئی چیل

مہرۂ پشت عدو مین ترا تیرِ صف دوز
رشتۂ مہرۂ تسبیح کے مانند دخیل

طائرِ روح عدو کے لیے بہرِ پرواز
تیر کی تیرے صدا جیسے کبوتر کو زفیل

قطعہ

وہ قیامت ہے تری فوج کہ شورِ محشر
دم نمارے کبھی سن پای جو گھوڑون کی صہیل

نالۂ بوق کی ہیبت سے رکھے پھونک کے پانون
کوچۂ صور سے گذرے جو دمِ اسرافیل

دون تری گھوڑی کو کیونکر مین پری سے نسبت
نہ یہ صورت نہ یہ رفتار نہ یہ ڈول نہ ڈیل

گرم جولان وہ کہان ہو کہ رکھے ہے وسعت
نہ تو میدانِ تصور نہ فضائے تخییل

عرصۂ معرکہ مین گر تجھے اے شاہسوار
اوس سبکسیر سے منظور ہو کارِ تعجیل

اوڑے یون جیسے ہوا سم بھی نہ پانی سے ہو تر
نہ یہ پروا اوسے ہے راہ مین تالاب کہ جھیل

قطعہ کوہِ البرز کو سایے مین دبالے اپنے
ہے وہ ای شاہ فلک رتبہ تری رفعت فیل

حملہ آور ہو وہ جسدم تو پے جانِ عدو
اوسکی خرطوم ہو دستِ کششِ عزرائیل

تو جو محراب عماری مین ہوا جلوہ نما
اوسکے دانتون نہین یہ خرطوم ہے سوجھی تمثیل

خانۂ قوس مین خورشید جہانتاب آیا
دن ہی کوتاہ ہوے اور ہوئی رات طویل

عدل نے تیرے کیا روے زمین کو گلزار
آجتک عدل مین تیرا نہوا کوئی عدیل

نہین یہ جوش گل و لالہ نکل آیا ہے
دادخواہی کے لیے خاک سے ہے خون ہابیل

واسطے دیدۂ بدبین کے ہے یہ مین صلاح
ہو تری نوک سنان سرمۂ کوری جو میل

گاہ مے خم مین ہی گہ شیشہ مین کیا کیا پئے سیر ‌ ‌ روح کرتی ہی کسی مست کی قالب تبدیل
تہنیت خوان ہو تو آج اوس شہ دریا دل کا ‌ ‌ جسکے نزدیک ہی ایک قطرۂ سہم کم قلزم و نیل
وہ بہادر شہ والا نسب و پاک گہر ‌ ‌ خسرو چرخ سریر و شہ خورشید اکلیل
ماہ نو چشم زدن مین مہ کامل ہو جائے ‌ ‌ نظر مہر مین ہی اوسکی وہ نور تکمیل
نور معنی سے بہر شکل نتیجہ اوسکا ‌ ‌ اللہ اللہ رے نرے شکل شہنشاہ تشکیل
مدح حاضر مین پڑھون مطلع روشن ایسا ‌ ‌ مطلع شمس کو بھی جسکی ہو واجب تجلیل

مطلع ثالث

بعد شاہان سلف کے تجھے یون ہی تفضیل ‌ ‌ جیسے قرآن پہ توریت و زبور و انجیل
تو ہے اس طرح سے عزت دہ اولاد ثمر ‌ ‌ جیسے موسیٰ شرف افزاے بنی اسرائیل
نور افزاے بصارت ہو اگر تیرا جمال ‌ ‌ آئین آنکھون سے نظر معنی اللہ جمیل
روے نیکو پہ ہے مائل تری خوے نیکو ‌ ‌ کہون کیونکر نہ کہ الحسن الی الحسن یمیل
ہی جو انسان کے قالب مین ترا نور ظہور ‌ ‌ برج خاکی مین ہی خورشید فلک کی تحویل
دانش آموز ہو گر تربیت عام تری ‌ ‌ بید مجنون کو بنا دے ابھی انسان عقیل
جوہر تیغ اجل ایک ترے حکم کی نقل ‌ ‌ تیر حکمی قضا حکم کی تیرے تعمیل
عہد مین تیرے جو ہو راہ تعدی مسدود ‌ ‌ کھلے فعل متعدی سے نہ باب تفعیل
تشنۂ ذوق حلاوت ہون نہ کیونکر سیراب ‌ ‌ تیری شیرین سخنی ہی اونھین شربت کی سبیل
نکتہ چینون کے لئیے نکتۂ برجستہ ترا ‌ ‌ قابض طبع روان ہی روش دانۂ ہیل

دل کے ہے ایک ورق میں وہ حقیقت ساری	جسکا اجمال قضا اور قدر ہے تفصیل
جی میں ہے اور پڑھوں میں کوئی مطلع ایسا	گوہرِ مخزنِ معنی سے ہو جسکو تاویل

مطلع ثانی

کنج حیرت میں کروں علم خموشی تحصیل	یہ عجب مدرسہ ہے جسمیں نہ ہے قال نہ قیل
درس توحید سے لوں ایک شفا کا نسخہ	بحث میں علت و معلول کی ہے عقل علیل
جلوہ افروزی یک بدر دجی ہے اوسکو	شمع فانوس سمجھ خواہ چراغ قندیل
فکر بیہودہ میں کسواسطے ہے تو پابند	کچھ نکال اپنے لیئے ذوق نکلنے کی سبیل
خوابِ غفلت سے ہو بیدار کہ آئی پیری	نہیں مہتاب یہ ہے روشنی صبح رحیل
عرصۂ عمر ہے وہ تار کھنچا اور ٹوٹا	کچھ اگر وقت معین کیطرف سے ہو نہ ڈھیل
وہی منزل ہے جہاں ٹھہری حیاتِ گذران	کہ پئے راہ فنا کوئی نہ فرسخ ہے نہ میل
مشق اندوہ سے اک روز نہیں تو بیکار	تیرے ہفتے میں نہیں کوئی بھی روزِ تعطیل
غم عصیان ہے تو ہے رحمتِ غفار وسیع	فکر روزی ہے تو ہے رزق کا رزاق کفیل
ہے تمنائے زر و مال تو سب جائیگا چھوڑ	چھوڑ جانیکو تو کافی ہے فقط ذکر جمیل
پھر بہار چمنِ عمر میں دلگیر ہے کیوں	سیر کر سیر کہ ہے فرصتِ گلگشت قلیل
مژدۂ عید سے ہے دیکھ تو کیا رنگ چمن	گل کی رنگین ہے قبا غنچہ کی رنگین مندیل
ہوے آراستہ ہیں آج بدل کر پوشاک	فصل سے باغ تلک باغ سے لے تا بہ نخیل
نظر آتا ہے برنگِ لبِ ساغر جو ہلال	ٹپکا پڑتا ہے لبِ مست سے شوقِ تقبیل

قصیدۂ دہم

لاتا نیرنگ سے ہے رنگ نئے چرخ محیل
واہ بگڑا ہی کچھ اس خم مین عجب رنگ سے نیل

ڈر زمانہ سے وہ عیار ہے یہ ہوش ربا
لاکھ بہیو شیونسے جسکی بھری ہے زنبیل

ہے توکل کا احاطہ وہ عزیمت کا حصار
کہ بجز حفظ خدا جسکی نہ خندق نہ فصیل

گم ہون ظاہر کی خرابی سے صفات اصلی
رنگ دیتا ہے چھپا جوہر شمشیر اصیل

پیش دشمن نہ گذر حق سے نہین سانچ کو آنچ
بلکہ ہے آتش نمرود گلستان خلیل

ہوتے سیرت سے ہین مردان دلاور ممتاز
ورنہ صورت مین تو کچھ کم نہین شہباز سے چیل

نہین بے قید علائق کسی عالم مین بزرگ
رسم تحریر مین بھی چھوٹی نہ زنجیر سے فیل

ہے تہ خاک بھی قارون کو سفر حشر تلک
نہین تا تحت ثری منزل آرام بخیل

عید اک روز جہان مین رمضان ہے یک ماہ
بعد ہے کثرت تکلیف کے یان عیش قلیل

کشت سبز فلک دون سے نہ رکھ چشم ثمر
خوشۂ فیض سے بے بہرہ ہے یہ مزرعۂ نیل

قابل انسان کی صحبت کی ہے انسان نہ ملک
بنگیا پیش نبی صورت دحیہ جبریل

جتنا خورشید تپے اتنی ہی بارش ہو سوا
ہووے کیونکر تپش عشق نہ رحمت کی دلیل

عشق کھچوائے ہے اک زار جفاکش سے بزور
بار صد کوہ الم بے عمل جر ثقیل

لگے نہ چرخ کو گر نالۂ عاشق کی ہوا
دم مین اجزائے دخانی کی طرح ہون تحلیل

شمع کشتہ کے لیے ہے دم عیسی آتش
سوزش عشق سے ہے زندہ ہون محبت کے قتیل

معتبر ہے جو کرے نالۂ دل درد اظہار
نالہ ہے دل کی زبان دل ہے مؤکل یہ وکیل

جیسے ماتھے پہ بزرگون کے ہو سجدہ کا نشان | اوسکی مستک پہ شہا جلوہ نما یون ہی ڈھال
ہی جو اوس فیل کی خرطوم سرافیل کا صور | آئے اعدا پہ قیامت سر میدان قتال
اوسکے دانت اوسکے لئے ہین روشن تیر شہاب | ہی جن اعدا کو سراوج شیاطین کی مثال
آبداری ہین تری تیغ کی ہی برق کی موج | قطعہ | کیا تماشا ہی کہ ہے آب کے آتش سیال
تیری شمشیر کو ہی خون عدو روز مباح | یہ غلط تیسرے دن ہوتا ہی مردار حلال
طائر روح عدو کے لیے صیاد اجل | سبزۂ تیغ مین جوہر سے لگا رکھتا ہی جال
طاقت دم زدن اس دور مین ہی کسکو رہی | دیکھکر نطق ترا اے شہ فرخندہ خصال
پر ترا ذکر جو آتا ہے زبان پر تو نفس | لب پہ آجائے ہی سینہ سے پئی استقبال
ہو قوی دست اگر زور حمایت سے تری | شیر سے پنجہ کرے پنجۂ مژگان غزال
تقویت دیوے اگر پاس حفاظت تیرا | شعلۂ شمع کو صرصر سے نہو اضمحلال
ہی ترے عہد مین فتنہ سے زمانہ خالی | فیلسوفی ہی حکیمون کی خلا کہنا محال
آتش و آب مین یہ ربط تری عدل سی ہے | قطعہ | دیوے ہیزم کو جلا کر کوئی پانی مین جو ڈال
کا کل موج دخان کے لیئے اوسکے دریا | لے تہ آب سے شانہ پر ماہی کا نکال
خبر جملۂ عشرت ہی ترا جشن سعید | مبتدا جسکا شہا غرۂ ماہ شوال
ہوتی ہی حیرت توصیف سی تیری شاہا | روش غنچۂ تصویر زبان منہ مین لال
بس دعا ہی پہ فقط ختم سخن کرتا ہے | یہ جو ہی ذوق ثناخوان ترا اور مدح سگال
جشن ہر سال ترا ہووے مبارک تجھکو | رہے جبتک کہ زمانہ مین حساب مہ و سال

نیّرِ جاہ ترا وہ ہے جسے تا دورِ فلک
نہ کسوف و نہ غروب نہ ہبوط و نہ وبال

آگے بخشش کے تری خرمنِ دُرِّ یکدانہ
آگے ہمت کے تری کوہ طلا اک مثقال

ہووے جون چادرِ مہتاب گلیمِ شبِ تار
رُخ پُر نور جو تو پونچھ کے جھاڑے رومال

جام سے قطرہ جو ٹپکا تو معلق ہی رہا
دستگیری نے لیا تیری جو گرتونکو سنبھال

گر ترے قہر کی گرمی تپِ محرق بنجائے
لبِ دریا پہ حبابون کی جگہ ہون تبخال

قوتِ ماسکہ ممسک کے قویٰ سے گم ہو
فیض جاری ہے ترے نخل کو یا تک ہون سوال

حکمت آموز ترا علم جہان ہو تو وہان
نہ ارسطو کو ہو طاقت نہ فلاطون کو مجال

ہو تری عقل سے عاجز دمِ بحثِ معقول
اک مقولہ مین نقط فعل کے عقلِ فعال

قطعہ

دم ہے کیا بادِ صبا مین کہ دمِ سیرِ جہان
تیرے گلگون سبک سیر کے جاوے دنبال

یون ہی دو چار قدم خاک اوڑا کر رہجائے
اور پہونچ جائے کہین سے وہ کہین مثلِ خیال

ہے وہ ہیکل مین اگر دیو تو صورت مین پری
ہے اوڑان اوسمین ملک کی تو بشر کے سے خصال

جلد اتنا کہ جہان عرصۂ جولان اوسکا
عہدِ مستقبل و ماضی کا وہان ہے اک حال

زیبِ تن اوسکی جو مہندی کا ہے ہر گل تصویر
پھیر تا کاوے مین ہے وہ صورتِ فانوسِ خیال

اوس فلک سیر کو جولان جو کرے تو تو یہ ڈر
مزرعۂ سبزِ فلک ہو نہ مبادا پامال

قطعہ تیرے ہاتھی کی بلندی کی طرف کی جو نگاہ
سر پہ اندیشہ نے لی ہاتھ سے دستار سنبھال

کہکشان کو وہ فلک پر سے زمین پر پھینکے
نیشکر راہ مین مانگین اگر اوس سے اطفال

شور بلبل بھی یہ رکھتا ہی نمک آج کہ گل — بنگیا کثرتِ شبنم سے نمکدان کی مثال

دیتی ہی طاقتِ پرواز یہ کیفیت مے — اس ہوا مین ہی بطِ مے کہ اوڑون بی پر و بال

ہی یہ وہ دور کہ ہر صوفیِ صافی مشرب — رقص مستان مین رہی وجد کنان شاملِ حال

بید مون کو ہو جو نے چارہ گرِ عیسیٰ دم — شمعِ مُردہ کی رگِ تار سے کھوین قیفال

پُتلیان ناچتی ہین چشم کے گھر مین بے ساز — جنبشِ دستِ مژہ دی ہی اس انداز سی تال

اللہ اللہ رے سرسبزیِ گلزارِ جہان — آج یکرنگ ہی رنگ و روشِ خضر و بلال

ہون قلم ہاتھ اگر کوئی لکھے خطِ غبار — صفحۂ دہر پہ کیا دخل کہ ہو گردِ ملال

روزِ جشن آج ہی اوسکا کہ جسے کہتی ہی خلق — نائبِ ختمِ رسل ظلِ خدائے متعال

وہ بہادر شہِ غازی کہ اگر تیغ اوسکی — اپنی دکھلا دے چمک چرخ پہ کٹجائی ہلال

وہ نکوخوئے نکوروئے خجستہ منظر — وہ بلند اختر و فرخ روش و فرخ فال

وہ مسیحا دم و یوسف رخ و داؤد الحان — وہ سلیمان وش و موسیٰ کف و صالح اعمال

چمنِ خلق و نسیمِ کرم و ابرِ سخا — چشمۂ فضل و ہنر کانِ عطا بحرِ نوال

آسمان جاہ و عطارد قلم و مہر علم — مشتری دانش و مہ بینش و مریخ جلال

خسرو جم حشم و داور کسریٰ انصاف — شاہ دارا دل و سلطان سکندر اقبال

مدح حاضر مین پڑھون اوسکی وہ مطلع جس سے — ہمسری کی نہ رکھے مطلعِ خورشید مجال

مطلع ثانی

ہو تری اک نظرِ فیض سے ناقص کو کمال — مہر سے گرتہِ کامل ہو وہ ہفتے مین ہلال

مرغ دل کو ترے دشمن کے قفس ہی سینہ
اور جگہ چوب قفس کی ہی ترا تیر خدنگ

ہووے حاسد کو نہ آزار حسد سے صحت
تاکہ دارو نہ پیالے مین بھری تیری تفنگ

مفسد و حاسد و غماز عدو وے سرکش
زیر شمشیر غضب تیری ہون چارون چورنگ

انہین سکتے بیان مین ترے اوصاف تمام
ہوتا ہی قافیہ سنجون کا یہان قافیہ تنگ

کرتا اس رنگ سے ہی ختم سخن دیکے دعا
ذوق جو ہی ترا مداح محب یکرنگ

گلشن دہر مین ہر سال مبارک تجھکو
جشن نوروز بہر رنگ بتاج و اورنگ

اور ترے حاسد بدبین کو دکھائین لاکھون
خسروا روز نئے رنگ فلک کے نیرنگ

قصیدۂ نہم

حبذا ساقی فرخ رخ و خورشید جمال
مرحبا مطرب ہاروت فن و زہرہ خصال

بارک اللہ کہ دُر افشان ہی تو اے ابر بہار
خیر مقدم کہ خرامان ہی تو اے باد شمال

للہ الحمد لبالب ہی مئے عیش سے جام
شکر للہ زر گل سے ہی چمن مالامال

جوش روئیدگی سبزہ سے ہو جائیگا سبز
گل زمین چمن حسن مین تا دانۂ خال

شرر تیشۂ فرہاد سے پیدا ہوے گُل
بل بے جوش گل خود رو سر دامان جبال

جوش فوارہ ہی وان کثرت تار بارش
سر مجنون کے تھے آلودہ جہان گرد سی بال

کیا عجب رحمت باری سے کہ وقت باران
ابر مردہ سی بھی ہو قطرہ فشان آب زلال

معجز باد سے مانند عصاے موسیٰ
شجر خشک بھی ہو جائے تر و تازہ نہال

ذوق نستی سے ہی طاؤس چمن مین رقاص
شوق آہنگ سے ہی سرو پہ قمری قوال

شاہا زمانہ مین ہو تو باآبرو اور سرخرو
ہو جلوہ گر مشرق سی تا نور سحر رنگ شفق

دشمن کا تیری منھ ہو فق اور خون سی دلکی ہو شق
دیکھے نہ وہ اسکے سوا نور سحر رنگ شفق

قصیدۂ ہشتم

طرب افزا ہی وہ نوروز کا نارنجی رنگ
دیکھکر بھاگے جسے رنج ہزارون فرسنگ

بل بے بالیدگی عیش کہ برگ گل پر
قطرۂ شبنم کا ہی مینا ے شراب گلرنگ

واہ کیا گلشن آفاق مین ہی جوش بہار
چہچہے کرنے لگے بلبل تصویر فرنگ

کلک نقاشی قدرت سی گلستان مین ہے آج
تختۂ لالہ و گل صفحۂ نقش ارژنگ

خسروا تو نے کیا آج وہ جشن نوروز
دیکھکر جسکے تجمل کو ہو جمشید بھی دنگ

ہے تری بزم طرب مین پئے رسم نوروز
صورت بیضۂ رنگین فلک مینا رنگ

ق
مشک افشان ہو جہان مین جو تری نکہت اخلاق
نافۂ آہوے ختن سے نہو کم داغ پلنگ

بلکہ ہو جوش بہاران کرم سے تیرے
کیا عجب شاخ مین آہو کی گل رنگارنگ

تیرے انصاف سے ہی بزم جہا مین شاہا
شمع گلگیر سے اور شمع سے محفوظ پتنگ

ہو اگر شعلہ فشان تیری اگر آتش قہر
تو سمندر رہے پانی مین بجائے خرچنگ

قطعہ

زیر ران تیری ہی وہ توسن چالاک کہ تو
چھیڑ دے ایک ذرا اوسکو جو وقت جنگ

یون بکہے جست کہ جیسے سر میدان نبرد
منھ سی اوڑ جاے حریفون کی تری خوف سے رنگ

رکھتی ہے سرعت ہی تپ لرزۂ ہیبت سے ترے
نبض محموم کی مانند جبل مین رگ سنگ

مطلع ثانی

رو کش ہو تیری رخ سے کیا نورِ سحر رنگِ شفق ۔۔۔ ذرہ ہی تیرے فیض کا نورِ سحر رنگِ شفق

اے آفتابِ روشان تیری جبین سے ہی عیان ۔۔۔ نورِ یقین رنگِ حیا نورِ سحر رنگِ شفق

روشن بیانی ہی تری رنگین کلامی ہی تری ۔۔۔ شرمندہ ہوتا ہی سدا نورِ سحر رنگِ شفق

وہ سیمگون ایوان ترا وہ سائبان رنگین کہ تھا ۔۔۔ لین وام اب جس سے صفا نورِ سحر رنگِ شفق

فانوس شیشہ لعل گون روشن تری محفل مین یون ۔۔۔ گویا کہ شیشہ مین بھرا نورِ سحر رنگِ شفق

انصاف نے تیرے شہا سیماب و آتش کو کیا ۔۔۔ یون جمع جیسے ایکجا نورِ سحر رنگِ شفق

تیری امان و حفظ سی ہو جائے حق مین شمع کے ۔۔۔ نارِ خلیل آبِ بقا نورِ سحر رنگِ شفق

خورشید تجھسے فیض کو پہونچے تو مشرق مین ہیچ ۔۔۔ جز دُر و لعلِ بے بہا نورِ سحر رنگِ شفق

جسپر کہ تو ہووے غضب ہووا اوسکے حق مین کیا عجب ۔۔۔ سیلِ فنا برقِ بلا نورِ سحر رنگِ شفق

شمشیر کی تیری چمک خون عدو سی یک بیک ۔۔۔ دکھلائی ہر روزِ وغا نورِ سحر رنگِ شفق

پیکان تیر الماس گون منہ سرخ سوفار و نلی یون ۔۔۔ گویا لگا کر پر اوڑا نورِ سحر رنگِ شفق

جلوہ ہی تیری مہر کا شعلہ ہی تیرے قہر کا ۔۔۔ ہی جسکو عالم جانتا نورِ سحر رنگِ شفق

اسپِ حنا بستہ ترا وہ نقرہ خنگِ بادپا ۔۔۔ غیرت سے جسکی اوڑ گیا نورِ سحر رنگِ شفق

اے ذوق کی ہی یہ دعا جبتک رہی شاہنشہا ۔۔۔ خورشید و مہ ارض و سما نورِ سحر رنگِ شفق

جبتک لباسِ دہر کو صابون او شنجرف ہو ۔۔۔ زینت دہ صبح و مسا نورِ سحر رنگِ شفق

ہر جشن فرخ ہو تجھے اس طرح آب و تاب سے ۔۔۔ ہون تیرے محتاجِ ضیا نورِ سحر رنگِ شفق

ذوق کرتا ہے ثنا ختم دعا پر اس طرح
تا کہ ہوں ارض و سما و نون طبق زیر طبق

ہو دے ہر سال مبارک تجھے عید رمضان
اور دشمن کو رہے تیرے سدا رنج و قلق

قصیدہ ہفتم

ہے آج جو یوں خوشنما نور سحر رنگ شفق
پرتو ہے کس خورشید کا نور سحر رنگ شفق

یہ جوش نسرین و سمن یہ لالہ و گل کا چمن
گلشن میں گویا چھا گیا نور سحر رنگ شفق

ہر سرو قد غنچہ دہن زیب چمن شان چمن
ہے پیرہن گلگون قبا نور سحر رنگ شفق

افشان جبین پر سر بسر مہتاب و انجم جلوہ گر
اور گوری ہاتھوں میں حنا نور سحر رنگ شفق

لب پر تبسم ہے کہ ہے جوش بہار و موج گل
دندان پان خوردہ ہیں یا نور سحر رنگ شفق

ہر مجمع پیر و جوان اک طرفہ مشرق ہے کہ وان
روشن دل رنگین ادا نور سحر رنگ شفق

جام بلورین میں ہے یوں عکس شراب لالہ گون
ہو جیسے کیفیت فزا نور سحر رنگ شفق

حسن گل مہتاب نے جوش گل سیراب نے
کیا باغ میں چمکا دیا نور سحر رنگ شفق

دیکھے چمن میں برگ گل آلودہ شبنم جو گل
خجلت سے پانی ہو گیا نور سحر رنگ شفق

ہے شوق کو بالیدگی ہے ربط کو چسپیدگی
کس رنگ ہوں ملکر جدا نور سحر رنگ شفق

ساقی مے عشرت سے بھر ساغر کہ ہے اس رنگ پر
آب و ہوا جائے فضا نور سحر رنگ شفق

جشن بہادر شاہ ہے روز علو جاہ ہے
ہے اسلیے بہجت فزا نور سحر رنگ شفق

وہ خسرو روشن گہر جسکو تجلی ہوں دیکھکر
ماہ و ثریا و سہا نور سحر رنگ شفق

اک صاف مطلع میں لکھوں اور وہ ثنا سنگ دون
ہو دیکھکر غرق حیا نور سحر رنگ شفق

نطق شیرین سے ترے ہووے حلاوت گر عام
کام مین خلق کے بورا ہو بجای بورق

ناتوانون کو جو دی زور حمایت تیری
مارے لات اوڑ کے سر پیل دمان بچہ بق

کہتے ہین برق جہان جسکو وہ ہی اک دنا
توپخانہ مین تری توپ پہ زرّین بیرق

کوتہی جسپہ کرے کاہکشان کی بھی کمند
وہ تری ہمت عالی کا ہی عالی جوسق

قطرہ افشان ہو اگر تیرا سحاب ہمت
بوٹی اکسیر کی پیدا ہو بجاے سرق

کرتا ادنی کو جو اعلی نہ ترا منصوبہ
پاتا شطرنج مین فرزین کا نہ رتبہ بیذق

کرتا اک جست مین سہ ماہی گردون کا شکار
طائر تیر ہوائی ترا مثل لقلق

قطعہ

ای شہ دادگرای خسرو انصاف پرست
اللہ اللہ ری عدالت کا تری نظم و نسق

اتنا عالم مین حذر خون سے ہے خونخوارون کو
خون فاسد کو بھی ہرگز نکرے نوش علق

پرتو افگن ہو اگر روشنی طبع تری
ابرق آئینہ ہو اور سنگ سیہ ہو ابرق

مشتری بھی تری شطرنج کا اک مہرہ ہے
آفتاب ایک ترے گنجفہ کا گر ہی ورق

قطعہ
ابر ہے گرچہ مثال اسد نجم دیدہ
گر تری برق غضب جھاڑ دی اوسپر چقمق

تو شتابی سے بھی چل اوٹھے زیادہ وہ شتاب
آگ لگجانی مین دیر اوسکے نہووے مطلق

تیری توسن مین وہ جلدی کہ اگر چھیڑ دے تو
یون وہ اوڑ جاے کہ جیسے سر آتش زیبق

قطعہ
شمس کو پہونچی تری رای سے یون مشرق مین نور
تو ہو مغرب مین گراے پرتو نور مطلق

جسطرح روشنی قلب سے اہل اشراق
عرصہ دور سے شاگرد کو دیتے ہین سبق

آکے بالین پہ وہ طناز سراپا انداز — مجھسے یہ کہنے لگا کیون ہی تو غمگین ناحق
مژدۂ عید سے ہے گلشن عالم مین بہار — نغمۂ عیش سے ہے بزم جہان مین رونق
دوش پر سرو لب جو کی ہی اک سبز قبا — بر مین لالہ کی بھی گلشن مین ہی گلگون یلمق
جوش سبزہ سے ہی وہ فرش سر صحن چمن — کوئی مخمل اوسے کہتا ہے کوئی استبرق
باغ عالم مین ہی یہ جوش بہار عشرت — ٹپکے ہے نخل سے مستی مین ہمیشہ اوق
توبھی کر تہنیت عید کا اوسکے سامان — کہ وہ ہی خسرو دین حامی دین برحق
وہ بہادر شہ غازی کہ دم معرکہ ہون — اوسکے تیرون کے ہدف اوسکی حسودونکے حدق
مدح اوسکی ہی مناسب تجھے بلکہ انسب — یعنی توصیف کے لائق ہی وہ بلکہ الیق
سنکے مین نے یہ لکھا مدح مین اوسکی مطلع — جب اپہ حسنت کہین مجھکو لبید و عمعق

مطلع ثانی

تو وہ ہی نائب ختم رسل ای سایۂ حق — کہ ترے سایہ مین ہی گلشن دین کو رونق

مطلع ثالث

ابر رحمت کا ہی سایہ ترا اے سایۂ حق — کیونکہ سایہ مین ترے ہو نہ جہان کو رونق
کسکا مقدور کہ سرتاب ترے حکم سے ہو — جو ترا امر ہے الحق جو کہے تو صدق
ذکر حق سے کوئی خالی نہین تیرا ہی وہ دور — کرتا میخانہ مین ہی شیشۂ می بھی حق حق
گر کرے نشو ونما نامیۂ فیض ترا — گل جو ہو شمع سی پیدا تو گلاب و زنبق
حرف ہیبت کا ترے کوئی زبان پر آیا — ہو گئی وقت کتابت جز زبان خامہ شق

وہ جبین ماہ مبین اوسپہ خطِ چین جبین
تھی وہ انگشت بنی جسنے کیا ماہ کو شق

کرے دو ٹکڑے جگر کھینچ کے ابرو تلوار
باندھکر کھینچ لی دل زلف مسلسل کی دہق

تیر انداز جو مژگان تو ادا دشنہ گزار
چشم ابلق تو نگہ ترک سوارِ ابلق

غمزہ و ناز و کرشمہ وہ بلا غارت گر
کہ نہ چھوڑین تنِ عشاق مین جان ایک رمق

سروقامت سمن اندام گلستان رخسار
ہونٹ گلبرگ دہن غنچۂ و بینی زنبق

سرو قامت سی اگر اوسکی ہو طوبیٰ سرکش
راست ہان رات ہے یہ ظلِّ طویلِ احمق

شکر آمیختہ بادام مقشر دندان
سیب فردوس زنخدان لبِ خندان فستق

کھلنا اُسکے دہنِ تنگ کا ایسا مشکل
جیسے دشوار ہو مفہوم کلامِ مغلق

مصحف روے کتابی کو جو دیکھو اوسکے
تو کہین صورتِ اخلاص بنا و مطلق

لوح رنگین سے نہ زیبا ہو بیاضِ گردن
تاکہ ہو سرخی شنجرف نہ خونِ ناحق

دست و بازو و برودوش عجب صبح بہار
پنجہ وہ پنجۂ خورشید و حنا رنگ شفق

سینہ تا ناف صفا آب گہر کا دریا
ناف اک عکس ذقن اوسمین بجاے زورق

نازک ایسی کمر اوسکی کہ سمجھنا مشکل
جسطرح شعر خیالی مین ہو معنی ادق

ہے گران اوسپہ نزاکت سی نہ باندھے ہرگز
گر ہو تارِ نظرِ دیدۂ عنقا منطق

اوسکا زانو وہ مصفا کہ اگر دیکھے اوسے
آئینہ آب خجالت مین رہے مستغرق

کیا کہون ساق بلورین کی صفائی اوسکی
شمع گر دیکھے اوسے شرم سی آجاے عرق

قد جو گلبن تو وہ پائون کے حنائی ناخن
نیچے گلبن کے پڑے بکھرے ہوے گل کے ورق

تیری شمشیر کے آگے نہیں رکھتی ہرگز | مغربی تیغ مہِ نو کی شہار تبہ داس
فیض تعلیم سے تیرے ہو جو منکر انسان | احمق الناس اوسے جانیے بلکہ نسناس
لوحِ تقدیر کے لکھے کو پڑھے حرف بحرف | تربیت سے تری اُمّی بھی ہو یہ حرف شناس
یون ترا حاسدِ پُر عیب ہے عالم مین حقیر | اسپ بدفال کوئی جیسے میانِ نخاس
دیکھے آہو کو جو ضیغم تو وہین عدل ترا | ڈھانا ندہے آنکھونکو اوسکی وشن گاؤ خراس
زہے خورشید کے طالع کہ شعاعِ خورشید | دمِ ترزین تری گھوڑی پہ لگے جای قطاس
ایسا چالاک کہ اس طرح سے اوڑجاتا ہے | جسطرح عاشقِ دلباختہ کے ہوش و حواس
پہونچے اوس رخش فلک سیر زمین پیا کو | نہ منجم کا خیال اور نہ مہندس کا قیاس
تیرا ہاتھی ہے فلک کا ہکشان ہے خرطوم | کان دونون مہ و خور دُم ہے ذنب سر ہے راس
ذنب و راس وہ جنسے ہون سیہ بخت عدو | ماہ و خور وہ کہ ہوا خواہ ہون روشن انفاس
رنگ ہاتھی کا سیہ اور وہ دانت اوسکے سفید | ق | کہتا ہے دیکھکے یہ ظلمت و نور اپنا قیاس
طرفہ صنعت سے لپیٹا ہے شبِ یلدا نے | صفحۂ صبحِ منور کو مثالِ قرطاس
ختم کرتا ہے سخن ذوق دعا پر اس طرح | تا ہون دریا مین گہر کان مین پیدا الماس
توشۂ بحر و برا ے شاہ سکندر فر ہو | دے خدا عمرِ خضر تجھکو حیاتِ الیاس
عید ہر سال ہو فرخ تجھے با عیش و نشاط | تو ہمیشہ رہے خوشحال و ترا بدخواہ اوداس

قصیدۂ ششم

ایک خورشید لقا طرفہ جوان از شفق | تابِ رخسارِ فلق سرخیٔ رخسارِ شفق

میں یہ کہتا ہی تھا جو دل نے مرے مجھسے کہا | توبہ کر توبہ نکر اتنی زیادہ بکواس
ایسی مُردار بد افعال کا تو نام نہ لے | حامیِ شرع ہے وہ پادشہِ پاک انفاس
شاہ دیندار بہادر شہِ غازی جسنے | خانۂ توبہ و تقوے کو کیا محکم اساس
عہد میں اوسکے ہو گر مرتکبِ مے کوئی | کرے ہر قطرہ کلیجے میں خراشِ الماس
مے اگر آبِ بقا بھی ہو تو ہو وہ زہر آب | جسکے پینے سے ہو جینے ہی سے مےخوار کو یاس
دھووے اس عہد میں گر زخم کو مے سے جراح | تو رہے حشر تلک سوزش و درد و آماس
کہتے اس آبِ شر انگیز کو ہیں آج بشر | کہ یہ روغن ہے سرِ آتشِ شرِ خناس
تا نہ باقی رہے مے اور نہ مے میں مستی | توڑتا سنگِ نمک سے ہی وہ شیشے کا گلاس
احتساب اوسکا جو دے سنگ پہ شیشے کو ٹپک | تو صدا ہو نہ بلند اوسکے بجز حمد و سپاس
مدحِ حاضر میں پڑھوں اوسکی کوئی مطلع میں | کہ سخن فہم و سخنور کا ہے وہ قدر شناس

مطلع ثانی

نطقِ شیریں وہ ترا شہد کہ ہر درد کو راس | شان میں جسکی شہا فیہ شفاء للناس
ہندوِ زلف کی ہے پاس یہ مصحفِ رخ | عہد میں تیرے ہے کافر کو بھی اسلام کا پاس
مومیائی ہو حمایت تری حق میں اوسکی | سخت گیری سے فلک توڑ دے کسی کی گر آس
بوٹی اکسیر کی اور پارس اگر ہاتھ آئے | بل بے ہمت تری نزدیک ہے پھر وہ گھاس
چمنِ دہر میں پیدا نرگس بھی تری بخشش سے | رکھتی اک کاسۂ زریں ہے اور اک سیمیں طاس
کیا عجب فیض سے گر ابرِ کرم کے تیرے | بیدِ مجنوں میں ہو پیدا ثمرِ سیب و گلاس

قصیدۂ پنجم

ہی وہ جاندارو ہی مے نافع اعضا و حواس
کہ دلِ مُردہ ہو زندہ تنِ بیجان حساس

قطرۂ مے سے ترقیِ حواسِ خمسہ
یون ہو جس طرح کہ اک نقطہ سے ہون پانچ پچاس

ہووے اس روغنِ کبریت سے مثلِ زرِ سرخ
رنگ رخسار جو کلفت سے ہو ہمرنگ نحاس

خشک مغزونکو جو ہو بوے گلاب اسکی بو
تر دماغ اتنا ہو دم لینے نہ دے فرطِ عطاس

قلب ماہیت اگر اس سے نہ بالکل ہو تو کیون
قلبِ انسان مین تھوڑے سے مبدل ہو ہراس

اوسکی دولت سے عجب کیا دلِ مفلس ہو غنی
کہ یہ ہی شربتِ دینار علاجِ افلاس

دیوے ساقی جسے اک جام وہ دیکھو سے کہے
آج جو پاس ہی میری نہین جمشید کے پاس

اللہ اللہ رے تری مستی و بالا دستی
شب کہے مست کہ گر کوئی گردون سے مماس

سلسبیل آکے اگر خلد سے ہو آبِ سبیل
کہے مے نوش کہ بجھتی ہی کوئی اوس سے پیاس

زندگانی سے ہے مقصود شرابِ ساقی
اور باقی تو ہے سب وہم و خیال و وسواس

ق
زندگی چند نفس ہے کہو ساقی سے کہ تو
پاس کر عیش کا کیا کرتا ہی پاسِ انفاس

بیٹھ گوشے مین نہ تو چھوڑ کے اس جلسے کو
دیکھ رندانِ خرابات نشین کا اجلاس

مے نہین برقعِ مینا مین مگر جلوہ فروز
کوئی خورشید لقا ہے شفقی رنگ لباس

اے خنک دل کبھی تو اس سے ہو سرگرمِ نشاط
غم کو جا دل مین نہ دے جیکو نہ رکھ اپنے اوداس

دل جو گھر غم کا ہو گیا اوسمین ہو سرمایۂ عیش
وہ مثل ہے کہ کہان گھونسلے مین چیل کے ماس

دل پر وسوسہ کی ہوتی ہے مے سے وا شد
کھلتا ہی ہاتھ سے ساقی کے یہ قفلِ وسواس

لیکے خرطوم مین جو آب ہو وہ قطرہ فشان — دیوے جون ابر بہاران ابھی برسا گوہر
ہے ترے قطرۂ پیکان سے دمِ بارش تیر — جگرِ چاک عدو مین صدف آسا گوہر
تیر انیزہ ہے وہ طائر کہ عوض دانہ کے — مُہرۂ پشت سے دشمن کی ہے چُنتا گوہر
شعلۂ برق غضب سے ترے شاہا تہِ آب — مثلِ مریخ ہر اک سرخ ستارا گوہر
مہر دارون مین تری ایک ہے ناچیز عقیق — آبدارون مین ترے ایک ہے ادنا گوہر
گرچہ گردون کیطرح سے وہ بآوازِ مہیب — جوہری جسکو کہ بتلائے ہے گرجا گوہر
ہو ترا کلک کرم جبکہ شہا گوہر بار — جیم محتاج کے دامن مین ہو نقطا گوہر
نقطۂ قاف قلم سے جو ہو تیرے ہمسر — قاف تک قاف سے ہو بیضۂ عنقا گوہر
سینۂ صافی سے تری ہووے صفا ایسی عام — دلِ کافر مین بھی ہو خال سویدا گوہر
ہو جو روشنگرِ عالم ترا نورِ دانش — موے چینی مین پرو یا کرے اعمیٰ گوہر
خسروا مین جو کہون سب ترے اوصافکو — تو سدا مُنہ سے مرے پھول جھڑین یا گوہر
ذوقؔ کرتا ہے دعا یہ پر اب ختم سخن — تا کہ ہو سنگ سے لعل آب سے پیدا گوہر
تا رہے پنجۂ خورشید پہ ہر روز طلا — تا گرہ مین رکھے شب عقد ثریا گوہر
دانۂ انجم گردون سے پروئے جبتک — رشتۂ کاہکشان مین شبِ یلدا گوہر
جبتلک جوش بہاران سے ہوای دم صبح — ٹانکے شبنم سے سرِ دامنِ صحرا گوہر
ہر برس جشن ترا تجکو مبارک ہووے — برسین نیسانِ کرم سے تری شاہا گوہر
دوستون کو ہو ترے گنج گہر روز نصیب — ہو نہ جز اشک سرِ دامنِ اعدا گوہر

پرورش دیوے چمن کو جو ترا ابر کرم ۔۔۔ موتیا مین عوض غنچہ کے ہو پیدا گوہر
ماہ کہنے کے لیئے ہو نہ کہ گہنے کے لیئے ۔۔۔ تیرے گہنے کا کہون کیا اوسے زیبا گوہر
دُر فشانی سے تری اتنے گہر ہین ارزان ۔۔۔ لکھتے ہین نسخۂ مفلس مین اطبا گوہر

قطعہ

عکس سے نیر اقبال کے دریا مین ترے ۔۔۔ اے محیط کرم و جود کے یکتا گوہر
آب گوہر ہو تہ آب یہ اعجاز نما ۔۔۔ کف دریا کو بنائے ید بیضا گوہر
کوہ کا زہرہ کرے آب تری ہیبت عدل ۔۔۔ گر یہ سُن پائے کہین سنگ نے توڑا گوہر
طبع نازک پہ تری بار گہر ہو جو گران ۔۔۔ پوست بیضۂ ماہی سے ہو ہلکا گوہر
آب دریاے کرم سے جو ہو تیری سیراب ۔۔۔ ابر مُردہ سے برسنے لگین کیا کیا گوہر
آج محفل مین تری وہ گہر افشانی ہے ۔۔۔ لگن شمع مین ہین آنسوؤنکی جا گوہر
دست فراش مین جاروب ہے ریش فرعون ۔۔۔ فرش پر تیلیون مین اولجھے جو صدہا گوہر
تیرے دوران حفاظت مین کہان رنج و گزند ۔۔۔ حق مین بیمار کے تبخالہ ہے لب کا گوہر
افعی زلف کے کاٹے کو ہے جون مہرۂ مار ۔۔۔ گوش خوبان مین نہین زلف سمن سا گوہر
سینہ صافی کا تری ایک ہے نقشہ دریا ۔۔۔ دل روشن کا ترے ایک نمونہ گوہر
نقرئی خنگ ترا ایسا برنگ شفاف ۔۔۔ روبرو جسکی صفائی کے ہو میلا گوہر
غرق دریاے جواہر مین ہے وہ کوہ گران ۔۔۔ کہ ہے مہندی کے جگہ لعل تو سینا گوہر
پیل ترا ہے بلندی مین فلک سے افزون ۔۔۔ جھول مین جسکی ہین انجم سے زیادہ گوہر

پہونچے گر گوش صدف تک یہ نوید عشرت
اتنا بالیدہ بخود ہو کہ ہو مینا گوہر

کہتا ہی قطرۂ نیسان بھی کہ اس دور مین کاش
ہوتا مین دانۂ انگور نہوتا گوہر

جدول آب مین کثرت سے حبابونکی بھرے
مانگ مین مثل بت خویشتن آرا گوہر

ٹوٹتا ہی کشمکش عیش سے جو صبح کا ہار
بکھرے شبنم سے ہین گلزار مین کیا کیا گوہر

گل شگفتہ مین یہ قطرۂ باران سے بہا
بھر دیے درج یاقوت مین گویا گوہر

موج گوہر مین بھی ہے طرز تبسم پیدا
کوئی دم مین روش غنچہ ہنسیگا گوہر

رخ گلرنگ پہ ساقی کے عرق کا قطرہ
کیا تماشا ہی کہ بنجائے ہی مونگا گوہر

قطرۂ آب لطافت سے ہے ٹپکا پڑتا
گوش خوبان سمن بر مین مصفا گوہر

مدح حاضر مین کرون مین کوئی مطلع تحریر
آج ہے خامہ مرا منہہ سے اوگلتا گوہر

مطلع ثانی

آج وہ دن ہی کہ اے خسرو والا گوہر
کوہ دے نذر تجھے لعل تو دریا گوہر

بحر و بر مین ہی شہا تیرے مہیا نثار
سیم سے زر تا لک اور لعل سے لیتا گوہر

ہو ترے فیض قدم سے جو زمین گوہر خیز
ہو نصیب صدف نقش کف پا گوہر

مشتری کہتے ہین جسکو وہ اوٹھالایا چرخ
ٹوٹ کر جو ترے شمرن سے گرا تھا گوہر

صبح اقبال و سعادت کا ستارہ چمکا
جو ترا طرۂ دستار کا چمکا گوہر

تیرا آویزۂ سرپیچ کا اے قبلۂ خلق
صاف قندیل در مسجد اقصی گوہر

حلب خلق مین ہی سینہ ترا آئینہ
عدن علم مین ہی قلب مصفا گوہر

غیر پُر مایہ نہ کم مایہ سے ہو ضبط ہوس
بھگیا ژالہ ہوا لگ کے نہ پگھلا گوہر

جوہرِ خوب کو درکار ہی آرائش خوب
خوب تو آب کی خوبی سے ہی ٹھہرا گوہر

سرکشی کرتی ہین بمیغز نہ پُر مغز وقار
جز حباب آب سے سر کھینچے نہ بالا گوہر

ربط ناچیز سے کرتے ہین کوئی پاک نہاد
ہو نہ ہمصحبتِ تارِ رگِ خارا گوہر

دلخراش اور ہی طاقت دہِ دل ہی کچھ اور
کہ نہ گوہر کبھی ہیرا ہو نہ ہیرا گوہر

فیض کو عالمِ بالا کی ہی شرط استعداد
قطرہ یکجا ہے طباشیر ہے یکجا گوہر

صدق اور کذب پر ہر نکتہ کی ہی شرط نظر
کور کیا جانے یہ سچا ہے کہ جھوٹا گوہر

صاف باطن کی ہو جب قدر کہ ظاہر ہو درست
مول بھی ٹوٹ گیا صاف جو ٹوٹا گوہر

ہوتی غربت مین اگر قدر نہ خوش جوہر کی
تو کبھی کان سے باہر نہ نکلتا گوہر

خلشِ خارِ جنون سے ہی پروتا کیا کیا
ہر قدم پر قدم آبلہ فرسا گوہر

دلِ عاشق مین کرے کیونکہ نہ آنسو سوراخ
اسی الماس سے جاتا ہی یہ بیدھا گوہر

ذوق موقوف کر انداز غزلخوانی کو
ڈھونڈھ اس بحر مین اب تو کوئی اچھا گوہر

غوطہ دریاے سخن مین ہی لگانا بہتر
آگے تقدیر سے خرمہرہ ملے یا گوہر

اثرِ مدح سے اوس خسروِ دریا دل کے
کر سخن قابلِ گوشِ دلِ ذانا گوہر

وہ بہادر شہِ غازی کہ برنگِ نیسان
روز برسائی ہے ابرِ کرم اوسکا گوہر

جشن سے اوسکے ہی اک فیض کا دریا جاری
بہتے پھرتے ہین برنگِ کفِ دریا گوہر

زیور آرا ہو دن اگر آج چمن مین گل و سرو
بیضۂ قمری و بلبل ہون عجب کیا گوہر

زمین ہو سبز جو تیرے سحاب بخشش سے — تو بوٹی بوٹی سے ہر خاک کی بنے اکسیر

قطعہ

بچشم مہر اگر تیرا نیر اقبال — کرے نگاہ سرِ آب جو و آب غدیر

تو فلس فلس سے ہو ماہیون کے وقت شکار — نگین دست سلیمان بدست ماہی گیر

نہ ہے ثنا کے لیئے تیرے اختتام و تمام — نہ ہے دعا کے لیئے تیری انتہا و اخیر

مگر یہ ذوق ثنا سنج و مدح خوان تیرا — غلام پیر کہن سال اک فقیر حقیر

کرے ہے دل سے دعا یہ سدا فقیرانہ — سنا ہے جب سے کہ رحم خدا دعاے فقیر

الٰہی آپ پہ تا ہو زمین زمین کو ثبات — زمین پہ تا ہو فلک اور فلک کو ہو تدویر

فلک پہ چھوڑے نہ تا دامنِ مسیح حیات — زمین پہ خضر کی تا ہو فنا نہ دامنگیر

عطا کرے تجھے عالم مین قادرِ قیوم — بجاہ و دولت و اقبال و عزت و توقیر

تنِ قوی و مزاجِ صحیح و عمر طویل — سپاہ وافر و ملکِ وسیع و گنج خطیر

قصیدہ چہارم

ہین مرے آبلۂ دل کے تماشا گوہر — اک گہر ٹوٹے تو ہون کتنے ہی پیدا گوہر

نظرِ خلق سے چھپ سکتے نہین اہل صفا — تہِ دریا سے بھی جا ڈھونڈھ نکالا گوہر

رزق تو در خورِ خواہش ہے پہونچا سبکو — مرغ کو دانہ ملا ہنس نے پایا گوہر

پاک دنیا سے ہین دنیا مین ہین جو پاک سرشت — غرق ہے آب مین پر تر نہین اصلا گوہر

ہے دلِ صاف کو عزلت مین بھی گردون سے غبار — گرد آلود یتیمی ہوا تنہا گوہر

کور باطن کو ہو کیا جوہر دانش کی شناخت — کہ پرکھتا نہین جز دیدۂ بینا گوہر

جو ہے خدنگ کا تیرے نشانہ چشم حسود
تو ہے تفنگ کا تیری دلِ عدو نخچیر

ترے نہیب سے ہون شکل فلس ماہی الگ
کرین نہ حلقۂ جوہر رفاقتِ شمشیر

جو تیر نکلے کمان سے تری وہ ہو جاوے
طلب مین جان عدو کی روان قضا کا سفیر

قطعہ

ترے ہی خامۂ طغرا نگار مین یہ زور
قطعہ
جو کھینچے ایک روش خط منحنی وہ لکیر

تو اوس سے ایسی ہون اشکال ہندسی پیدا
مٹا دے دیکھکے اُقلیدس اپنی سب تحریر

وہ روشنی ترے خط مین کہ ابن مقلہ اگر
قطعہ
لگائے آنکھون سے سُرمے کی جا تری تحریر

تو ہو یہ نور بصارت کہ پڑھ لی حرف بحرف
جو ہووے لوح جبین پر نوشتۂ تقدیر

رقم مین گر ترے اوصاف کی قصور کرے
زبان خامہ عطارد کی ناک مین دے تیر

ترا سمند ہے وہ تیز رو کہ وقت خرام
قطعہ
نظر ہو دیدۂ زرقا کی بھی نہ اوسکا نظیر

کہ سیرگاہ دو عالم ہے راہ اک روزہ
اور اوسکا شرق سے تا غرب عرصہ گاہ مسیر

ترے جو فیل کی تعریف خسروا لکھون
کرون حکایت شیرین و کوہکن تحریر

کہ فیل کوہ کچک تیشہ فیلبان فرہاد
وہ دونون دانت صفا ایک ایک جوی شیر

چلے نہ اشرفی آفتاب عالم مین
قطعہ
خطِ شعاع سے اوس پر جو یہ نہو تحریر

ابو ظفر شہ والا گہر بہادر شاہ
سراج دین نبی سایۂ خدائے قدیر

شہ بلند نگہ شہریار والا جاہ
خدیو مہر کلہ خسرو سپہر سریر

جہان مسخر و عالم مطیع و خلق مطاع
فلک مؤید و اختر معین و بخت نصیر

پڑھوں ثنا مین تری اب وہ مطلعِ روشن
کہ جسکا مطلعِ خورشید بھی نہو دے نظیر

مطلعِ ثالث

شہنشہا ہے وہ تری روشنیِ رائے منیر
عقولِ عشرہ کے انوار جسکے عشرِ عشیر

جو ہو نہ تابعِ امرِ تشاؤ رُوا فی الامر
تو عقلِ کل کو کرے تو نہ ہرگز اپنا مشیر

جو ہین نکات و معانی بشر کی فہم سے دور
وہ تیرے ذہن مین موجود سب قلیل و کثیر

اگر ہے سہو کو کچھ دخل حافظہ مین تو یہ
نہ اپنا یاد ہے احسان نہ اور کی تقصیر

حیلہ ہے گر متعلق تری نگاہ کے ساتھ
تو ہے ضمیر کی جانب تری صفا کی ضمیر

ترا تو سینہ بھی یون ہے داخلِ حسنات
کہ جیسے صحبتِ اصحابِ کہف مین قطمیر

کرے ہے سلبِ تغیر کو ذات حادث سے
زمانہ عدل سے تیرے یہ اعتدال پذیر

مجال کیا کہ ترے عہد مین شرر کی طرح
اوٹھائین سر کو شرارت سے سرکشانِ شریر

ہوا مین آکے جو کرتا ہے سرکشی شعلہ
تو چٹکیان دلِ آتش مین لے ہے آتشگیر

ترے نسق سے جو بالکل رہی نہ خونریزی
لڑائیون مین کہین پھوٹتی نہین نکسیر

جو پہونچے بتکدہ مین تیرا شورِ دینداری
بلند نالۂ ناقوس سے بھی ہو تکبیر

کیا یہ کفر کو اسلام نے ترے معدوم
کہ کوئی زلفِ بتان پر نکر سکے تکفیر

جہان مین چشمِ سیہ مستِ یار کا ہو یہ رنگ
ق
جو سرکشون کو ترا احتساب دے تعزیر

پڑے گلے مین رسن خطِ سُرمہ سے اوسکے
رہے مدام وہ گردش مین از پے تشہیر

وہ برقِ قہرِ خدا تیری تیغِ آتش دم
کہ جسکی آنچ ترے دشمنون کو نارِ سعیر

تو موے کاسۂ چینی کو چارہ ساز قضا
نکالے کاسۂ چینی سے مثل موے خمیر

کھجائے سر جو کبھی مفسدان سرکش کا
علاج خارش سر ہو بناخن شمشیر

بنا ہے نقش شفا خانۂ ہزار شفا
ہر ایک خانۂ تعویذ صاحب تکسیر

ہر ایک اسم عزیمت مین اسم اعظم ہو
ہر ایک نسخہ شفا مین ہے نسخۂ اکسیر

رہا نہ کوئی گرفتار رنج عالم مین
چھٹے جو تیرے تصدق مین مجرمان اسیر

شہا ہی دم سے ترے زندگانی عالم
یہ تیرا دم ہے وہ اعجاز عیسوی تاثیر

مثال خضر تو اے رہنماے ملت و دین
جہان مین پیر ہو پر ہو کرامتون سے پیر

تو وہ ہے حامی دنیا و دین زمانہ مین
کہ تجھسے زیب ہے دنیا کو دین کو توقیر

کیا شہان سلف نے مسخر ایک جہان
کیئے ہین تو نے شہنشاہ دو جہان تسخیر

سحر سے شام تلک زرفشان ہی پنجۂ مہر
نثار کرتا ہے ہر روز ایک گنج خطیر

فلک پہ کرتا ہی ہر شب ادا جو سجدۂ شکر
نشان سجدہ ہے زیب جبین ماہ منیر

یہ روز بہ سے ترے ہی جوان جہان کہین
کہے نہ کوئی دو شنبہ کو بھی جہان مین پیر

قطعہ

حیات بخش جہان تیرا مژدۂ صحت
جو بخشے خلق کو عمر طویل و عیش کثیر

ہزارون سال بھر ہر صدی نکال کی دانت
ہنسین اجل پہ جوانون کی طرح مردم پیر

جہان کو یون تری صحت کی ساتھ ہی صحت
صحیح جیسے کہ قرآن ہو مع تفسیر

یہ وہ خوشی ہی کہ فربہ ہون جس سی روز بروز
ہلال بست و نہم کی طرح بدن کے حقیر

جہات ستہ سے بزمِ جہان ہی وسعت خواہ
کہ ہی ہجومِ نشاط و سرور رجم غفیر

زمانہ دشمنِ عشرت کا اسقدر قاتل
مہِ صیام کو دیکھے نہ کوئی بے شمشیر

ہوا ہے مدرسہ یہ بزمگاہِ عیش و طرب
کہ شمس بازغہ کی جا پڑھے ہین بدر منیر

اگر پیالہ ہی صغریٰ تو ہے سبو کبریٰ
نتیجہ یہ ہے کہ سرمست ہین صغیر و کبیر

زمین میکدہ یہ خندۂ نشاط انگیز
کہ لائے مے سے ہو دیوار قہقہہ تعمیر

دیا ہی رنج کو دھو تیرے غسل صحت نے
ضمیرِ خلق سے ای بادشاہِ پاک ضمیر

عجب نہین یہ ہوا سے کہ مثلِ نبضِ صحیح
کرے اگر حرکت موجِ چشمۂ تصویر

شہنشہا ترے ین شفائے کامل سے
جو لاعلاج مرض تھے وہ ہین علاج پذیر

ق کہ چوبِ گل کو اگر مارین بید مجنون پر
تو صورتِ بشر ہو ہوشمند خوش تقریر

اشارۂ فہم ہوا ایسا کہ وہ بیان کرے
زبان برگ سی گونگو نکے خواب کی تعبیر

جو میل کحل بصارت ہو کلکِ خطِ غبار
تو چشمِ دائرۂ عین بھی ہو چشم بصیر

نہ موج مے کو ہو پیچش نہ شیشہ لے ہچکی
گئی جہان سے یہ بیماری فواق و زحیر

نہ برق کو تپِ لرزہ نہ ابر کو ہو زکام
نہ آب مین ہو رطوبت نہ خاک مین تبخیر

بدل گئی ہے حلاوت سے تلخی دارو
شراب تلخ بھی ہو میکشون کو شکر و شیر

قوی ہے قوتِ تاثیر سے دوائے طبیب
غنی قبول کی دولت سے ہے دعائے فقیر

قطعہ

شکست دلکو ترے ین تندرستی سے
کرے درست اگر مومیائی تدبیر

نہ خار دشت ہی نرمی مین خواب مخمل ہی ۔ ہر ایک تار رگ سنگ بھی ہے تار حریر
ہوا مین ہی یہ طراوت کہ دود گلخن بھی ۔ برستا اوٹھے ہی آتش سے مثل ابر مطیر
یہ آیا جوش مین باران رحمت باری ۔ کہ سنگ سنگ مین سنگ یدہ کی ہی تاثیر
ہر ایک خار ہی گل ہر گل ایک ساغر عیش ۔ ہر ایک دشت چمن ہر چمن بہشت نظیر
ہر ایک قطرۂ شبنم گہر کی طرح خوش آب ۔ ہر اک گہر گہر شب چراغ پر تنویر
کرے ہی صبح شکر خندہ اس مزے کے ساتھ ۔ کہ جس طرح بہم آمیختہ ہون شکر و شیر
سنوارتی ہی جو شام اپنی زلف مشکین کو ۔ سواد مشک ختن پر ہین لاکھ آہو گیر
نہال شمع سے ہر شب چنے گل شبو ۔ بہار عیش ہین گلچین کی طرح سے گلگیر
ہنسے چراغ تو ایسی ہنسی مین پھول جھڑین ۔ حیا سے رنگ گل آفتاب ہو تغییر
رہے ہی چرخ پہ ہر صبح جون صبوحی کش ۔ باین درازی ریش آفتاب ساغر گیر
عجب نہین ہی کہ آرائش زمانہ سے ۔ حنائی پنجہ ہون تاک و چنار و بید انجیر
چمن مین ہی یہ درختان سبز پر جوبن ۔ کہ زہر کھاتے ہین سبزان خطۂ کشمیر
نہ کیونکہ دیکھ کے گلشن کو یہ پڑھون مطلع ۔ کہ آئے ہی نظر اک قدرت خدای قدیر

مطلع ثانی

ظہور نرگس و گل جلوۂ سمیع و بصیر ۔ نسیم نکہت گل اطہر و لطیف و خبیر
شمیم عیش سے ہے یہ زمانہ عطر آگین ۔ کہ قرص عنبر اگر ہی زمین تو گرد عبیر
حمل سے حوت تلک جا بجا ہین تصویرین ۔ بنا ہے عالم بالا بھی عالم تصویر

شش جہت پر ہی جو غالب ترا سر پنجۂ امن — فتنے کوا وٹھنے مین جو بن رہی کیا کیا شش پنج
نہ بجھے آب سے آتش نہ خس آتش سے جلے — ایک سے ایک موافق کہ مرغجان مرنج
ترے منصوبہ کی تابع ہین سب احکام نجوم — صفحۂ تقویم کا گویا ہے بساط شطرنج
لایا ہے معنی رنگین سی یہ لعل خوش رنگ — ذوق جو مدح و ثنا مین ہی تری گوہر سنج
خسروا ہوتا ہی اس رنگ سی معلوم یہ رنگ — رنگ نور وز جو ہی ابکی برنگ نارنج
بزم رنگین مین تری رنگ طرب ہو ہر روز — اور تری خاطر اقدس پہ کبھی آئے نہ رنج

قصیدۂ سوم

زہے نشاط اگر کیجئے اسے تحریر — عیان ہو خامے سے تحریر نغمہ جای صریر
زبان سے ذکر اگر چھیڑلے تو پیدا ہو — نفس کے تار سے آواز خوشتر از بم و زیر
ہوا یہ باغ جہان مین شگفتگی کا جوش — کلید قفل دل تنگ و خاطر دلگیر
کرے ہے والب غنچہ در ہزار سخن — چمن مین موج تبسم کی کھولکر زنجیر
کچھ انبساط ہولے چمن سے دور نہین — جو وا ہو غنچۂ منقار بلبل تصویر
قفس مین بیضہ کی بھی شوق نغمہ سنجی سے — عجب نہین کہ ہو مرغ چمن بلند صفیر
اثر سے باد بہاری کے لہلہاتے ہین — زمین پہ ہمسر سنبل ہی موج نقش حصیر
گل کے سنگ سی گر ہو شرارہ تخم فشان — تو سبز فیض ہوا سے ہو وہ برنگ شعیر
زمین پہ گرتے ہی لے آئے دانہ برگ و ثمر — جو ٹوٹے ہاتھ سے زاہد کے سبحۂ تزدبر
ہوا پہ دوڑتا ہے اس طرح سے ابر سیاہ — کہ جیسے جائے کوئی پیل مست بے زنجیر

عہد مین ترے عجب کیا نہ ہو داغ دل شمع
شعلہ مین مرہم کافور کی ہو خاصیت

پنجۂ گربۂ سر بچۂ موش سن و گنجشک
ہی حمایت سے تری مایہ کا دست شفقت

دور انصاف مین گر تیری ہو گشتۂ سیماب
تو بلا شبہہ پڑے دینی مہوس کو دیت

دیا اللہ نے وہ قلب مصفّا تجھکو
اے شہنشاہ صفا ذہن و سراپا صفوت

فرد تفصیل جو ان کے ہے رخ حاجتمند
عرض حاجت کی نہین سامنے تیری حاجت

عید کو دیکھ ترے ساتھ خلائق کا ہجوم
کہے عارف کہ یہ کثرت مین ہی ظاہر وحدت

لکھے گر خامہ ترا وصف شمیم اخلاق
تو ہر اک نقطہ ہو اک نافۂ مشک تبت

منتہی ہون نہ کبھی تیرے صفات نیکو
گر بیان کیجیے تا حشر صفت بعد صفت

ذوق کرتا ہے دعائیہ یہ اب ختم سخن
کہ زبان کو ہی نہ یارا نہ قلم کو طاقت

عید ہر سال مبارک ہو تجھے عالم مین
با شکوہ و حشم و جاہ بعمر و صحت

خیر خواہون کے ترے چہرہ پہ ہو رنگ نشاط
اور بد خواہون کے رخسار پہ اشک حسرت

قطعہ در تہنیت جشن نوروز

خسروا سنکے ترا مژدۂ جشن نوروز
آج ہے بلبل تصویر تلک زمزمہ سنج

خبر عیش تری دے ہے چمن کو جاکر
زر گل پیک صبا پائے نہ کیونکر پارنج

بادۂ جوش جوانی کی ہے گویا اک موج
تن پیران کہن سال پہ ہر چین شکنج

چند قطرے سے ہین شبنم کے وہ بلکہ کمتر
آگے ہمت کے تری گوہر شہوار کے گنج

حسن نیت سے ہی تو یوسف مصر بخشش
دست حاتم مین بجا ہی کہ جو دین تیغ ترنج

تجھسے راضی ہی خدا اور خدا کا محبوب | تیرا حامی ہی نبیؐ اور نبیؐ کی عترت
عزم کو ہی ترے ہر عزم مین عزم بالجزم | قصد کو تیرے ہی ہر قصد مین قصد سبقت
قوت روح ملائک چمن قدس مین ہو | ذات قدسی کا ترے عطر قبای عفت
کیا اللہ نے جب تجھسا ولی نعمت خلق | کیونکہ واجب نہ خلائق پہ ہو شکر نعمت
نطق شیرین سے ترے عام حلاوت ہو اگر | ثمر تلخ ہو حنظل کا سبوے شربت
شوکت عقرب جرارہ کے مانند ہے | دل حاسد مین خلشگر ترا رشک شوکت
روش شیشہ ہر اک سنگ ہو ریزہ ریزہ | پڑے البرز پہ گر گرز کی تیرے ضربت
سر کشف دار چھپاتا ہے فلک زیر سپر | کیا غضب ہی تری شمشیر غضب کی ہیبت
آئے طوفان جو ترے قہر کا طغیانی پر | کشتی نوح بھی اعدا کو ہو گرداب صفت
وہ تری تیغ کی برش ہی کہ جسکا سایہ | کردے اکدم مین ہیولی ہی مفارق صورت
ترا بدخواہ رہے حرز سے یا تنگ محرم | دین نہ تعویذ اوسے تا بہ نشان تربت
آسیا وار پھرے کیون نہ فلک گرد زمین | تیری توسن کے جو کاوی کی اوڑ جائی پھرت
کیا ترے فیل کے اوصاف لکھون مین کہ وہ ہی | ابر رفتار و جبل پیکر و گردون رفعت
اوسکی خرطوم ہے گر طرۂ لیلیٰ کے مثال | تو ہین دندان ہیں عصا ساعد سیمین کی صفت
کیا عجب گر ہو تپ لرزہ ہیبت سے ترے | عشق کی طرح رگ سنگ مین پیدا سرعت
آب باران کرم ہے وہ ترا شربت خضر | جسکے ملنے پہ تو افیون مین ہو ہمت
عدل کے لفظ دیتا نہیں نقطہ کوئی | عدل سے تیرے جو ہو تو نہ ہو ظلم رسوا

سنتے ہی مین نے بھی وہ مطلع روشن لکھا — مطلع صبح کو ہو سامنے جسکے خجلت

مطلع رابع

مصحف رخ ترا اے سایۂ رب العزت — کھولدے یعنے اتممت علیکم نعمت

تیرا دروازۂ دولت ہے مقام امید — تیرا دیوان عدالت ہے محل عبرت

تیرا احسان بہار چمن صد رونق — تیری نیت چمن آراے ہزار امنیت

تیرے عشرتکدہ مین بار کسے غیر نشاط — تیرے خلوتکدہ مین دخل کسے جز طاعت

صفحۂ علم پہ برجیس سے تو ہم زانو — حجلۂ عیش مین ناہید سے تو ہم صحبت

ماہ نو ایک فلک پر ترے نو پردون مین — نو فلک نوکرون مین تیری قدیم الخدمت

کیسۂ گوہر انجم ترا صرف انعام — طاقۂ اطلس گردون ترا وقف خلعت

نیت نیک تری آئینۂ حسن عمل — عمل خیر ترا جلوۂ حسن نیت

ذہن عالی ہے ترا طائر شاخ سدرہ — طبع رنگین تری گلچین ریاض جنت

ترا افضال جہانکے لیئے برہان کرم — ترا اکرام زمانے کو دلیل رحمت

علم ظاہر سے ہی یکسان تجھے دور و نزدیک — نور باطن سے برابر ہی حضور و غیبت

ذہن صافی ہی ترا پردہ در معنی غیب — موشگافی ہے تری کوہ شگاف دقت

عقل مین شمس ہی تو علم مین کان گوہر — فضل مین کعبہ ہی تو حلم مین کوہ رحمت

تیری تدبیر طراز دفتر ہوش و فرہنگ — تیری شمشیر طراز جوہر فتح و نصرت

دعوت صدق پہ لائی تری ایمان تصدیق — دست ہمت پہ کری تیری سخاوت بیعت

لیکے انگڑائی کہین ہنسنے لگی رام کلی — اوٹھی ملتی ہوئی آنکھونکو کہین اپنی للت
چشم سرمست مئی ناز مین کاجل پھیلا — لب میگون پہ مسی کی پڑی پھیکی رنگت
بے نمک آیا نظر حسن مہ و انجم چرخ — ہوگیا زرد رخ شمع و چراغ خلوت
چونکے مرغ سحری عرش سے آواز خروس — ہوگئی خواب کو آوازہ کوس رحلت
باغ عالم مین ہین مرغان اولی اجنحہ تک — مثل مرغان سحر نغمہ طراز عشرت
دی ہے مسجد مین موذن نے اذان بہر نماز — با وضو ہوکے نمازی نے ہے باندھی نیت
ہوئی بتخانہ سے ناقوس کی پیدا آواز — چلے جمنا کو برہمن کوئی لیکر مورت
اوٹھے میخوار صبوحی کے لیئے لیکے سبو — کہ عداوت ہی اگر کیجیے ترک عادت
اک طرف سی ہوئی گھڑیال کی آواز بلند — ایک جانب سے لگی آنے صداے نوبت
سحر عید ہے کہ عید کا سامان نشاط — روز شادی کی ہے آمد شب غم کی رخصت
آج وہ دن ہے کہ آغوش مین لیکر تجھ کو — کہے طوبیٰ لک بر شاہد طوبیٰ قامت
اب ہین بیدار ترے بخت مددگار نصیب — اب قوی ہین ترے طالع تری یاور قسمت
فکر کر تہنیت عید کا اوس شاہ کی تو — دو رہین جسکے ہی ہر صبح صباح دولت
وہ شہنشاہ بہادر شہ کسریٰ انصاف — خسرو جم خدم و دادور دارا حشمت
قوت ملت و دین قامع کفر و الحاد — حامی شرع نبی ماحی شرک و بدعت
حکم شرعی سے کہے طلب وہ سبحۂ شوق — مرد مجذوب سے گر ترک ہو ستر عورت
کون اوسکا نہین وصاف صفات نیکو — کون اوسکا نہین سرگرم ثنا و مدحت

گو ریاضی مین ہی صناع اگر بخت ہین بد — نقش باطل ہی تری شکل وہ جسمین صنعت

کیا ہوا جانا اگر مسئلۂ بیر و منار — پستیِ بخت سے گر تجھکو نہین ہی رفعت

کام تقویم نہ آئے نہ ترے اصطرلاب — طالعِ بد سے اگر نیک نہ آئی ساعت

علم سے ہو نہ کبھی چارۂ آزار نصیب — پور سینا ہی تو کیا سینہ مین غم ہی حسرت

سود و دائین ترے نسخے مین ہون پر بے تقدیر — نہو بالخاصہ تاثیر نہ بالکیفیت

علم نیرنج سے گو بو وے تو نخلِ نارنج — بیمقدر نہو حاصل ثمرِ خوش لذت

علم سے جو سبق آموز ملائک تھا وہ دیکھ — بخت بد سے ہوا مستوجبِ رجم و لعنت

ہوا مسجود ملائک یہ ظلوم اور جہول — یعنے انسان قوی بخت وضعیف الخلقت

گو تصوف سے ہو تو صوفیِ سجادہ نشین — بے مقدر نہ کرامت ہو نہ خرقِ عادت

علم سے لاکھ ہو شیخی تری پر بے تقدیر — نہ کہے کوئی تجھے شیخ علیہ الرحمۃ

یہ مقالات مثالِ قصصِ مصنوعہ — ہوسے اکبار جو افسانۂ خوابِ غفلت

لگ گئی آنکھ مری دیکھتا کیا خواب مین ہون — کہ مجسم نظر آئے ہے نوید بہجت

اللہ اللہ رے حسن اوسکا کہ سرتا بقدم — تھا وہ خلقت کا تماشائے ظہور قدرت

یاد کرتا قدِ رعنا کو ہے اوسکے زاہد — دمِ تکبیر جو کہتا ہے سدا قد قامت

چشم وحشی کو اگر اپنے وہ دکھلائے تو ہو — چشم آہو سے ہرن نشۂ جامِ وحشت

دلِ شامت زدہ کے درپے تدبیر ہلاک — زلف واژون تھی وہ رخسار پہ واژون نیت

آتشِ حسن سے اک شعلۂ سرکش بنتی — موجۂ دود لطیف اوسکی بھوؤنکی حالت

کبھی زردشتیون مین ایسا کہ ساری موبد ‌‌ ‌ ژند و پاژند مین کرتے تھے مری تبعیت
کبھی یہ آگہی شاستر و بید پران ‌ ‌ کرون اک بات سے پنڈت کی کتھا مین کھنڈت
کبھی ہین نغز و معما مین نہایت ذیہوش ‌ ‌ کبھی اخبار و تواریخ مین صاحب خبرت
آخرش دیکھا تو العلم حجاب الاکبر ‌ ‌ عاقبت پایا تو ہان البہ کو اہلِ جنت
فائدہ کیا جو ہر اکِ علم کی جانی تعریف ‌ ‌ فائدہ کیا کہ ہر اک فن کی کھلی ماہیت
فائدہ کیا کہ جو دیکھی کتبِ ہر مذہب ‌ ‌ فائدہ کیا جو ہوئی آگہی ہر ملت
عقل سے گرچہ کیا مادہ ایسا پیدا ‌ ‌ کہ بہر شکل ہوا اک تازہ محلِ صورت
یا بتائی کوئی صورت کہ جسے دیکھکے ہو ‌ ‌ ہیکلِ روم سے تبخانۂ چین تک حیرت
بے مقدر نہ پڑی صورتِ بہبود نظر ‌ ‌ دور آئینۂ دل سے نہو زنگِ کلفت
پڑھون اک مطلعِ برجستہ مین اس موقع پر ‌ ‌ جسکو سنکر کہین حسنت سب اہل فطنت

مطلع ثانی

گر نہ دے صاحبِ جوہر کو مقدر عزت ‌ ‌ جوہر فرد ہے بالفرض تو کیا بے قسمت
کیا ہوا علم مقولہ سے اگر کیف کی ہے ‌ ‌ لیک بے یاوریِ بخت نہین کیفیت
قاضیِ چرخ بھی جو تو ہو تو کیا گر تیرے ‌ ‌ مثل دہقانِ فلک رکھتی ہون طالع نکبت
دور گر گردون نہ موافق ہو تو ہوا اور خفیف ‌ ‌ جر اثقال مین تو جتنی اوٹھائی محنت
آگے برگشتگیِ بخت کے چلنے کی نہین ‌ ‌ نظری و عملی کوئی بھی تیری حکمت
گو فصاحت مین تو سحبان ہو و لیکن بے تقدیر ‌ ‌ حرفِ مطلب پہ زبان کو ہو تری سو لکنت

کبھی مین نفیِ حقائق مین تھا سوفسطائی
کبھی مین معتزلی باعثِ ردِ رویت

کبھی مین جبری و مجبور بہ عقل و تدبیر
کبھی مین قدری و مختار بقدرِ طاقت

گہ ملاحد کی تھی تردید کلامِ الحاد
گہ وجودی و شہودی سے بیانِ وحدت

جو ان مہندس کبھی مالوف بشکل و مقدار
جون محاسب کبھی مضروب بضرب و قسمت

کبھی جر فون سے تھا مطلوب مثالِ جبار
کبھی کچھ نقطہ سے مقصود تھا رمال صفت

خانۂ کیسہ سے خارج کبھی شکلِ داخل
شکل خارج تھی کبھی داخلِ بیتِ غربت

کبھی کرتا تھا قرانِ مہ و زہرا پہ نظر
کبھی تھا دیکھتا مریخ و زحل کی رجعت

کبھی افسون و عزیمت کبھی تعویذ و طلسم
کبھی تجویز زکوٰۃ اور کبھی قصدِ دعوت

کبھی تھا علم قیافہ مین یہ ادراک مجھے
ایک صورت سے بیان کرتا تھا مین سو سیرت

کبھی آپ سے ہتا سرودی مین تھا ایسا مشغول
کہ کبھی ایک نفس ضبطِ نفس سے فرصت

سیمیا سے کبھی تصویر کشِ موہومات
کیمیا سے کبھی مین زر کش گنج دولت

کبھی مین شیخ شیوخ اور کبھی شیخ رئیس
کبھی علّامہ کبھی صوفیِ صافی طینت

کبھی مین قربِ فرائض سے تھا عالی درجہ
کبھی مین قربِ نوافل سے تھا دالانیت

سائلِ موسقی ایسا کہ ادا کرتا تھا
کبھی مین بارہ مقام اور کبھی چار ودمت

کبھی مین شاعرِ اوادب دانِ بلیغ
نظم مین نام مرا نثر مین میری شہرت

کبھی کرتا تھا عروضی کا بھی مین قافیہ تنگ
طبعِ موزون کی دکھاتا تھا جو موزونیت

کبھی پیشِ نظر انجیل و زبور و توریت
کبھی مصحف مین نظرِ میری سرِ ہر آیت

کبھی مین کرتا تھا تصریح معانی و بیان — کبھی مین کرتا تھا توضیح نجوم و ہیئت

کبھی تقسیم فرائض کبھی تفہیم اصول — کبھی تعلیم عقائد بکتاب و سنت

کبھی تھا علم الٰہی کی طرف ذہن رسا — کبھی کرتی تھی طبیعی مین طبیعت جودت

کبھی تھا عقل پہ مذہب مرا مانند حکیم — کبھی مثل متکلم مجھے پاس ملت

کبھی کرتا تھا قدم چرخ کا ثابت بجہات — اور کبھی کرتا تھا باطل بسہاو النشقت

کبھی انکار قیامت پہ مین لاتا تھا دلیل — کبھی تکرار تناسخ پہ مجھے سو حجت

حشر اجساد مین تھا گاہ تردد مجکو — کبھی تھی عالم برزخ مین مجھے اک حیرت

کبھی تھی عرصۂ تدویر فلک کی مجھے سیر — کبھی مین ناپتا تھا سطح زمین کی وسعت

کبھی ثابت مرے نزدیک فلک کی گردش — کبھی مثبت مرے نزدیک زمین کی حرکت

کبھی مین کرتا تھا اعراض مین جوہر قائم — کبھی مین کرتا تھا معلول پہ ثابت علت

کبھی منقول پہ مائل کبھی سوے معقول — کبھی مین فقہ پہ راغب کبھی سوے حکمت

کبھی مین حافظ قرآن بعلم تجوید — کبھی مین قاری قرآن بعلم قرأت

کبھی کرتا تھا مجسطی پہ حواشی تحریر — کبھی کرتا تھا اشارات و شفا کی صحت

کبھی مین کرتا تھا قانون سے تشریح علاج — کبھی مین کرتا تھا قاموس مین تصحیح لغت

کبھی مین لون سے بینندۂ بیمار و صحیح — کبھی مین نبض سے دانندۂ ضعف و قوت

گر نباتات کی آگاہ مین کیفیت سے — گر جمادات کی معلوم مجھے خاصیت

کبھی مشائیون سے کرتا تھا مین ہمشیردی — کبھی لیجاتا تھا اشراقیون پر مین سبقت

ہو گئی تاثیر جسکی یہ کہ ہر گلریز سے — ریزۂ فولاد نکلے بنکے گلہاے طلا

گنج چھٹتے تھے ستارون کے عجب انداز سے — ماہ پارون کا تھا گویا خندۂ دندان نما

منھ ہی کیا جو رنگ سے مہتاب کے ہمتاب ہو — غازہ سے ہرچند چمکے رنگ روے مہ لقا

برج جو اوڑکر ہوے قندیل شب زیر فلک — بُرج تھے جتنے فلک پر سبکو روشن کر دیا

فی الحقیقت یہ وہ شادی ہی کہ اسکے روبرو — جشن جمشیدی کا کچھ مطلق نہین رتبہ رہا

ہے زبانِ خامہ عاجز اگر بس تعریف مین — ذوق کہتا ہے اوٹھاکر ذوق مین دستِ دعا

رکھے صحت سے ہمیشہ شافیِ مطلق تجھے — جو ترے بدخواہ ہین وہ رنج مین ہون مبتلا

قصیدۂ دوم

شب کو مین اپنے سرِ بسترِ خوابِ راحت — نشۂ علم مین سرمستِ غرور و نخوت

فرسلیتا تھا پڑا علم و عمل کے اپنے — تھا تصور مرا ہر امر مین تصدیق صفت

ہو گیا علم حصولی تھا حضوری مجھکو — تھا مرا ذہن نہ محتاج حصولِ صورت

جو مسائل نظری تھے وہ بدیہی تھے تمام — عقل کو تجربہ کی اتنی ہوئی تھی کثرت

نہ غرض مجھکو نتیجہ سے نہ تھا شکل سے کام — تھی مری فکر کو ہر شکل خطا سے عصمت

ذہن مین سب مرے حاضر صور علمیہ — پر جتانی نتھی منظور مجھے علمیت

چار و ناچار جو ترغیب سے یارونکی کبھی — درس تدریس مین آجاتی تھی مجھکو رغبت

کبھی ہمت تھی مری قاعدۂ صرف مین صرف — کبھی تھی نحو مین ہر نحو مجھے نحویت

کبھی منطق کو تفوق یہ مرے ناطقہ سے — تحت حکمت ہو یہ فن گرچہ ہی تحت حکمت

مطلع

آج ہے عالم مین وہ روزِ سعادت انتما | دے اگر زاغ و زغن بیضہ تو ہو پیدا ہما
قُرّہ جانبخش صحت ہی ترا ماء الحیوٰۃ | جس سے جون سیماب کُشتہ مُردہ دل زندہ ہوا
ہی بقاے عمر سے تیری بقاے عمرِ خلق | ذات ہی تیری جہان مین چشمۂ آبِ بقا
قطرہ افشانی سے آبِ غسلِ صحت کی ترے | ہون دُرِ خوش آب پیدا اسقدر قوت فزا
ہووین استعمال یاقوتی مین وہ موتی اگر | بخشے پیرانِ کُہن کو نوجوانون کے قویٰ
جسم کو مَل مَل کے دھویا تونے جسدم وقت غسل | گردِ کلفت کو دلِ عالم سے گویا دُھو دیا
دل عدوی سنگدل کا تھا شقاوت سے جو سخت | زیرِ پا پامال ہوتا تھا برنگِ سنگ پا
خوردہ گل کو صبا لائی تصدق کے لیے | دے گیا ابرِ بہاری نذرِ دُرِّ بے بہا
شادیِ صحت کا تیری کیا کہون عالم کہ آج | جوشِ عشرت سے یہ عالم بنگیا عشرت سرا
چھیڑے تارِ شمع کو گر ناخنِ موجِ نسیم | بزم مین پیدا ہو تارِ سازِ مطرب کی صدا
لب پہ ساغر کے ہی جون موجِ تبسم موجِ مے | شورِ قلقل لب پہ ہی مینائے مے کے قہقہا
بزم تصویرات فانوسِ خیالی کی طرح | حلقۂ رقاصگان ہی زیرِ گردون جابجا
کر رہا صحنِ چمن ہی مین ہی کیا طاؤس رقص | آشیانے مین ہی رقصان طائرِ قبلہ نما
خانہاے چشم مین بھی پتلیون کا رقص ہی | ہی جو منظورِ نظر اوسکو تماشا رقص کا
چھوڑی آتشبازی ایسی جسکی گلکاری کو دیکھ | رات کو کہتے تھے آپسمین ثریا و سہا
صنعِ آتشباز پر حیرت زدہ ہوتی ہی عقل | سنگ پارہ سے کہین بارود کو پیسا تھا کیا

فرق جاتا رہا تنگ اعضاے بدن سے درد نے ۔ درد کے جو حرف ہین وہ آپ بھی ہین بے جا

لاغرون کو ہو کمالِ تاب و طاقت یہ شتاب ۔ کیسے وہ نقشِ ہلال اک شب مین ہو بدر الدجا

صبح صادق کی ہی گو سر مین سپیدی آگئی ۔ لیکن اس پیری مین بھی صادق ہی ایسی اشتہا

بھوک کی شدت سی اسکو اک نفس فرصت نہو ۔ قرص سے خورشید کے جبتک نہ کر لے ناشتا

رات بھر ٹونگا کیا انجم کے دانے چرخ پیر ۔ پھر جو دیکھا صبح کو اصلا شکم مین کچھ نتھا

پہونچی یہ تنقیح کی نوبت کہ نوبتخانہ مین ۔ لیتی ہے جی کھول کر کیا کیا ڈکارین کرنا

کوس پھولا ہی خوشی سی نفخ کا کیا دخل ہی ۔ جون حباب اٹھ سکے نہین مطلق شکم مین امتلا

ہضم کامل اسقدر معدے نے پہونچایا بہم ۔ جید الکیموس ہی جو حلق سے اُتری غذا

ہے مزاجِ اہلِ عالم یہ قریبِ اعتدال ۔ ساتون اقلیمین ہین گویا اب خطِ استوا

رکھیگا تعویذ و گنڈا کوئی کیون اپنے پاس ۔ باغ عالم مین یہی عالم جو صحت کا رہا

دیگا طاؤس اپنے بال و پر سے سارے نقش دھو ۔ پھینکیگی توڑ کر گنڈا گلے سے فاختا

اسقدر جاتی رہی عالم سے بیماری کہ آج ۔ نام گلشن مین نہین ہے نرگسِ بیمار کا

واقعی کس طرح سے صحت نہ اک عالم کو ہو ۔ جبکہ ہوا اوسکی نویدِ غسل صحت جانفزا

وہ ولیعہدِ زمان مرزا محمد بو ظفر ۔ اوسکی قوت گر ضعیفون کو بنا دی اقویا

تقویت کا یہ اثر ہو عام جو ہین برگ زرد ۔ ہون مقوی دل و جان مثل اوراقِ طلا

شادیِ صحت ہے اوسکی آج ہو کر شاد شاد ۔ تہنیت خوانی مین ہین سرگرم سب حسبِ سرا

مین بھی اس شکلِ چمن محفل مین وہ مطلع پڑھون ۔ بلبلِ تصویر سنکر بول اوٹھے مرحبا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصائد

واہ واکیا معتدل ہے باغ عالم کی ہوا — مثل نفس صاحب صحت ہے ہر موج صبا

بھرتی ہے کیا کیا مسیحائی کا دم باد بہار — بنگیا گلزار عالم رشک صد دار الشفا

ہے گلو نکے حق مین شبنم مرہم زخم جگر — شاخ بشکستہ کو ہے باران کا قطرہ مومیا

ہوگیا موقوف یہ سودا کا بالکل احتراق — لالہ بے داغ سیہ پانے لگا نشو و نما

ہوگیا زائل مزاج دہر سے یانتک جنون — بید مجنون کا بھی صحرا مین نہین باقی پتا

ہوتا ہے لطف ہوا سے اسقدر پیدا لہو — برگ مین ہر نخل کے سرخی ہے جون برگ حنا

پائی یہ اصلاح صفرا نے کہ دنیا مین کہین — زرد چشم اب دیکھنے کو بھی نہین ہے کہربا

ہر مزاج بلغمی مین ہوتی ہے تولید خون — چاندنی کا پھول ہو گر ارغوانی ہے بجا

نام کو اشیا مین نہ تلخی رہی نہ سمیت — بنگئی تریاک افیون زہر میٹھا ہوگیا

کیا عجب جدوار کی تاثیر گر رکھے زقوم — کیا عجب گر آب حنظل دیوے شربت کا مزا(۱)

نیش کی جا نوش ہو دنبالۂ زنبور مین — کام مین افعی کے ہو مہرہ بجائے آبلا

راحت و آرام کا اس دور مین ہو دور دور — چاہئیے واقف نہو دوران سر سے آسیا

موتیا بند آنکھ مین اپنے جو رکھتی ہے صدف — اب رکھی ہے روشنی مثل دل اہل صفا

اگیا اصلاح پر ایسا زمانے کا مزاج — تا زبان خامہ بھی آتا نہین حرف دوا

نسخے پر لکھنے نہین پاتا ہوا لشافی طبیب — کہتا ہے بیمار بس کر مجھکو ہے بالکل شفا

(۱) نسخہ … حنظل … سے شربت کا مزا

ہوسِ سیر باغ ہے کِسکو	دل ہے کسکو دماغ ہے کسکو
کاٹ کھانے کو دوڑتا ہے گھر	سگِ دیوانہ بن گیا ہے گھر
ہو چکی دل کی اپنے عشق مین خیر	رہین دریا مین اور مگر سے بَیر
ماد ہمیہ بلکہ دشمن مہر	ہر ستم مین ستم شریک سپہر
فتنۂ اُستاد نرگسِ فتان	گردِ مژگان ہجوم شاگردان
رُخ تعالی اللہ زلف صلّ علے	قدوہ سبحان ربی الاعلے
زلف جنبان مین رُخ کی بّراقی	کرے مشائیون کو اشراقی
گوانا رنگم نہ منفعہ سے کہے	لیک جاری زبان ہر مو سے
مچھلی بازو کی ماہے ذوالفین	غرقہ کشش بحر خون سے مردم مین
کمر و ناف از پے دلِ زار	رشتۂ کار و عقدۂ دشوار
رنگ پان لعل روح افزا پر	خون ثابت کرے مسیحا پر

قطعۂ خاتمہ

کیا وہ دنیا جسمین ہو کوشش نہ دین کیواسطے	واسطے والے کے بھی کچھ یہ سب ہین کیواسطے
ذوق عاصی ہے تو اوسکا خاتمہ کیجو بخیر	یا الٰہی اپنے ختم المرسلین کیواسطے

تمت

رُخ قرطاس کو صفائی دی — اور سیاہی کو روشنائی دی
دیا قمری کو مصرعِ نالہ — مہر عرصۂ قد سرو پر بالا
کی عطا نو خطون کو کلک ادا — کیا عاشق کو تختۂ مشق جفا
ساقیا جلد اوٹھ درِ رنگ نکر — عرصۂ مطلب کا دیکھ تنگ نکر
طاق سے تو اوتار لے شیشہ — طاق پر رکھ کتاب اندیشہ
شیشۂ مے کی یہ دراز زبان — اور پھر یہ ستم کہ پنبہ دہان
مین ہون مانند ساغر لبریز — جان بلب جان بلب کو کیا پرہیز
جھوم جھوم ایسے بادل آنے لگے — پانون توبہ کے لڑکھڑانے لگے
کردے یا تنک مجھے نشے مین چور — ق تاکہ مانند خوشۂ انگور
دل کے سارے پھپھولے پھوڑون مین — نکتہ باقی کوئی نچھوڑون مین
شب ہجران بسر نہین ہوتی — نہین ہوتی سحر نہین ہوتی
بسترِ رنج و کنج تنہائی — رات کیا آئی اک بلا آئی
شام سے حال ہے یہ صبح تلک — نہین لگتی مری پلک سے پلک
کیون نہین بولتے سحر کے طیور — کیا شفق نے کھلا دیا سیندور
جان بیتاب جیسے بیکل برق — وہ بھی گرم رہِ فنا کالبرق
نبضین چھوٹی ہوئی غشی طاری — ایک فرقت ہزار بیماری
دل سے رخصت ہی تاب و طاقت کا — بیقراری نے استقامت کی

جبتک تھے گرہ مین احمقون کی پیسے
مفلس جو ہوے تو پھر کسی نے ای ذوق
سب کہتے تھے اونکو آپ ایسے ایسے
پوچھا نہ کہ تھے کون وہ ایسے تیسے

اے ذوق کرے گا کوئی دنیا کیا ترک
ممکن نہین ترک ہو کسی سے دنیا
دنیا ہے بُری بلا ارے کیسا ترک
جبتک نہ کرے آپ اوسے دنیا ترک

ای ذوق کبھی تو نہ خوش اوقات ہوا
تھا جبکہ جوان تھا جوان بدمست
اکدم نہ ترا صرف مناجات ہوا
جب پیر ہوا پیر خرابات ہوا

چشم اوسکی نشہ سے جب گلابی ہو جاے
دکھلاے جو وہ روی کتابی ای ذوق
صوفی اوسے دیکھکر شرابی ہو جاے
سب مدرسہ کافر کتابی ہو جاے

ان آنکھونسے روے لالہ گون بھی دیکھا
کیا کیا دیکھا نہ رنگ ہمنے ای ذوق
اور انکو ترا زسر شک خون بھی دیکھا
یون بھی دیکھا جہان کو وون بھی دیکھا

دنیا کے الم ذوق اوٹھا جائین گے
جب آئے تھے روتے ہوے آپ آئے تھے
ہم کیا کہین کیا آے تھے کیا جائین گے
اب جائینگے اور ونکو رولا جائین گے

جنکو اسوقت مین اسلام کا دعوی ہے کمال
جسطرح سے کہ ہنسا دینے کو بیدینون کے
دیکھتا ہون یہ بای ذوق مین اونکا احوال
نقل کرتا ہو مسلمان کی کافر نقال

اشعار متفرقات مثنوی

چاہیے نام اوسیکا اے خامہ
زینت نامہ زیب سر نامہ
فلک اوسکے نمونہ قدرت کا
یک قلمدان ہزار صنعت کا

رہا وہ خدمت مرشد کی قید مین برسون | کہ حق پرست ہو وہ پہلی جو ہو پیر پرست
گر ایک عمر مین پہونچا مقام اعلیٰ پر | کہا یہ شوق نے ہو ہمت بلند نہ پست
جو دستگاہ تصرف مین بھی ہوئی اوسکو | تو یہ ارادہ رہا اور بھی ہون بالا دست
ہمیشہ جنگ رہی بعد صلح کل کے بھی | کہ نفس دشمن سرکش ہی اوسکو دیجے شکست
جو ہوشیار ہے تو ہے وہ شرع کا پابند | پھنسا ہوا ہی وہ کیفیتو مین گرہی مست
نہین ہی دام علائق سے مطلق آزادی | مجال کیا کہ نکلجاوے کوئی کرکے جست
کہا ہے خوب کسی نے یہ شعر برجستہ | گیا زبان سے نکل اوسکی جیسے تیر از شست
کہ کرد قطع تعلق کدام شد آزاد | بریدہ زہمہ با خدا گرفتا رست

رباعیات

کیا جانینگے اے ذوق بجز خاص وعوام | اعلیٰ جو علیؓ کی ہے امامت کا مقام
جو لوگ صف اول میثاق مین تھے | پوچھے کوئی اونسے کہ وہ کیسا تھا امام

ایضاً

سبطین نبی یعنے حسنؑ اور حسینؑ | زہرا و علیؑ کے دونون وہ نور العین
عینک ہی تماشاے دو عالم کے لیے | اے ذوق لگا آنکھونسے اونکے نعلین

ایضاً

کیا فائدہ فکر بیش و کم سے ہوگا | ہم کیا ہین جو کوئی کام ہمسے ہوگا
جو کچھ کہ ہوا ہوا کرم سے تیرے | جو کچھ ہوگا ترے کرم سے ہوگا

ایضاً

دل اپنا غم دہر سے تو کر نہ اوچاٹ | جسطرح کٹین روز مصیبت تو کاٹ
اے ذوق فلک آپ ہی بارہ جھے | شورا ہو نکیون زیر فلک بارہ باٹ

مری سینہ زنی کا شور سنکر — پھٹے جاتے ہین ہمسایونکے سینے
اوٹھایا گاہ اور گاہے بٹھایا — مجھے بیتابی و بیطاقتی نے
کہا جب دل نے توکچھ کھاکے سورہ — بہت الماس کے توڑے نگینے
نہ ٹوٹا جان کا قالب سے رشتہ — بہت سی جان توڑی جانکنی نے
بہت دیکھا نہ دکھلایا ذرا بھی — طلوعِ صبح سے منہ روشنی نے
کہا جی نے مجھے یہ ہجر کی رات — یقین ہے صبح تک دیگی نہ جینے
لگے پانی چوانے منہ مین آنسو — پڑھی یٰسین سرہانے بیکسی نے
مگر دن عمر کے تھوڑے سے باقی — لگا رکھے تھے میری زندگی نے
کہ قسمت سے قریبِ خانہ میرے — اذان مسجد مین دی بارے کسی نے
بشارت مجھکو صبحِ وصل کی دی — اذان کے ساتھ مین فرخی نے
ہوئی ایسی خوشی اللہ اکبر — کہ خوش ہو کر کہا خود یہ خوشی نے
مؤذن مرحبا بر وقت بولا — تری آواز مکے اور مدینے

کل ایک تارکِ دنیا سے مینے پوچھا ذوق — کہ تو اوکھڑکے اِدھر سے اودھر ہوا پیوست
گزرتی ہوگی بآرام زندگی تیری — کہ تجھکو اب نہ غمِ نیست ہی نہ شادیِ ہست
کہا یہ اوسنے کہ قیدِ حیات مین انسان — کبھی نہ ہوگا دلِ آسودہ گو ہو مستِ الست
اوٹھائے ہاتھ جہان سے ولیک کیا امکان — کہ بافراغ کردن کنجِ عافیت نشین نشست
چھٹا جو کوئی گرفتاریون سے دنیا کی — تو سلسلہ مین فقیری کے پھر ہوا پابست

قسمت برگشتہ دیکھو اک نگہ کی تھی ادھر	فرد	سو بھی آکر تا سر مژگان حیا سے پھر گئی
الفت کا نشہ جب کوئی مر جائے تو جائے	مطلع	یہ درد سر ایسا ہی کہ سر جائے تو جائے
اک مندمہ درد سر سے مری جان پر تو ہی	ناتمام	لیکن بلا سے یار کے زانو پہ سر تو ہے
وہ دل کہ جسمین سوز محبت نہووے ذوق		بہتر ہی اوس سے سنگ کہ اوسمین شرر تو ہے
رات جون شمع کٹی ہمکو جو روتے روتے	مطلع	بھگئے اشکونمین ہم صبح کے ہوتے ہوتے
ستمگر تو نے روکا سبکو میری پاس آنے سے	ناتمام	اجل بھی گر کبھی آئی تو شاید کچھ بہانے سے
اگرچہ لیچکا ہی تو دل و دین اک زمانے سے		نہین اب سر بھی ای کافر ترا ایمان ٹھکانے سے
پڑے تسبیح زاہد پر نگاہ مست گر اوسکی		تو ٹپکے بادۂ انگور اوسکے دانے دانے سے
کہتے ہین لوگ موت تو سب جا ہی جاے ہی	مطلع	پر میرے پاس او سے بھی کوئی کھاں جاے ہی
کہون ای ذوق کیا حال شب ہجر	قطعہ	کہ تھی اک اک گھڑی سو سو مہینے
نہ تھی شب ڈال رکھا تھا اک اندھیر		مری بخت سیہ کی تیرگی نے
تپ غم شمع سان ہوتی نہ تھی کم		اوڑاتے تھے پسینون پر پسینے
یہی کہتا تھا گھبرا کر فلک سے		کہ او بے مہر بد اختر کمینے
کہان مین اور کہان یہ شب مگر تھے		مرے جانب سے تیری دل مین کینے
سوا اس ظلمت کے پردے مین کیے ظلم		ارے ظالم تری کینہ وری نے
عوض کس بادہ نوشی کے مجھے آج		پڑے یہ زہر کے سے گھونٹ پینے
حواس و ہوش جو مجھسے قرین تھے		قرینے سے ہوئے سب بے قرینے

ناتمام

ہم بتون کے دلکو جذبۂ دل سے کھینچ جائینگے
پر پڑے پتھر ہین یہ مشکل سے کھینچ جائینگے

دیکھین تو دلکی کشش کبتک نہین کرتی اثر
ہم بھی نالہ اس دلِ بسمل سے کھینچ جائینگے

مطلع

قفلِ صد خانۂ دل آیا جو تو ٹوٹ گئے
جو طلسمات نہ ٹوٹے تھے کبھو ٹوٹ گئے

مطلع

جا سے ہی زیرِ مغیلان ترے دیوانون کی
مدتون چھان چکے خاک بیابانون کی

ناتمام

اوڑائے طرزِ نالہ کے جو اکدن تیری مخزون ہے
سوا ابتک دیکھنے منقارِ طوطی سُرخ ہی خون سے

نہ شب آنکھو نہین خواب آیا خیالِ خالِ شبگون سے
رہے بیدار ساری رات ہم اک حبِ افیون سے

اثر ہو نالۂ بیدرد مین آنا تو اے بلبل
کہ ٹپکین جا بجا شبنم اشکِ انجم چشمِ گردون سے

یہ عالم ہے وہ خمخانہ کہ جسمین دورِ گردون نے
گِلِ حکمت کیے کتنے ہی خمِ خاکِ فلاطون سے

ترے مجنون کے تن پر لاغری کا قطع ہے جامہ
گرے ہی پیرہن دو ایک رگِ بیدِ مجنون سے

اوڑائین یون جادوگر بلا سے ہم نہین ڈرتے
پڑا بنا دم ہوا ہوتا ہے اوس چشمِ پرفسون سے

ناتمام

کہتے ہین لوگ جھوٹ نہین پاؤن جھوٹ کے
جھوٹے تو بیٹھتے بھی نہین پاؤن ٹوٹ کے

چلتا ہو ذوق قید سے ہستی کے چھوٹ کے
یہ قید مار ڈالیگی دم گھوٹ گھوٹ کے

کیونکر حباب ہو سکے دریاے بیکران
دریا سے جبتلک نہ ملے ٹوٹ پھوٹ کے

ناتمام

ہر دم دلِ خون گشتہ مین اک جوشِ فزون ہے
جو آہ ہے سینے مین سو فوارۂ خون ہے

بھر جاتی ہے سینہ کو مری آہ بھی اولٹی
برگشتہ جو قسمت ہے مری بخت نگون ہے

دل کرتا ہے اوس کوچہ کا جب قصد تو لیتا
طائر کی جگہ رنگِ پریدہ سے شگون ہے

قائم ہے بنا درد کی فریاد سے میری
جو نالہ ہے ایوانِ محبت کا ستون ہے

اگر انسان قانع ہو غنی ہووے دو عالم سے
ہوا و حرص لیکن اسکی مٹی خوار کرتی ہے

وہ ہون مین پُر معاصی سوختہ سوز ندامت سے
حذر دوزخ کرے جسکی شرار سنگ تربت سے

اگر پوچھے کوئی مجھسے کہ کیون نالان ہے یہ کہہ دون
محبّت سے محبت سے محبت سے محبت سے

اگر اُٹھے تو آزردہ جو بیٹھے تو خفا بیٹھے
لگایا جی کو اپنے روگ جبسے دل لگا بیٹھے

دل کہان سیر و تماشے پہ مرا لگتا ہے
جیکے لگ جانے سے جینا بھی بُرا لگتا ہے

رہے خاطر نہ بے شغل محبت کیونکہ بند اپنی
کلید قفل دل فریاد ہے مثل سپند اپنی

باقی ہے شیخ کو ابھی حسرت گُناہ کی
کالا کرے گا مُنہ بھی جو داڑھی سیاہ کی

عیان ہے عشق کی گرمی ہویدا سوزش دل ہے
کہ آتا اپنا اشک سوختہ مانند فلفل ہے

مجھے گہوارہ بھی تھا کشتی طوفان وہ آسا
وہ ہون جبن طفل اشک آفت رسیدہ مین لڑکپن سے

کوئی ان تنگ دہانون سے محبت نکرے
اور جو یہ تنگ کرین مُنہ سے شکایت نکرے

عشق کے داغ کو دل مُہر نبوت سمجھا
ڈر ہے کافر کہین دعوائے نبوت نکرے

درد دل سے لوٹتا ہون میرا اسکو درد ہے
ہو نہین لفظ درد جس پہلو سے اولٹو درد ہے

دل گرفتار ہوا یار کی عیاری سے
ہم گرفتار ہوے دل کی گرفتاری سے

جو کہو گے تم کہینگے ہم بھی ہان یون ہی سہی
آپکی یون ہی خوشی ہے مہربان یون ہی سہی

کتنے مفلس ہو گئے کتنے تونگر ہو گئے
خاک مین جب ملگئے دونون برابر ہو گئے

ساتھ تیرے ہم بھی جون سایہ مقرر جائین گے
آگے جائین پیچھے جائین جائینگے پر جائینگے

ابر رحمت ہے تجھے اسدم لگا دے تو جھڑی
کہتے ہین جانیکو وہ دیکھیں تو کیونکر جائینگے

فرد

کیا بشر مانند یوسف کیا ملک ہاروت ہے — عشق کے ہاتھوں سے ہو جانا اسیر چاہ ہے

خط بڑھا زلفیں بڑھیں کاکل بڑھی گیسو بڑھے — حسن کی سرکار میں جتنے بڑھے ہندو بڑھے

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے — مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

آگ دوزخ کی بھی ہو جائیگی پانی پانی — جب یہ عاصی عرقِ شرم میں تر جائیں گے

ہم نہیں وہ جو کریں خون کا دعویٰ تجھسے — بلکہ پوچھیگا خدا بھی تو مکر جائیں گے

شعلۂ آہ کو بجلی کی طرح چمکاؤں — پر مجھے ڈر ہے کہ وہ دیکھ کے ڈر جائیں گے

ذوق جو مدرسے کے بگڑے ہوئے ہیں ملا — اونکو میخانہ میں لے آؤ سنور جائینگے

لاشے کو پھینکدیجے میرے کہ دفن کیجے — مردہ بدست زندہ جو چاہیے سو کیجے

معلوم ہوا بینی و ابروِ بتان سے — اک تیر ہے گویا کہ ملا ہے دو کمان سے

دل بچے کیونکر نگاہِ چشم شوخ و شنگ سے — اپنا گھر تو سوجھتا ہے سیکڑوں فرسنگ سے

او تغافل کیش جلدی آ کہ تو واقف نہیں — اس دلِ بیتاب و جانِ مضطرب کے ڈھنگ سے

بل بے باریکی کہ گویا اوسکا ہر تارِ سخن — جنتری میں کھنچکے نکلے ہے دہانِ تنگ سے

ذوق زیبا ہے جو ہو ریش سفید شیخ پر — وسمہ آبِ رنگ سے منہدی کی گلرنگ سے

ڈسا ہو کالی نے جسکو کافر تو وہ فسوں کے اثر سے کھیلے — وہاں گیسو کا تیری مارا نہ منہ سے بولے نہ سر سے کھیلے

گاہ تھی خلق اس قدر تھی حیران پڑی آواز نہ تھی — گاہ یہ غل کہ سنائی دیتی کان پڑی آواز نہ تھی

بیقراری کا سبب ہر کام کی امید ہے — ناامیدی ہو تو پھر آرام کی امید ہے

مری طاعت سے اب تو معصیت بھی عار کرتی ہے — مری توبہ پہ توبہ توبہ استغفار کرتی ہے

کہان ہم اور کہان غم غمسے ہمکو کچھ غرض مطلب	مگر اے حضرتِ عشق آپ نے یہ مہربانی کی
مقدم صدق پر ہی کذب گرچہ صدق فائق ہی	کہ پہلے صبح کاذب آن ہی پیچھے صبح صادق ہی
راتون کو نہ ہو حق کر اے شیخ مناجاتی	سوتے ہوے چونکینگے رندانِ خراباتی
قطرہ قطرہ آنسو جسکی طوفان طوفان شدت ہے	پارہ پارہ دل ہی جسمین تو دہ تو دہ حسرت ہے
اے ذوق بس نہ آپکو صوفی جتائیے	معلوم ہے حقیقت ہو حق جناب کی
نکلے ہو میکدہ سے ابھی مُنھ چھپا کے تم	دابے ہوے بغل مین صراحی شراب کی
کیا ہم سخنی کرتا ہے اوس گل کے دہن سے	غنچہ سے یہ کہدو کہ ٹک جا چمن سے
ذکر کچھ چاک جگر سینہ کا سُن سُن اپنے	کرکے مین ضبط ہنسی دیکھون ہون ناخن اپنے
ہم ہین غلام اونکے جو ہین وفا کے بندے	اسکو یقین جانو گر ہو خدا کے بندے
تو بھلا ہی تو بُرا ہو نہین سکتا ای ذوق	ہی بُرا وہ ہی کہ جو تجھکو بُرا جانتا ہے
اور اگر تو ہی بُرا ہے تو وہ سچ کہتا ہے	کیون بُرا کہنے سے تو اُسکے بُرا مانتا ہے
بیمارِ غم جو اوسکا کھا کر زمین دیکھے	خوش خوش وہ مقبرونکی جا کر زمین دیکھے
آتے ہی گھر کی تونے پھر جانیکی سُنائی	ہو جاؤن سُن نہ کیونکر یہ تو بُری سُنائی
کھل کے گل کچھ تو بہار اپنی صبا دکھلا گئے	حسرت اون غنچون پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے
آج تنہا خفقانی سے ہین گھر مین پھرتے	گل کے جو وصل کے عالم مین نظر مین پھرتے
ہم اور غیر اک جا دونون بہم نہونگے	ہم ہونگے وہ نہونگے وہ ہونگے ہم نہونگے
کون سے دن نگہِ تیز نہ خونریز رہی	مجھپہ ظالم تری ہر روز چھُری تیز رہی

مقابل اس رخ روشن کی شمع گر ہوجاے
صبا یہ دھول لگاے کہ پھر سحر ہوجاے

ہمارے سینہ مین وہ آہ آتشین ہی ذوق
جو برق دیکھے تو فی النار والسقر ہوجاے

کوئی کمر کو تری ہو اگر کمر تو کہے
کہ آدمی جو کہے بات سوچکر تو کہے

بلا سے ہووے مرا مرغ نامہ بر بھونرا
کہ اوسکو دیکھکے وہ منہ سے خوشخبر تو کہے

ہر ایک شعر مین مضمون گریہ ہی میرے
مری طرح سے کوئی ذوق شعر تر تو کہے

اوٹھانا عشق مین کیون ہے اے دل نادان جوکھون ہے
ابھی تو مال جوکھون ہی پھر آگے جان جوکھون ہے

ہمیشہ کام تھا مجنون کو تو صحرا نوردی سے
بسایا خانۂ زنجیر سے ہمنے پائمردی سے

جنون سے میرے مجنون بھاگتا جیسے بگولا ہی
کہ مین صورت ہون وحشت کی وہ یون ہی اک ہیولا ہی

خاک اوڑاتا دشت مین گر ترا سودائی پھرے
پھر بگولا ہی تو کیا آندھی بھی بولائی پھرے

گر رخ کا بوسہ دیتے نہین لب کا دیجیے
وہ ہی مثل ہی پھول نہین پنکھڑی سہی

فرہاد ضرب تیشہ سے ہی سخت ضرب غم
سچ پوچھیے تو چوٹ ہمین نے کڑی سہی

تم دو گھڑی کو آؤ تو مین لب پہ جان کو
ٹھہرا رکھون کہ اور بھی یان دو گھڑی سہی

قدم سنبھالکے رکھ راہ عشق مین اے ذوق
گذرنا اس رہ دشوار سے نہ آسان ہی

جو کوئی آبلہ پا ہے مور بھی ہی تو یہان
ترے ڈبونیکو وہ بھی تنور طوفان ہی

کیا کہون وصل ابرو پیوستہ کی دل بس مین ہی
ایک طعمہ مچھلیان دو کشمکش آپسمین ہے

کہتے ہین آج ذوق جہان سے گذر گیا
کیا خوب آدمی تھا خدا مغفرت کرے

عزیزو ناقۂ لیلی کے دیکھو گے شتر غمزے
اگر مجنون کو ملجائیگی خدمت ساربانی کی

جو دل نہ کشمکش طرۂ دوتا مین پڑے | مطلع | تو پھر بلا کو غرض ہی کوئی بلا مین پڑے

نگہ کا وار تھا دل پر پھڑکنے جان لگی | مطلع | چلی تھی برچھی کسی پر کسی کے آن لگی

چھپین سے آشکارا ہمکو کسکی ہے ساقیا چوری | مطلع | خدا کی گر نہین چوری تو پھر بندی کی کیا چوری

مٹی سے مٹی اپنی جو تربت مین مل گئی | مطلع | جو کچھ کہ تھی مراد محبت مین مل گئی

بد نہ بولے زیر گردون گر کوئی میری سنے | مطلع | ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

لحد کو چاہیے یون پیر پشت خم دیکھے | مطلع | سرا کو جیسے تھکا اونٹ دمبدم دیکھے

پھرتے ہین لکھے پڑھے سودے مین ملک وجاہ کے | مطلع | طفل مکتب رہتے ہین گنبد مین بسم اللہ کے

پاک رکھ اپنا دہن ذکر خدائے پاک سے | ایضاً | کم نہین تیری زبان منھ مین ترے مسواک سے

جب بنی تیر حوادث کی کمان افلاک سے | | خاک کا تودہ بنایا میری مشت خاک سے

دل غش لب جان بخش پر جان طرۂ مشکین پہ ہے | مطلع | عیسائی اپنے دین پہ ہے موسائی اپنے دین پہ ہے

کیا تاب دل جلون سے جو برق آگ رکھے | مطلع | دوزخ بھی ہو تو انکی چلمون پہ آگ رکھے

یان سے کہ آئیگا مقرر قاصدا وہ دن کرے | مطلع | جو تو مانگیگا تجھے دونگا خدا وہ دن کرے

ذوق کہتا تھا کرونگا جمعہ کو حب کا عمل | | کوئی اوسکو یاد دلوادے ہوا وہ دن کرے

ہوس ہین کعبہ کی کیون شیخ بتخانہ سے گمراہ ہے | مطلع | یہان تو کوئی صورت بھی ہے وان اللہ ہی اللہ ہے

گر درد ہے کھونا دل مضطر سے کسیکے | مطلع | پانی دو پلا وار کے سر پر سے کسیکے

تم بیٹھے بغل مین جو رقیب دغلی کی | ایضاً | کی گرم بغل ہمنے بھی گور بغلی کی

اے ذوق نکر نور مین آمیزش ظلمت | | کیا کام تبرے کو محبت مین علیؓ کی

مطلب نہ کفر سے ہے نہ اسلام سے غرض
دل دیکے اِس صنم کو تجھے سب سے بری ہوئے

ثبت اوس بیاض چشم مین ہین خط سرمہ سے
جہاں انتخاب نسخۂ افسونگری ہوئے

طالع ہوئے نہ اپنی سعادت سے ہمقرین
گرچہ بہت قران مہ و مشتری ہوئے

اے ذوق آج سامنے اوس چشم مست کے
باطل سب اپنے دعوی دانشوری ہوئے

ناقص کا صفا کیش سے مطلب نہ بر آئے
جو کور ہو مینک سے اوسکو کیا نظر آئے

فردوس مین ذکر اُس لب شیرین کا گر آئے
پانی دہن چشمۂ کوثر مین بھر آئے

ممکن نہین کم ہووے تپ سوز محبت
جون شمع تجھے لاکھ پسینا اگر آئے

چاہیے زر ان بتان سیمتن کے واسطے
ہم قلندر یان نہین کوڑی کفن کیواسطے

ایک کلک آہ بس ہے شرح غم کیواسطے
کون نیزہ واسطی ڈھونڈھے قلم کیواسطے

سر تو ہے تن پر مرے تیغ ستم کیواسطے
پر لگا رکھتے ہین وہ جھوٹی قسم کے واسطے

نعل شکل مہ نو جب ترے توسن کو لگے
چار چاند اور فلک پر مہ وشن کو لگے

بوسے کے مانگتے ہی پھیرنے چتون کو لگے
ایسے کیا لعل لب غیرت گلشن کو لگے

آشیان ہو جیو مرغان ہوا کا برباد
بند کرنے تری دیوار کے روزن کو لگے

متفرقات

رہی اِس طرح بعد از مرگ دنیا کی ہوسناکی
شرابی ہو گئے تائب جسطرح ہو جائے تریاکی

مطلع
ہوتا نہ اگر دل تو محبت بھی نہوتی
ہوتی نہ محبت تو کچھ آفت بھی نہوتی

مطلع
معروف چارہ دیکھا کیا چارہ گر کو میرے
مرچین سی لگ رہی ہین زخم جگر کو میرے

وہ مرے طالعِ اختر کی ہے واژون گردش | کہ فلک کو بھی نگونسار لیے پھرتی ہے

لائی حیات آئے قضا لے چلی چلے | اپنی خوشی نہ آئے نہ اپنی خوشی چلے

ہمسایہ بھی اس بساط پہ کم ہوگا بد قمار | جو چال ہم چلے وہ بہت ہی بُری چلے

بہتر تو ہے یہی کہ نہ دنیا سے دل لگے | پر کیا کرین جو کام نہ بے دل لگی چلے

ہو عمرِ خضر بھی تو ہو معلوم وقتِ مرگ | ہم کیا رہے یہان ابھی آئے ابھی چلے

مہ مین کہان جو تابِ رخِ سیمتن مین ہے | پردہ سا عنکبوت کا سقفِ کہن مین ہے

دم کو ہمارے سینہ مین اک دم نہین قرار | یہ وہ غریب ہے کہ مسافر وطن مین ہے

حرف آئی مجھ پہ دیکھیے کس کس کے نام سے | اس رنگ سے عقیق کا دل خونِ یمن مین ہے

رنگین سوا ہے اُنکے گلِ نوبہار سے | اگلا جو برگِ زرد کوئی اس چمن مین ہے

وہ دل کہ جو نہ لا سکے چینِ جبین کی تاب | زیرِ شکنجۂ زلفِ شکن در شکن مین ہے

ہنگامِ بوسہ گرم جو وہ اک ذری ہوے | شکر تھے لبِ پسینہ سے شکرتری ہوے

جلجاے خاک وحشیِ چشمِ بتان پہ گھانس | لیکن ہرن کھڑے نہ رہے بن ہرے ہوے

دکھلاے ہنسے لگے جو ہنسنے دُرِ سرشک | قائل ہماری آنکھ کے سب جوہری ہوے

کچھ ہوتی آدمیت اگر ہوتے آدمی | یہ خوبرو تو حور ہوے یا پری ہوے

ہم جیتے جی جہان سے معدوم ہوگئے | اپنی نظر سے کم سببِ لاغری ہوے

اک خال زیرِ زلف سے ظاہر ہے کے لیے | اے ماہ سو طریقۂ بد اختری ہوے

رسوا نہوتے کرتے نہ گر جیب و سینہ چاک | ہم آپ اپنی باعثِ پردہ دری ہوے

پوچھ مت راہِ وفا وسِ نگہِ پُرفن سے
رہنمائی کی نہ رکھ چشم دلا رہزن سے

مین گرانبار محبت مرا خون بھی ہے گران
جی بدھڑکتا ہے تری نازکیِ گردن سے

ہو گیا کاغذِ [illegible] سینہ سارا
دل کی جو پھانس تھی نکلی نہ سرِ سوزن سے

گر جھکے تیغ تری سر ابھی حاضر ہے کہ ہم
اسپہ مرتے ہین کہ تعظیم تو لی دشمن سے

چھوڑ کر گھر ترے ہاتھوں سے نکل جائین کہان
تنگ ہمسایوں کو اے ذوق نکر شیون سے

فلک تو ٹیڑھا ہو کی صبح سے تا شام چلتا ہے
مگر سیدھی نظر سے تیری اپنا کام چلتا ہے

ہمیشہ وہ دورِ عشرت ہے جو تم ہو اہلِ کیفیت
کہ مہر و ماہ سے دن رات یان اک جام چلتا ہے

چلا پہلو سے اٹھکر جبکہ وہ آرامِ جان و دل
کہا آرام نے مجھسے کہ لو آرام چلتا ہے

ارادہ گر کرے ناقص علوِ جاہِ کامل کا
تو یہ جانو کہ نابینا کنارِ بام چلتا ہے

کون وقت اے وائے گزرا جی کو گھبراتے ہوئے
موت آتی ہے اجل کو یاں تلک آتے ہوئے

آتشِ خورشید سے دیکھا نہیں اٹھتے دھوان
آگھڑے ہو بام پر تم بال سُلجھاتے ہوئے

وہ نہ جاگی رات ہمکو ضد سے بختِ خفتہ کی
بچ گیا آخر گجر زنجیر کھڑکاتے ہوئے

چاک آتا ہے نظر پیراہنِ صبحِ بہار
کس شہیدِ ناز کو دیکھا ہے کفناتے ہوئے

سبکو دنیا کی ہوس خوار لیے پھرتی ہے
کون پھرتا ہے یہ مُردار لیے پھرتی ہے

گھر سے باہر اپنے نہ نکلتا کبھی خورشید
ہوسِ گرمیِ بازار لیے پھرتی ہے

کر دیا کیا ترے ابرو نے اشارہ ظالم
کہ قضا ہاتھ مین تلوار لیے پھرتی ہے

جا کے اکبار نہ پھرتا تھا جہان وان مجھکو
بیقراری ہے کہ سو بار لیے پھرتی ہے

پیشوائی کو بڑھے گر کشش دل آگے
دور سے مجنون کی طرف ناقۂ محمل آگے

جاتی اس طرح سے اوس کوچہ مین ہین دل و ہم
دل سے ہم آگے کبھی ہم سے کبھی دل آگے

گرچہ ہون وادی عشقات سے پر جولا کیون گو بس
لیک ہے گم شدگی کی ابھی منزل آگے

تجھسا ناقص بھی غنیمت ہے اب اے ذوق
کاملیت ہے کہان ہو چکے کامل آگے

تو آنکھ مین نہ سرمۂ دنبالہ دار دے
مفتون چشم کو یہین اک وار مار دے

چھلا نہین تو چھلے کا گل لے نگار دے
کچھ تو نشانی اپنی مجھے یادگار دے

دشنام ہو کے وہ ترش ابرو ہزار دے
یان وہ نشہ نہین جسے ترشی اوتار دے

کیا خاک تجھپہ جان کوئی جان نثار دے
مٹی تلک نہ جب ترے دل کا غبار دے

جولان سمند ناز کو اے شہسوار دے
تو سرمہ چشم ماہ مین میرا غبار دے

ایسا نہو کہ آتے ہی آتے جواب خط
قاصد جواب زندگی مستعار دے

کرتا ہی یون فغان دل امیدوار وصل
جیسے اذان بلند کوئی روزہ دار دے

ای شمع تیری عمر طبیعی ہی ایک رات
ہنسکر گذار یا اُسے رو کر گذار دے

لے دام داغ دل سے مرے سوزش آفتاب
وعدے پہ روز حشر کے پر کون اودھار دے

بے فیض گر ہے چشمۂ آب بقا تو کیا
مانگو تو ایک قطرہ نہ آئینہ دار دے

عاشق نہ بدلی انجم گردون سی اپنے اشک
کیون کوڑیون کے بدلے در شاہوار دے

دشنے سے سیکھے شیوۂ مردانگی کوئی
جب قصد خون کو آئی تو پہلے پکار دے

اس جبر پر تو ذوق بشر کا یہ حال ہے
کیا جانے کیا کرے جو خدا اختیار دے

شرارے متصل نکلے یہانتک سنگ طفلاں سے
کہ چمکے ہے سر مجنون پہ بجلی سنگ باراں سے

یہانتک ناتوان ہین ہم گذر جائین اگر جان سے
اوٹھائی مور لاشہ کو ہمارے دست مژگان سے

اسی باعث ہے دایہ طفل کو افیون دیتی ہے
کہ تا ہو جائے لذت آشنا تلخی دوران سے

جو خانۂ ہستی مین ہے انسان کے لیے ہے
ناتمام آراستہ یہ گھر اسی مہمان کے لیے ہے

زلفین تری کافر نہین دل ہی مرے کیا کام
دل کعبہ ہے اور کعبہ مسلمان کے لیے ہے

کیونکر نہ سخن سے ہون گرفتار تفکر
ہان قید قفس مرغ خوش الحان کے لیے ہے

ہے بادہ کشون کے لیے اک غیب سے تائید
زاہد جو دعا مانگتا باران کے لیے ہے

اپنون سے نہ مل اپنے ہین سب اپنون کے دشمن
ہر نَے مین بھری آگ نیستان کے لیے ہے

دیگر

کُھنی تو نے افشان جو اے مہ جبین ہے
ستارون مین کیا کیا چنان اور چنین ہے

نہ پوچھو کہ دل شاد ہے یا حزین ہے
نہین یہ بھی معلوم ہے یا نہین ہے

یہی گر تری چشم سحر آفرین ہے
تو نہ دل نہ جان ہے نہ ایمان نہ دین ہے

نہ چھوڑے گی جیتا مجھے چشم قاتل
یقین ہے یقین بلکہ عین الیقین ہے

کیے ضبط اشک آہ پہونچی فلک پر
مرا عشق کم حسن سے بالانشین ہے

پڑے تفرقے یہ جدائی سے تیری
کہ مین ہون کہین دل کہین جان کہین ہے

ہنسی ہے جو کچھ رنجش آمیز اونکی
تو موج تبسم بھی چین بر جبین ہے

وہی یاس ہے اور مری بدگمانی
لیے پھرتی مجھکو کہین سے کہین ہے

نہ اک آہ کی زخم سو سو اوٹھائے
تجھے آفرین ذوق صد آفرین ہے

جو سکھایا اپنی قسمت نے وگرنہ اوسکو غیر
کیا سکھائیگا سکھانا کوئی ہمسے سیکھ جاے

کیا ہوا اے ذوق ہین جون مردمک ہم روسیاہ
لیکن آنکھون مین سمانا کوئی ہمسے سیکھ جاے

کرے ہے کام تیغ یار کس کس آبداری سے
دکھاتی اپنی گلکاری ہی کیا کیا زخم کاری سے

گذرتی ہی مری مین زندگی غفلت شعاری سے
مرے نزدیک بیہوشی ہی بہتر ہوشیاری سے

زبان کھولینگے مجھپر بدزبان کیا بدشعاری سے
کہ مین نے خاک بھر دی اونکی منہ مین خاکساری سے

نہوتا گر وہ شوخ خودنما سرگرم آرایش
اوٹھاتا ہاتھ خورشید فلک آئینہ داری سے

خبر کیا پوچھتے ہو اپنے بیمار محبت کی
کہ نوبت دم شماری کی تھی شب اختر شماری سے

جو پوچھے زاہد خشک اپنے دارو مین کہون مے پی
اگر پرہیز کی پوچھے کہون پرہیزگاری سے

کبھی جو سر اوٹھایا ہی تو جون اشک سر مژگان
زمین کو جائیگا سر جھک کے اپنا شرمساری سے

قفس کھولا اوڑین اوسپر اسیر مضطرب تیرے
خبر گل کی سُننے اوڑتی ہی گرباد بہاری سے

نہین جاتی اوٹھائی نازکاش اُنکے عوض ہوتے
مری چھاتی پہ پتھر سنگدل دو چار بھاری سے

لگی بھی گر زمین سے بیٹھ تیرے تفتہ جانون کی
تو مثل برق اُٹھ جائینگے پھر وہ بیقراری سے

نہین آتا نہ آے رحم اے ذوق اُس ستمگر کو
بلا سی خوش تو ہوتا ہی وہ میری آہ و زاری سے

ناتمام

زبان پیدا کرون جون آسیا سینہ مین پیکان سے
دہن کا ذکر کیا یان سر ہی غائب ہی گریبان سے

اوڑائے خوب گلچھرے نکل مجنون نے زندان سے
کہ ہر سو گلفشانی ہی شرار سنگ طفلان سے

فلک کیا فتنہ سازی مین ہو ہمسر چشم فتان سے
گرا تھا یہ بھی اشک سرمہ آلودہ اوسکی مژگان سے

جبتک کہ سر رہا ساتھ ہی یہ سر گئے ہو سو ہو
ہم ابتو سر پہ بارِ محبت اوٹھا چکے

کیا دیکھتا ہے تیغ نگہ ایسی اک لگا
قصہ تمام عمر کا اسے پُر جفا چکے

اب خاک کے ہین ڈھیر تو کیا اس خرابہ مین
پہلے تو ہم بھی خاک بہت سی اوڑا چکے

باز آیا دیکھنے سے نہ آتش رخونکے دل
سو بار آبلے اسے آنکھین دکھا چکے

حاجت نہین ہے تیری شہیدونکو غسل کی
قاتل وہ تیری ہاتھ سے خون مین نہا چکے

تم بھولکر بھی یاد نہین کرتے ہو غضب
ہم تو تمھاری یاد مین سب کچھ بھلا چکے

کیا مجھسے قیمتِ دل و جان پوچھتا ہے تو
دونون ہین اک نگاہ پہ اے دلربا چکے

بنکار رو آج خوب چلو میکدہ کو ذوق
چھوڑو کہین وظیفہ بہت بڑبڑا چکے

ابر تر آنسو بہانا کوئی ہمسے سیکھ جاے
برق مضطر تلملانا کوئی ہمسے سیکھ جاے

تیر و پیکان جتنے تھے دلمین دیے ہمنے نکال
اپنے ہاتھون گھر لٹانا کوئی ہمسے سیکھ جاے

دیکھکر قاتل کو گھبرائے حراشِ دل مین جان
سچ تو یون ہے مسکرانا کوئی ہمسے سیکھ جاے

خط مین لکھوا کر اونھین بھیجا تو مطلع درد کا
دردِ دل اپنا جتانا کوئی ہمسے سیکھ جاے

تیغ تو اوچھی پڑی تھی گر پڑے ہم آپ سے
دلکو قاتل کے بڑھانا کوئی ہمسے سیکھ جاے

جب کہا مرتا ہون وہ بولے مرا سر کاٹکر
جھوٹ کو سچ کر دکھانا کوئی ہمسے سیکھ جاے

وان ہلے ابرو یہان گردن پہ پھیری ہمنے تیغ
بات کا ایما بھی پانا کوئی ہمسے سیکھ جاے

سنکے آمد اونکی از خود رفتہ ہو جاتے ہین ہم
پیشوا لینے کو جانا کوئی ہمسے سیکھ جاے

ہمنے پہلے ہی کہا تھا تو کریگا ہمکو قتل
تیور ونکا تاڑ جانا کوئی ہمسے سیکھ جاے

نہ لوح گور پہ مستون کی ہو نہو تعویذ
جو ہو تو خشت خم ہو کوئی نشان کے لیے

اگر امید نہ ہمسایہ ہو تو خانۂ یاس
بہشت ہی ہمین آرام جاودان کے لیے

وہ مول لیتے ہین جسدم کوئی نئی تلوار
لگاتے پہلے مجھی پر ہین امتحان کے لیے

صریح چشم سخنگو تری کہے نہ کہے
جواب صاف ہی پر طاقت و توان کے لیے

مثال نے ہی مرا جبتلک کہ دم مین دم
فغان ہی میرے لیے اور مین فغان کے لیے

بلند ہووے اگر کوئی میرا شعلۂ آہ
تو ایک اور ہو خورشید آسمان کے لیے

چلے ہین دیر کو مدت مین خانقاہ سے ہم
شکست توبہ لیے ارمغان مغان کے لیے

وبال دوش ہی اس ناتوان کو سر لیکن
لگا رکھا ہی ترے خنجر و سنان کے لیے

بیان درد محبت جو ہو تو کیونکر ہو
زبان دل کے لیے ہی نہ دل زبان کے لیے

رہے ہی دل کہ برہم نہو مزاج کہین
بجا ہی ہو دل اونکے مزاج دان کے لیے

بنایا آدمی کو ذوق ایک جزو ضعیف
اور اس ضعیف سے کل کام دو جہان کے لیے

جو دل قمار خانہ مین بت سے لگا چکے
وہ کعبتین چھوڑ کے کعبے کو جا چکے

کیا خط مین مدعا لکھون اپنا کہ مدعی
پہلے ہی اونکو میری طرف سے پڑھا چکے

آنا بلا سے اوسکا قیامت سے کم نہین
مرتے ہین انتظار مین اک روز آ چکے

زہر اب بھی ہو بادہ تو کر لینگے نوش جان
ساقی پیالا منہ سے ہم اب تو لگا چکے

اچھا کیا وفا کی عوض تو نے کی جفا
بس اب ستم نکر کہ کیا اپنا پا چکے

یاد آیا پاتنگے انکا وعدہ او نہین تو کب
جب رات کو وہ پاؤن مین مہندی لگا چکے

پہ چلتے تو دیکھے ہر ساحل کو سوارِ کشتی
پہ حقیقت مین ہی کشتی سہر جیون چلتی

ذوق گل اور کوئی تازہ کھلا چاہتا ہے
کہ ہوا باغ جہان مین ہی دگرگون چلتی

مرے یہ دل کے لیے تھی نہ تمھے زبان کی لیے
سو ہمنے دلمین فرے سوزشِ نہان کی لیے

نہین ثبات بلندیِ عز و شان کے لیے
کہ ساتھ اوج کے پستی ہی آسمان کی لیے

ہزار لطف ہین جو ہر ستم مین جہان کی لیے
ستم شریک ہوا کون آسمان کی لیے

فروغ عشق سے ہی روشنی جہان کی لیے
یہی چراغ ہی اس تیرہ خاکدان کی لیے

صبا ہو آئے خس و خار گلستان کی لیے
قفس مین کیونکہ نہ پھڑکی دل آشیان کی لیے

سدا تپش پہ تپش ہی دلِ تپان کی لیے
ہمیشہ غم پہ ہے غم جان ناتوان کی لیے

حجر کے چومنے ہی پر ہی حج کعبہ اگر
تو بوسے ہمنے بھی اوس سنگ آستان کی لیے

نہ چھوڑ تو کسی عالم مین راستی کہ یہ شے
عصا ہی پیر کو اور سیف ہی جوان کی لیے

جو پاس مہر و محبت کہین یہان بکتا
تو ہم بھی لیتے کسی اپنے مہربان کی لیے

خلش سے عشق کی ہی خار پیرہن تنِ زار
ہمیشہ اس ترے مجنون ناتوان کی لیے

تپش سے عشق کی یہ حال ہے مرا گویا
بجاے مغز ہے سیماب استخوان کی لیے

مرے مزار پہ کس طرح سے نہ برسے نور
کہ جان دی ترے روے عرق فشان کی لیے

الٰہی کان مین کیا اوس صنم نے پھونک دیا
کہ ہاتھ رکھتے ہین کانون پہ سب اذان کی لیے

نہین ہی خانہ بدوشون کو حاجتِ سامان
اثاثہ چاہیے کیا خانۂ کمان کی لیے

نہ دل رہا نہ جگر دونون جلکے خاک ہوے
رہا ہی سینہ مین کیا چشم خونفشان کی لیے

تصور اوس لب شیرین کا آجاوے اگر دل مین
تو آنسو ہو کے شربت خون ہو کر انگبین نکلے

مے دل مین جو حسرت ہے نکالو نہین کہان اوسکو
نہ وہ زیر فلک نکلے نہ وہ زیر زمین نکلے

سنا کرتے تھے شہرہ ذوق جنکی پارسائی کا
وہ سب پائے خرابات اونکے ہمنشین نکلے

ہم تمسا عہد و اپنا کسیکو نہین پاتے
تم پاتے ہو ہمکو تو چھُری کو نہین پاتے

پھنچے ہے غنچہ دہنی کو نہین پاتے
ہنستے ہین مگر تیری ہنسی کو نہین پاتے

کیون ہمنے دیا دل تجھے او سنگدل اپنا
کمبخت ہم اوس سخت گھڑی کو نہین پاتے

وہ کونسا غم ہے جسے پاتے نہین دل مین
لیکن نہین پاتے تو خوشی کو نہین پاتے

لیتے ہین شب وصل مین ہم اونکے جو بوسے
وہ لب پہ سحر رنگ مسی کو نہین پاتے

مین ایسا کہین گم ہون کہ یاران عدم بھی
گم ہو کے مری گم شدگی کو نہین پاتے

معلوم نہین اوسکے دہن ہے کہ نہین ہے
اے ذوق ہم اس امر خفی کو نہین پاتے

نبض دلی ہے کہان میری فلاطون چلتی
ہے یہ ضعف اب تو کہ چیونٹی بھی نہین یون چلتی

پہونچے کیونکر جرس ناقہ لیلی کی صدا
آج آندھی تری قسمت سے ہے مجنون چلتی

کھولدے آنکھین دم ذبح نہ دیکھونگا تجھے
پہ چھری اپنی تو گردن پہ مین دیکھون چلتی

جب مین دنیا سے چلا سر پہ یہ بولی حسرت
تو اکیلا نہین ہمراہ ترے مین ہون چلتی

دور کر بالون کو سر پر سے کہے ہے لیلی
پہ نہین کان پہ مجنون کے ذرا جون چلتی

مین تو اون آنکھونکی گردش کا بلا گردان ہون
کہ نہین تیرہ بختی وان گردش گردون چلتی

عمر طے کرتی ہے ہر دم سفر بحر فنا
جسکو تو سانس کہے ہے دل محزون چلتی

ڈرتا ہوں خنجر اوسکا نہ بہجاے ہوکی آب
میرے گلے مین نالۂ آہن گداز ہے

پہونچا ہی شب کمند لگاکر وہان رقیب
سچ ہے حرامزادے کی رسّی دراز ہے

اوس بت پہ گر خدا بھی ہو عاشق تو آئے رشک
ہر چند جانتا ہون کہ وہ پاکباز ہے

مدّاح خال روے بتان ہون مجھے خدا
بخشے تو کیا عجب کہ وہ نکتہ نواز ہے

اے ذوق پاس چپ بھلی کیون نہ راز عشق
ہر نالہ ایک کلید در گنج راز ہے

ساقیا عید ہی لا بادہ سے مینا بھر کے
کہ مے آشام پیاسے ہین مہینا بھر کے

آشناؤن سے اگر ایسے ہی بیزار ہو تم
تو ڈبو دو اونہین دریا مین سفینا بھر کے

نہین پروین کہ یہ ہین حقۂ پروین مین ملک
لائے اوس عارض روشن سے پسینا بھر کے

روز اوس گلشن رخسار سے لیجاتے ہین گل
اپنے دامان نگہ مردم بینا بھر کے

خم پر جوش سے کے مانند چھلکتا ہے مدام
خون حسرت سے لبون تک مرا سینا بھر کے

جام خالی بھی لگا منہ سے نہ کمظرف کے ساتھ
ذوق کی ساتھ قدح ذوق سے پینا بھر کے

نہین مژگان پرخون خار غم تھی دلنشین نکلے
جنون مین نیشتر کیسے کہین ڈوبی کہین نکلے

عدو ہی ہمنشین ان کے گھر سے میرا مہ جبین نکلے
الٰہی برج عقرب سے قمر جلدی کہین نکلے

چھٹے کیا ہم سے شوق حسن گندم گون کہ گندم پہ
ہمارے جد امجد چھوڑ کر خلد برین نکلے

ترے انداز سے سو سو طرح کے ناز ہون پیدا
تری ہر ناز پر سو سو کا دم اے نازنین نکلے

پری جاکر نئی دنیا سے بھی گر ڈھونڈھو دنیا مین
تو خالی خاک آدم سے نہ چپا بھر زمین نکلے

خدا دے وہ بینش اوس چشم تصور کو
کہ لاکھون کام اوس تر زرہ سے بھی دوربین نکلے

تیرہ بختی مری کرتی ہے پریشان مجھکو
تہمت زلف سیہ فام پہ وہ دھر دیتی ہو

بڑھتی جاتی ہو جو مشق ستم اوس ظالم کی
کچھ محبت مری اصلاح مگر دیتی ہو

دیتی شربت ہو کسی زہر بھری آنکھ تری
عین احسان ہو وہ زہر بھی گر دیتی ہو

دمبدم زخم پہ اک زخم ہو دم لینے کی
مجھکو فرصت تری کب تیغ نظر دیتی ہو

تپ دل شمع کی جب کم نہین ہوتی ناچار
اوسکو کافور سپیدی سحر دیتی ہو

کوئی غماز نہین میری طرف سے ای ذوق
کان اوسکی مری فریاد ہی بھر دیتی ہو

مزے جو موت کی عاشق بیان کبھو کرتے
مسیح و خضر بھی مرنے کی آرزو کرتے

غرض تھی کیا تری تیرونکو آب پیکان سے
مگر زیارت دل کیونکہ بے وضو کرتے

اگر یہ جانتے چن چن کے ہمکو توڑینگے
تو گل کبھی نہ تمنائے رنگ و بو کرتے

یقین ہے صبح قیامت کو بھی صبوحی کش
اوٹھینگے خواب سے ساقی سبو سبو کرتے

سمجھ یہ دار و رسن تار و سوزن ای منصور
کہ چاک پردہ حقیقت کا ہین رفو کرتے

عجب نتھا کہ زمانے کے انقلاب سے ہم
تیمم آب سے اور خاک سے وضو کرتے

سراغ عمر گذشتہ کا ڈھونڈھیے گر ذوق
تمام عمر گذر جائے جستجو کرتے

ناساز ہے جو ہمسے اوسی سے یہ ساز ہے
کیا خوب دل ہی واہ ہمین جسپہ ناز ہے

اوس سنگ آستان پہ جبین نیاز ہے
وہ اپنی جانماز ہے اور یہ نماز ہے

دروازہ میکدہ کا نکر بند محتسب
ظالم خدا سے ڈر کہ در توبہ باز ہے

خانہ خرابیان دل بیمار غم کی دیکھ
وہ ہی دوا خراب ہی جو خانہ ساز ہے

ڈرتا ہون خنجر اوسکا نہ پیاسے ہوکے آب
میرے گلے مین نالۂ آہن گداز ہے

پہونچا ہی شب کمند لگا کر وہان رقیب
سچ ہے حرامزادے کی رسّی دراز ہے

اوس بُت پہ گر خدا بھی ہو عاشق تو آئے رشک
ہر چند جانتا ہون کہ وہ پاکباز ہے

مدّاح خال روے بتان ہون مجھے خدا
بخشے تو کیا عجب کہ وہ نکتہ نواز ہے

ای ذوق اپنا سے جب کھلی کیون نہ راز عشق
ہر نالہ ایک کلید در گنج راز ہے

ساقیا عید ہی لا بادہ سے مینا بھر کے
کہ مے آشام پیاسے ہین مہینا بھر کے

آشناؤن سے اگر ایسے ہی بیزار ہو تم
تو ڈبو دو او نہین دریا مین سفینا بھر کے

نہین پروین کہ یہ ہین حقہ پروین مین ملک
لائے اوس عارض روشن سے پسینا بھر کے

روز اوس گلشن رخسار سے لیجاتے ہین گل
اپنے دامان نگہ مردم مینا بھر کے

خم پُر جوش سے کے مانند چھلکتا ہے مدام
خون حسرت سے لبون تک مرا سینا بھر کے

جام خالی بھی لگا منہ سے نہ کمظرف کے ساتھ
ذوق کے ساتھ قدح ذوق سے پینا بھر کے

نہین مژگان پُر خون خار غم تھی دلنشین نکلے
جنون یہ نیشتر کیسے کہین ٹوٹے کہین نکلے

عدو ہی نیش زن کے گھر سے میرا مہ جبین نکلے
الٰہی برج عقرب سے قمر جلدی کہین نکلے

چھٹے کیا ہم سے شوق حسن گندم گون کہ گندم سے
ہمارے جد امجد چھوڑ کر خلد برین نکلے

ترے انداز سے سو سو طرح کے ناز ہون پیدا
تری ہر ناز پر سو سو کا دم ای نازنین نکلے

پری جا کر نئی دنیا سے بھی گر ڈھونڈھو دنیا مین
تو خالی خاک آدم سے نہ چپا بھر زمین نکلے

خدا دے دو رنگیش اور اس چشم تصور کو
کہ لاکھون کام اس سے ذوق بے دوربین نکلے

تیرہ بختی مری کرتی ہے پریشان مجھکو — تہمت زلف سیہ فام پہ دھر دیتی ہی
بڑھتی جاتی ہی جو مشق ستم اوس ظالم کی — کچھ محبت مری اصلاح مگر دیتی ہی
دیتی شربت ہی کسی زہر بھری آنکھ تری — عین احسان ہی وہ زہر بھی گر دیتی ہی
دمبدم زخم پہ اک زخم ہی دم لینے کی — مجھکو فرصت ہی کب تیغ نظر دیتی ہی
تپ دل شمع کی جب کم نہیں ہوتی ناچار — اوسکو کافور سپیدی سحر دیتی ہی
کوئی غماز نہیں میری طرف سے ای ذوق — کان اوسکے مری فریاد ہی بھر دیتی ہی

مرے جو موت کی عاشق ہلاں کبھو کرتے — مسیح و خضر بھی مرنے کی آرزو کرتے
غرض تھی کیا تری تیرونکو آب پیکان سے — مگر زیارت دل کیونکہ بے وضو کرتے
اگر یہ جانتے چن چن کے ہمکو توڑیں گے — تو گل کبھی نہ تمنائے رنگ و بو کرتے
یقین ہے صبح قیامت کو بھی صبوحی کش — اُٹھینگے خواب سی ساقی سُبو سُبو کرتے
سمجھ یہ دار و رسن تار و سوزن ای منصور — کہ چاک پردۂ حقیقت کا ہین رفو کرتے
عجب نتھا کہ زمانے کے انقلاب سی ہم — تیمم آب سی اور خاک سے وضو کرتے
سُراغ عمر گذشتہ کا ڈھونڈھیے گر ذوق — تمام عمر گذر جائے جستجو کرتے

ناساز ہے جو ہمسی اوسی سے یہ ساز ہے — کیا خوب دل ہی واہ ہمین جسپہ ناز ہے
اوس سنگ آستان پہ جبین نیاز ہے — وہ اپنی جانماز ہے اور یہ نماز ہے
دروازہ میکدہ کا نکر بند محتسب — ظالم خدا سے ڈر کہ در توبہ باز ہے
خانہ خرابیان دل بیمار غم کی دیکھ — وہ ہی وہ واخراب ہی جو خانہ ساز ہے

مجھے یقین ہے نہین دکھائینگے اپنے رخسار لالہ گون کو
روان مری چشم تر سے جبتک وہ خون حسرت نہ دیکھ لینگے

یہ لوگ نا واقفِ محبت نہونگے واقف تپ درون سے
کہ جبتلک مثل برق رگ رگ مین میری سرعت نہ دیکھ لینگے

خط اوسکو دے بھی دیا جو قاصد نے ذوق دیگر کسیکا دھوکا
وہ خط نہ پہچان لینگے میرا مری عبارت نہ دیکھ لینگے

کیا مدنظر تمکو ہے یارون سے تو کہیے
گر منہ سے نہین کہتے اشارونسے تو کہیے

حالِ دلِ بیتاب کہا جائے جو ہمسے
گر کہیے نہ لاکھونسے ہزارون سے تو کہیے

کیا کہتے ہو آئینگے سرِ خاک شہیدان
کچھ فتنے اوٹھانے ہون مزارونسے تو کہیے

پھر قم نہ کہین حضرتِ عیسیٰ اگر اونسے
کہیے یہی قم عشق کے مارون سے تو کہیے

کچھ سوزِ دل اپنا کسی دلسوز کے آگے
فرصت ہو تپِ غم کے حرارونسے تو کہیے

موقوف ہے گر دل کا شکار آن و ادا پر
تو پہلے کچھ ان میر شکارون سے تو کہیے

ان دانتون کو کیا موتیون سے کہتے ہو ہمتا
موتی نہین کچھ مال ستارون سے تو کہیے

شانے کا دلِ چاک پسند آپکو آیا
کسواسطے یہ سینہ فگارون سے تو کہیے

کہیو نہ تنک ظرف سے اے ذوق کبھی راز
کہکر اوسے سنتا ہو ہزارون سے تو کہیے

یہ اقامت ہمین پیغام سفر دیتی ہے
زندگی موت کے آنے کی خبر دیتی ہے

زالِ دنیا ہے عجب طرح کی علامۂ دہر
مردِ دیندار کو بھی دہریہ کر دیتی ہے

ای ذوق مگر ہستی بنیاد غضب ہے	یہ خانۂ ہستی ہے عجب خانۂ رنگین

ہوے وہ کب قائل قیامت جو تیرا قامت نہ دیکھ لینگے 11
رہین گے رویت سے بلکہ منکر جو تیری صورت نہ دیکھ لینگے

ہمین غرض کیا کہ جائینگے ہم حرم کو اے شیخ بتکدہ سے
یہیں بتون مین خدا کا اپنے ظہور قدرت نہ دیکھ لینگے

نہ دیکھلی کیسی کیسی آفت جہان مین ہمنے تمہارے باعث
اور آگے کیا کیا غم والم ہم تمہاری دولت نہ دیکھ لینگے

دکھانا احوال اونکو اپنا یہ اونکی الفت کا امتحان ہے
کہ ہوگی الفت تو دیکھ لینگے نہوگی الفت نہ دیکھ لینگے

بلا سے گر دانیال کا سا نہین ہے پاس اپنے فالنامہ
ہم اپنے نقطوں سے داغ دل ہی کی فال دولت نہ دیکھ لینگے

ہلال کو دیکھین کیون فلک پر اگر ہے منظور عید ہمکو
تو اوسکی تیغ ستم کا دل مین لب جراحت نہ دیکھ لینگے

بہار باران کو کون دیکھے بغیر یاران ہے تیر باران
ہم اسکے بدلے سرشک مژگان کی اپنی شدت نہ دیکھ لینگے

اگرچہ مین مر بھی جاؤنگا تو کہین گے جیتا ہے دم چرایا
وہ جب تلک اپنے آستانے پہ میری تربت نہ دیکھ لینگے

ہم چاہتے ہین تمکو گرے سب کی نظر سے　　　پہلے ہی سے اس چاہ کی افتاد غضب ہے
اوس بت کا سمجھ حسن خداداد نہ اسکو　　　یہ تجھپہ خدا کا دل ناشاد غضب ہے
ہوتا ہے سپند ایک ہی آواز مین آخر　　　کیا سوختہ جانون کی بھی فریاد غضب ہے
توڑا کمر شاخ کو کثرت نے ثمر کی　　　دنیا مین گرانباری اولاد غضب ہے
اے شوخ تری چشم غضبناک کے ہوتے　　　ہم چاہین قضا سے اگر امداد غضب ہے
اللہ کرے خیر مرے شیشۂ دل کی　　　پھر آج وہ مست مے بیداد غضب ہے
بھولا نہ مجھے قتل گہ عام مین قاتل　　　اللہ رے ترا حافظہ کیا یاد غضب ہے
اخوان شیاطین ہین یہ مست مے پندار　　　کیا حضرت آدم کی بھی اولاد غضب ہے
مرتے نہین جورون پہ تری طرح سے واعظ　　　ہم جسپہ ہین عاشق وہ پریزاد غضب ہے
انجم سے ہین رخ رخ پہ بوندین ہین عرق کی　　　عاشق کی ترے گرمی فریاد غضب ہے
ہے سرو تو پابستۂ غم بے ثمری ہین　　　کہتے ہین گرفتار کو آزاد غضب ہے
غصہ ہے ترا قہر ترا اٹھنا قیامت　　　رنجش تری بیداد ہی بیداد غضب ہے
ہے غم سے ہنوز آئینہ با دیدۂ پرآب　　　اسکندر رومی کی گئی داد غضب ہے
وہ کون سا غم ہے کہ جو دنیا مین نہین ہے　　　اور اسپہ بھی دلکش یہ غم آباد غضب ہے
قامت ہی ترا کیا ہی سر سرو قیامت　　　طرہ بھی سر طرۂ شمشاد غضب ہے
دین ہوش بھلا مردم ہشیار کہ پل مین　　　آنکھون کو تمھاری یہ فسون یاد غضب ہے
سو فتنہ ہین پنہان نظر لطف مین اسکی　　　یہ لطف نہین اے دل ناشاد غضب ہے

ہائے رے حسرتِ دیدار مری جاں کو بھی
لکھتے ہیں ہائے دو چشمی سے کتابت والے

نہیں جز شمع مجاور مری بالیں مزار
نہیں جز کثرتِ پروانہ زیارت والے

نہ ستم کا کبھی شکوہ نہ کرم کی خواہش
دیکھ تو ہم بھی ہیں کیا صبر و قناعت والے

کیا تماشا ہے کہ مثلِ مہِ نو اپنا فروغ
جانتے اپنی حقارت کو ہیں شہرت والے

دل سے کچھ کہتا ہوں میں مجھ سے ہی کچھ دل کہتا
دونوں اک حال میں ہیں رنج و مصیبت والے

تو جو آ جائے تو اے دردِ محبت کی دوا
میرے ہمدرد ہوں بیدرد نصیحت والے

چھوڑ دیتے ہیں قلم جوں قلمِ آتشبار
میری شرحِ تپشِ دل کی کتابت والے

کبھی افسوس ہے آتا کبھی رونا آتا
دلِ بیمار کے ہیں وہ بھی عیادت والے

تو ہر حال سے غافل ہے برائے غفلت کیش
تیرے اندازِ تغافل نہیں غفلت والے

نازہی گل کو نزاکت پہ چمن میں اے ذوق
اس نے دیکھے ہی نہیں ناز و نزاکت والے

کیا غمزہ ترا ابرِ سرِ بیداد غضب ہے
جلاد و فلک سے بھی یہ جلاد غضب ہے

جو ہر ستم و کینہ و بیداد غضب ہے
سر تا بقدم وہ ستم ایجاد غضب ہے

ناز آفت و چشم ستم ایجاد غضب ہے
شاگرد بھی ہے قہر جو استاد غضب ہے

بلبل یہ ترے واسطے فریاد غضب ہے
فریاد نکر دیکھ یہ صیاد غضب ہے

کیوں غنچہ پریشاں ہو نہ ہوتے ہی شگفتہ
اس باغ میں ہونا ہی دلِ شاد غضب ہے

نکلے ہے صدا کوہ سے ہم آتش و ہم آب
کیا سوز و گدازِ دلِ فرہاد غضب ہے

خاکسترِ پروانہ پہ روتی ہے بجا شمع
ہو خاک جگر سوختہ برباد غضب ہے

کب وہ گذرتے ہین سرِ لاف و گزاف سے
جنکی کہ آشنا ہے زبان لام کاف سے

چل میکدہ مین شیخ بسر کر مہِ صیام
مسجد مین تنگ بیٹھا ہی کیون اعتکاف سے

نالون نے وہی چڑھا جو تپ لرزہ مہر کو
کھولی نہ آنکھ ابر سیہ کے لحاف سے

بھنکے ہی ایک جنبشِ مژگان مین وہ پری
اس ناتوان کو پر ہی کوہ قاف سے

ہے جوہر کمال پہ تمغا اگر نقیب سر
ہو تیغ تیز تنگ ہی اوسکو غلاف سے

گذری ہی مشق سینہ شگافی مین عمر چرخ
اس کلک تیز نالہ گردون شگاف سے

گردش ہی اوسکی چشم کی کیون میرے دل کے گرد
کافر کو کام کعبہ کے ہے کیا طواف سے

لڑتے ہین گہ نصیب سے گاہی فلک سے ہم
فرقت کی رات کم نہین روزِ مصاف سے

لکھتا ہی شیخ مسئلۂ وحدت وجود
لیکن دوئی عیان ہی قلم کے شگاف سے

گلہاے رنگ رنگ سے ہی رونقِ چمن
اے ذوق اس جہان کو ہے زیب اختلاف سے

کیا غرض لاکھ خدائی مین ہون دولت والے
اونکا بندہ ہون جو بندہ ہین محبت والے

چاہین گر چارہ جراحت کا محبت والے
بیچین الماس و نمک سنگ جراحت والے

گئے جنت مین اگر سوز محبت والے
تو یہ جانو رہے دوزخ ہی مین جنت والے

ساقیا ہون جو صبوحی کے نہ عادت والے
صبح محشر کو بھی اوٹھین نہ تری متوالے

رہے جون شیشۂ ساعت وہ مکدر دونون
کبھی مل بھی گئی دو دل جو کدورت والے

کس مرض کی ہین دوا یہ لبِ جان بخش ترے
جان بلب ہین ترے آزار محبت والے

حرص کے پھیلتے ہین پانون بقدر وسعت
تنگ ہی رہتے ہین دنیا مین فراغت والے

کھائے کوچہ مین ترے آکے جو سنگِ طفلان — آئے مجنون کو ترے میوۂ جنت کے مزے
لگتی مرچین ہی کبابونکو ہین کیا کیا سنکر — دلِ بریان سے مری سوزِ محبت کے مزے
صرف ہر زخمِ جگر تا ہو صد کانِ نمک — لوٹے کیا عشق مین اُس کانِ ملاحت کے مزے
تلتِ عشق مین ہو کاش تناسخ ہی ہی — کہ اڑائین تری سر بار شہادت کے مزے
دیکھکر اوسکو گیا عالمِ حیرت مین تو مین — لیک مین کیا کہون اوس عالمِ حیرت کے مزے
سجدہ مین پاکے خمِ مے پہ ہے کس لطفِ مستی — یون عبادت ہو تو زاہد ہین عبادت کے مزے
غنچۂ خندان ہو نہ کیون کر کے زر اپنا برباد — کہ اوڑانے ہی مین دولت کی ہین دولت کے مزے
جانِ شیرین بھی گئی اور نہ ملی شیرین بھی — پوچھو فرہاد سے اِس تلخیِ حسرت کے مزے
ابر و باران کو نہ کیون لطف اُٹھائین میخوار — کہ اوڑاتے ہین گنہگار ہی رحمت کے مزے
ہی نمک پاش جو ہنس ہنس کے وہ لعلِ نمکین — لے رہا ہی دلِ مجروح جراحت کے مزے
کچھ جتاؤن جو محبت تو کہے ہے کہ تجھے — دیکھ تو کیسے چکھاتا ہون محبت کے مزے
ذائقہ چاشنیِ عشق کا کامل ہو تو دین — شادیِ وصل کی لذت غمِ فرقت کے مزے
نہین خبر ہمین زندگی کوئی مزا دنیا مین — برمزہ دار بنا دیتے ہین غفلت کے مزے
خنجرِ ناز نے کیا چاٹ لگائی دل کو — چاٹتا ہونٹھ ہے سے لیکے جراحت کے مزے
بے مزاجی کو کرین لاکھ ترے ظلم و ستم — بھولنے کی نہین پہلی وہ عنایت کے مزے
پھر پھٹا زخم کا انگور مبارک ای ذوق — دلِ زخمی کو تری بادۂ عشرت کے مزے

اول ہی سی بشر کو ہی رغبت خلاف سے — لیتا تھا کام تنہ کا شکم مین یہ ناف سے

اوٹھی جہان ہی سے جو بستر سے وہ اٹھے | تیرا مریض عشق جو صاحب فراش ہے

بُرّندہ ایک تیغ محرّف سے بھی سوا | اوس کج ادا نے اور نکالی تراش ہی

مسکن پذیر آج ہی مین نہین ہی غم | روز ازل سی اسکی نہین بود و باش ہی

ای ذوق جانتا ہی وہ ہمدرد میرا درد | دل جسکا پارہ پارہ جگر پاش پاش ہی

ہی تیرے کان زلف معنبر لگی ہوئی | رکھے گی یہ نہ بال برابر لگی ہوئی

بیٹھے بھرے ہوی ہین خم مَی کی طرح ہم | پر کیا کرین کہ مُہر ہے مُنہ پر لگی ہوئی

چلتے بغیر خون کوئی رہتی ہی تیری تیغ | ہے یہ تو اسکو چاٹ ستمگر لگی ہوئی

میت کو غسل دیجیو نہ اس خاکسار کی | ہی تن پہ خاک کوچہ دلبر لگی ہوئی

عیسیٰ بھی گر ہے پاس تو ممکن نہین شفا | خورشید کو وہ تپ ہی فلک پر لگی ہوئی

نکلے ہی کب کسی سے کہ اوسکی مژہ کی نوک | ہے پھانس سی کلیجے کے اندر لگی ہوئی

کرتی ہی زیر برقع فانوس تاک جھانک | پروانہ سے ہے شمع مقرر لگی ہوئی

بیٹھے ہین دل کے بیچنے والے ہزار ہا | گذرے ہی اوسکی راہگذر پر لگی ہوئی

یہ چاہتا ہی شوق کہ قاصد بجاے گھر | آنکھ اپنی ہو لفافہ خط پر لگی ہوئی

مُنھ سے لگا ہوا ہے اگر جام مَی تو کیا | ہے دل سے یاد ساقی کوثر لگی ہوئی

ای ذوق دیکھ دختر رز کو نہ مُنہ لگا | چھٹتی نہین ہی مُنہ سی یہ کافر لگی ہوئی

تجھکو کچھ یاد بھی ہین پہلے وہ الفت کے مزے | بیمزہ ہو نیکے لطف اور شکایت کے مزے

بے محبت نہین ای ذوق شکایت کے مزے | بے شکایت نہین ای ذوق محبت کے مزے

قسمت اوس بت سے جا لڑی اپنی — دیکھو احمق خدا سے لڑتی ہے
نہیں مژگان کی دو صفین گویا — اک بلا اک بلا سے لڑتی ہے
شور قلقل یہ کیون ہے دختر رز — کیا کسی آشنا سے لڑتی ہے
نگہ ناز اسکے عاشق سے — چھوٹ کس کس ادا سے لڑتی ہے
تیرے بیمار کے سر بالین — موت کیا کیا شفا سے لڑتی ہے
واہ کیا کیا طبیعت اپنی بھی — عشق مین ابتدا سے لڑتی ہے
زال دنیا نے صلح کی کسدن — یہ لڑاکا سدا سے لڑتی ہے
تیری شمشیر خون کے چھینٹون سے — چھینٹے آب بقا سے لڑتی ہے
دیکھو اوس چشم مست کی شوخی — جب کسی پارسا سے لڑتی ہے
سچ ہے الحرب خدعۃ اے ذوق — نگہ اوسکی دغا سے لڑتی ہے

دلکی معاش غم اسے غم کی تلاش ہے — ڈرتا ہون دل ہی مین کہ بڑا بدمعاش ہے
اس بتکدہ مین کون ہے کافر ترے سوا — تو آپ ہی بت پرست و بت تراش ہے
لبریز ہے صد نشاط برنگ ہلال عید — سینہ مین میرے ناخن غم کی خراش ہے
ہوتے وبال دوش نہین کشتگان عشق — اوڑ جاتی ٹھوکرون ہی مین عاشق کی لاش ہے
کرتے ہیں اشک و آہ ہین تکلیف کیون عبث — ہوجاتا راز دل تو نگاہون مین فاش ہے
دنبالہ ہے جو سرمہ کے دانہ ہے خال کا — گویا کہ دست چشم فسونگر مین ماش ہے
کیا شاد کو خفیف کرے ہے زبان خلق — شاباش جسکو کہتے ہین وہ شاد باش ہے

سمجھے ہے واجب الرعایت دوست
دشمنوں کی رعایتوں سے مجھے

گر نہ گریہ میں تو کمی اے چشم
شوق کم ہے کفایتوں سے مجھے

لے گئی عشق کی ہدایت ذوق
اوس سرے سب نہایتوں سے مجھے

الٰہی کس سگینہ کو مارا سمجھ کے قاتل نے کشتنی ہے
کہ آج کوچے میں اوسکے شور بای ذنب قتلتنی ہے

غمِ جدائی میں تیری ظالم کہوں میں کیا مجھپہ کیا بنی ہے
جگر گدازی ہے سینہ کاوی ہے دلخراشی ہے جانکنی ہے

زمین پہ نورِ قمر کے گرنے سے صاف اظہار روشنی ہے
کہ ہیں جو روشن ضمیر اونکا فروغ اونکی فروتنی ہے

بشر جو اس تیرہ خاکداں میں پڑا یہ اسکی فروتنی ہے
وگرنہ قندیل عرش میں بھی اسی کے جلوے کی روشنی ہے

ہوے ہیں تر گریۂ ندامت سے اسقدر آستین و دامن
کہ میری تر دامنی کے آگے عرق عرق پاکدامنی ہے

ہوے ہیں اہل سادگی سے ہم آشنا جنگ و آشتی سے
اگر نہ ہو یہ تو پھر کسی سے نہ دوستی ہے نہ دشمنی ہے

لگا نہ اس بتکدہ میں تو دل جو ٹوٹتا ہے تو ٹوٹ کر دل
کہ کیسا ہی کوئی خوش شمائل صنم ہے آخر شکستنی ہے

نہیں ہے قانع کو خواہشِ زر وہ مفلسی میں بھی ہے توانگر
جہاں میں مانند کیمیا گر ہمیشہ محتاج دل غنی ہے

کوئی ہے کافر کوئی مسلمان جدا ہر اک کی ہے راہ ایمان
جو اسکے نزدیک رہبری ہے وہ اسکے نزدیک رہزنی ہے

تکلف منزل محبت نکر چلا چل تو بے تکلف
کہ جابجا خار زار وحشت سے زیر پا فرش سوزنی ہے

خدنگ مژگاں سے ذوق اسکے دل اپنا سینہ سپر ہے جب سے
مثال آئینہ سخت جانی سے سینہ دیوار آہنی ہے

آنکھ اس پر جفا سے لڑتی ہے
جان کشتی قضا سے لڑتی ہے

شعلہ بھڑکے نہ کیونکہ محفل میں
شمع تجھ بن ہوا سے لڑتی ہے

گنبد مین گرد باد کے مجنون نے گھر کیا
سرگشتہ ایسا کون جو چکّر مین گھر کرے

آنکھ اپنی اسکے لب پہ عجب گھر بنا گئی
جون عنکبوت برگ گل تر مین گھر کرے

قاتل مرے لہو کو شتابی سے دھو کہین
جون مورچہ نہ یہ ترے خنجر مین گھر کرے

ناتمام

آتا نہین مطلعت کیا دیر لگائی ہے
کھینچ اسے کشش الفت کیا دیر لگائی ہے

قاصد تو کب آیا ہی پر پیک اجل نے بھی
یان آنے مین یا قسمت کیا دیر لگائی ہے

گر قتل ہی کرنا ہے قاتل کہین جلدی ہو
لاحول ولا قوۃ کیا دیر لگائی ہے

یان وعدہ بھی آپہونچا تو ابتلک آتا ہے
اللہ رے تری غفلت کیا دیر لگائی ہے

بے بادہ گلستان مین پیتے ہین لہو میکش
ساقی نے دم عشرت کیا دیر لگائی ہے

دے پھونک کہین دل کو مدت سے سلگتا ہے
اے سوز غم فرقت کیا دیر لگائی ہے

بالین پہ یہ کہا میری ہنگامۂ محشر نے
تو اٹھو کہین حضرت کیا دیر لگائی ہے

اوسکے لب خنجر کا لینا ہے اگر بوسہ
تو اے دل پر حسرت کیا دیر لگائی ہے

اے ذوق شہید اوسکو کر ذہن کی تیغ
کرتی ہے اگر سبقت کیا دیر لگائی ہے

خوب رو کا شکایتون سے مجھے
تو نے مارا عنایتون سے مجھے

کہتے کیا کیا ہین دیکھ تو اغیار
یار تیری حمایتون سے مجھے

یہ بھی تقدیر کا لکھا کہ لکھے
خط وہ کن کن کنایتون سے مجھے

واجب القتل اوسنے ٹھہرایا
آیتون سے روایتون سے مجھے

سرمایۂ امید ہے کیا پاس ہمارے / اک آہ بھی سینے مین سو نا امید اثر سے
وہ خُلق سے پیش آتے ہین جو فیض رسان ہین / ہر شاخ ثمردار مین گُل پہلے ثمر سے
حاضر ہین مرے توسنِ وحشت کی جلو مین / باندھے ہوے کہسار بھی دامن کو کمر سے
فریاد ستمکش ہے وہ شمشیر کشیدہ / جبتک نہ رُکے وار فلک کی بھی سپر سے
اشکو نمین بہے جاتے ہین ہم جانبِ دریا / مقصود رہِ کعبہ ہے دریا کے سفر سے
اُف گرمیِ وحشت کہ مری ٹھوکرون ہی مین / پتھر ہین پہاڑ ونکے اوڑے جاتے شرر سے
کچھ رحمتِ باری سے نہین دور کہ ساقی / رو دین جو ذرا مست تو مے ابر سے برسے
کشتہ ہون نہین کس چشمِ سیہ مست کا یارب / ٹپکے ہے جو مستی مری تربت کے شجر سے
کھلتا نہین دل بند ہی رہتا ہے ہمیشہ / کیا جانین کہ آجائی ہے تو اسمین کدھر سے
نالو نکے اثر سے مرے پھوڑا سا ہے پکتا / کیون ریم سدا نکلے نہ آہن کی جگر سے
اے ذوق کسی ہمدمِ دیرینہ کا ملنا / بہتر ہے ملاقاتِ مسیحا و خضر سے

کیڑا اور اسا اور وہ پتھر مین گھر کرے / انسان وہ کیا نہ جو دلِ دلبر مین گھر کرے
تیر اوس نگہ کا گر دلِ مضطر مین گھر کرے / ناسور عشق زخم کو پھر گھر مین گھر کرے
پتلی سیاہ دیکھیو اوس چشمِ مست کی / بھونرا عجب ہے یون گلِ عبہر مین گھر کرے
یون میرے دل مین چبھتی ہے دندانکی اونکی تاب / ہیرے کی جون کنی کوئی گوہر مین گھر کرے
بلبل کا آشیانہ ہے گلشن مین کیا عجب / اوس رُخ پہ تل جو زلفِ معنبر مین گھر کرے
دکھلائے جوش گریہ اگر میری چشمِ تر / مردم کو غرقِ سیکڑون پل بھر مین گھر کرے

ہون یہ لاغر جھک گئے قامت اک خس کے بوجھ سے
جون کبادہ لچکے ہی پاے مگس کے بوجھ سے

ہو اسیر مین گران خاطر ہو نمین جاتا ہی ٹوٹ
آہنی قلاب بھی میری قفس کے بوجھ سے

زندہ تو ڈوبی ہی اور تیرے ہی مردہ آب مین
بوجھ شاید جسم کا کم ہی نفس کے بوجھ سے

باندھ دی ناقہ کی گردن مین دل نالان قیس
بوجھ اسکا کم ہی ای لیلی جرس کے بوجھ سے

نکلے دنیا سے کہان احمق اوٹھا کر بار حرص
رہگیا یہ تو گدھا دلدل مین پھنسکے بوجھ سے

اپنے دامن مین نہ لے میرے گل لخت جگر
جی دھڑکتا ہی کہین چولی نہ مسکے بوجھ سے

کیا ہوا دل نے لیا گر ایک کوہ غم اوٹھا
یہ نہین ہی ذوق دبتا ایسے دس کے بوجھ سے

رخصت ای زندان جنون زنجیر در کھڑکائی ہے
مژدہ خار دشت پھر تلوا مرا کھجلائی ہے

سر بوقت ذبح اپنا اوسکے زیر پاے ہی
یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جاے ہے

واہ وا شور محبت خوب ہی چھڑکا نمک
استخوان میرے ہما کس کس مزے سی کھای ہے

ہان مدد طاقت کہ ہی ضعف ہی سینہ مین دم
دیکھیے لب تک خدا کیونکر مجھے پہونچائی ہے

بس کرم سوز دروں بہ جائینگے دل او جگر
رحم جوش گریہ پھر چھاتی ابھی بھر آئی ہے

بل بے استغنا کہ وہ یان آتی آتے رہگئے
اُف ری بیتابی کہ یان تو دم ہی نکلا جائی ہے

نزع مین بھی ذوق کو تیری ہی ہی انتظار
جان دے دیکھ لی ہی جبکہ ہوش آ جائی ہے

زخمی ہون مین اوس ناوک دزدیدہ نظر سے
جانیکا نہین چور مرے زخم جگر سے

ہم خوب ہین واقف تری انداز کمر سے
یہ تار نکلتا ہی کوئی دل کے گہر سے

گر یکبھی پھرے جیتے وہ کعبہ کے سفر سے
تو جانو پھرے شیخ جی اللہ کے گھر سے

جلینگے آتشِ رنگِ حنائی پا سے گھر کتنے
ہلا پنکھا جو وقتِ گرمیٔ رفتار دامن سے

دکھائے صدمۂ زنجیر نے یہ پاؤن مجنون کے
کہ اک صدمہ سا پہونچے ہے دمِ رفتار دامن سے

غبار اصلا نہین سرمایۂ ہمت کہ دریا نے
گرہ دیکر نہ باندھا گوہرِ شہوار دامن سے

مرنیا بھی نہین دیتے خاش گر کو ہین آرائش
کہ صحرا پونچھتا ہے کب سنانِ خار دامن سے

سرایت کچھ جو خونِ کوہکن کر جائے پتھر مین
نکالے لعل ہی پتھر کی جا کہسار دامن سے

فرشتے تیرے دامن کو بنائین جانماز اپنی
اگر دھو ڈالے تو داغِ مۓ پندار دامن سے

مرے پاؤنکے چھالے ہوتے ہین کیا کیا شکستہ دل
جو کوئی ٹوٹ جاتا ہے اولجھکر خار دامن سے

مرا آنسو ہے وہ زہراب نیلا ہو بدن سارا
خدا ناخواستہ لگجائے گر ای غمخوار دامن سے

ترے مجنون کو ہے وہ جامۂ عریان تن زیبا
کہ جسکو آستین سے ننگ ہے اور عار دامن سے

یہ تجھ بن اشکباری ہے کہ آنسو پونچھتا ہون مین
کبھی تو آستین سے اور کبھی ہر بار دامن سے

کہان وہ موسمِ طفلی کہ ہم دامن سوار ہو نہین
لیا کرتے تھے کارِ توسنِ رہوار دامن سے

مرادہ گریۂ غم خندۂ عشرت سے بہتر ہو
اگر آنسو مرے پونچھے وہ گل رخسار دامن سے

ہین وہ آلودہ دامن ہون بنائین تارِ سبحہ کا
فرشتے پاک دامن لیکے میرے تار دامن سے

یہ صیدِ ناتوان مثلِ پرِ افتادہ اڑ جائے
لگا لے گر نسیمِ دامنِ گلزار دامن سے

ہوا پنکھے کی خواب آور ہے یہ کیا ایک جنبش مین
کرے سو فتنۂ خوابیدہ وہ بیدار دامن سے

نگاہِ بوالہوس آنمنھی ہے تیری خاک اوڑا اسکو
چھپا لے تو چراغِ شعلۂ رخسار دامن سے

ہوئے دل جلونکی ذوق ہمسایونسے تو دلداری
کرے کب فانوس یون تجھسے شمع کا رخسار دامن سے

افسوس ہی کہ سایۂ مرغ ہوا کی طرح
ہم جسکے ساتھ ساتھ چلین وہ جدا چلے

قاتل جو تیرے دل مین کاوٹ تھی تو کیون
رُک رُک کے میرے حلق پہ خنجر ترا چلے

آلودہ سُرمہ سے نہوئی چشم مین نگاہ
دیکھا جہان سے صاف ہی اہل صفا چلے

کیا دیکھتا ہی ہاتھ مرا چھوڑ دے طبیب
یان جان ہی بدن مین نہین نبض کیا چلے

لیجائین تیرے کشتہ کو جنت مین بھی اگر
پھر پھر کے تیرے گھر کی طرف دیکھتا چلے

اے ذوق ہی غضب نگہ یار الحفیظ
وہ کیا بچے کہ جسپہ یہ تیر قضا چلے

الگ تا ہو نہ کھینچ کھینچکر مرا ہر تار دامن سے
نہ دامن خار سے چھوٹے نہ چھوٹے خار دامن سے

خبر لون جیب کی یا مین ہون ہشیار دامن سے
جنون الجھو مین الجھن جب سے او خار دامن سے

لگے ہی اس تمنا مین مرے ہر خار دامن سے
کرون دستار مین گرہو عطا اک تار دامن سے

لگے اوس شعلہ خو کو گون مجھسا زار دامن سے
اولجھ سکتا ہی کوئی برق کی بھی خار دامن سے

اگر ہی گرد دھوتے دھوتے تو جدا ہر تار دامن سے
نچھوٹے خون مرا سرپہ تیرے اے خونخوار دامن سے

گیا تو بھی کنارا ہے اور ہاتھو نسے وحشت کے
گریبان ہمکنار آکر ہوا اے یار دامن سے

تری جو سجدہ در سے جبین ہو خاک آلودہ
نہ پونچھین حور عین کے اے پری رخسار دامن سے

بھلا بے پردہ بھی ہم سے تو اوسنے یون کیا پردہ
بنایا درمیان اک پردۂ دیوار دامن سے

وہی زیبا ہی اوسکے واسطے جو قطع ہی جسکی
نکل سکتا ہی کوئی آستین کا کار دامن سے

اب ہو نکو شش جہت مین ہفت دریا لوگ کہتے ہین
گرے تھے اشک کے قطرے مرے دو چار دامن سے

پھرون کیونکر نہو ہوئے کو سون مین اپنی نور وحشت سے
اگر بندھ جائے میرے دامن کہسار دامن سے

سوزیون کو حق نے دی آنکھین کہ تا لاوین بلا
عین حکمت تھی کہ معدوم البصر عقرب بنے

عشق ہے ذوق وہ کافر کہ جسکے ہاتھ سے
شیخ صنعان سا مسلمان نہ بد تر بنے

کچھ نہین چاہیے تجہیز کا اسباب مجھے
عشق نے کشتہ کیا صورت سیماب مجھے

اوسنے مارا رخ روشن کی دکھا تاب مجھے
چاہیے بہر کفن چادر مہتاب مجھے

کل جہان سے کہ اوٹھا لائے تھے احباب مجھے
لیچلا آج وہین پھر دل بیتاب مجھے

چمن دہر مین جون سبزۂ شمشیر ہو نمین
آب کی جا سے دیا کرتی ہے زہراب مجھے

مین وہ مجنون ہون کہ مجنون بھی ہمیشہ خط مین
قبلہ و کعبہ لکھا کرتا تھا القاب مجھے

جوہرے واقف جوہر ہین وہ رکھتے ہین عزیز
تیرہ بختی مین بھی جون تیغ سیہ تاب مجھے

کنج تنہائی مین دیتا ہون دلاسے کیا کیا
دل بیتاب کو مین اور دل بیتاب مجھے

ق
مین نہ تڑپا جو دم ذبح تو یہ باعث تھا
کہ رہا مد نظر عشق کا آداب مجھے

ورنہ وہ شوخ کہ جو گل سے بھی نازک ہو سوا
لیوے اسطرح سے زانو کی تلے داب مجھے

ہو گیا جلوۂ انجم مری آنکھون مین نمک
کیونکہ آئی شب ہجران مین کہو خواب مجھے

غزل اول ناتمام

لیتے ہی دل جو عاشق دلسوز کا چلے
تم آگ لینے آئے تھے کیا آئی کیا چلے

اے غم مجھے تمام شب ہجر مین نکھا
رہنے دے کچھ کہ صبح کا بھی ناشتا چلے

بل بے غرور حسن زمین پر رکھے نہ پانون
مانند آفتاب وہ بے نقش پا چلے

کیا لیچلے گلی سے تری ہم کہ جون نسیم
آئے تھے سر پہ خاک اوڑانے اوڑا چلے

آبلے ہاے سینہ جو خیمے سے دکھلائی دیتے ہین
مزرعۂ دل پر میرے اک غم کا آکر لشکر ہے

ہوئے ہو دل کے ٹکڑے ہم ہمارا کیون نہ شہید دشت بلا
در پے اسکے شامیانہ کا وہ زلف معنبر لشکر ہے

موذی کو ہے شکست کو ایذا کیونکہ نہ دیوین جمع ضعیف
دشمن مار زخم رسیدہ مور کا اکثر لشکر ہے

کعبہ کو تو بیہ خدا ہی رکھے آج کہ جوش ابر مین
اک اصحاب الفیل کا سایہ دوش ہوا پر لشکر ہے

مین ہون شاہ کشور غم مون یارون جسکے ساتھ سدا
جوش اشک کی دولت سے جون موج سمندر لشکر ہے

گاہ ہجوم یاس مین ہے دل گاہ ہجوم حسرت مین
ہے یہ مرد سپاہی پیشہ پھرتا لشکر لشکر ہے

خال چشم جانان کا مژگان سے تجمل دیکھو تو
اوترا پشت پہ مچھلی کے کتنا لیکر سکندر لشکر ہے

ہووے امام برحق پیدا ذوق اگر تو دیکھ ابھی
ہوتا گرد اسلامیون کا جون سبحہ گوہر لشکر ہے

میری خاکستر اوڑی تھی جس سے گردون سب بنے
اوسمین کچھ اخگر جو باقی تھی سو وہ کوکب بنے

دل کو رکھدون اوس دم شمشیر پر گر ڈھب بنے
تا یہ قربانی صراط عشق پر مرکب بنے

خال ہی خورشید روئے پر تمہارے جب بنے
تیرہ بختان محبت سوختہ کوکب بنے

عشق تعلیم نیاز و ناز یکجا کیونکہ ہو
گر نہ مجنون آنکر لیلی کا ہم مکتب بنے

جو نہون عقدے کبھی جون غنچۂ تصویر وا
وائے قسمت وہ ہمارے عقدۂ مطلب بنے

ہے سیہ کاری سے نامہ یا تلک اپنا سیاہ
روز محشر سر پہ پڑے گر سایہ اوسکا شب بنے

سرمۂ چشم کواکب کیا بنے ہے دود آہ
ایسا کاجل ہے کہ جس سے اوسکا خال لب بنے

صحبت عیسی بنائے خر کو انسان کسطرح
تربیت سے واقعی نااہل دانا کب بنے

ہجر مین عاشق جو تیرا مضطرب احوال ہی
لوح تربت پر بھی لکھا سورۂ زلزال ہی

صبح شب حیا اتھا کف پا مین تمھارے خال ہی
لیکن اب دیکھا سویدا ہی دلِ پامال ہی

ابر یہ رو تن رو چکا پر سوزِ غم سے اب تلک
خاک میرے ڈھیر کی اوڑتی مین جیسے رال ہی

میرے دودِ آہ سے یا تنگ زمانہ ہی سیاہ
آفتابِ آسمان زنگی کے مُنھ کا خال ہی

مین وہ مجنون ہون کہ میرا کاغذِ تصویر بھی
مثلِ عیدی باعثِ خوشنودیِ اطفال ہی

جب سے ہی دل مین کسیکی نوک مژگان کا خیال
نشترِ زنبور ہی تن پر مرے جو بال ہی

جوشِ گریہ کا مرے تم کچھ نہ پوچھو ماجرا
چادرِ آبِ روان مُنھ پر مری رومال ہی

دل یہ ہون گرداغِ سوزانِ عشق مین لی ہی کوہکن
پھر تو خسرو کا بھی گنجِ سوختہ کیا مال ہی

کھاؤ نمین ہیرا جو اُس بن کیونکہ دل ٹکڑے نہو
جور گر پان ہی وہ مجھکو شیر کا سا بال ہی

ہین جہان مدفن تمھارے کشتگانِ زلف کے
نخل کی جا بید مجنون ہی وہان یا جال ہی

شوخ قاتل کو مری کیا چاہیے ہی رنگ پان
خون اعجاز مسیحا لب اوسکا لال ہی

بسکہ ہی نوروز اپنا آفتابِ بادہ سے
دورِ ساغر ہمکو ساقی گردشِ یکسال ہی

کھل گیا مضمون شکستِ دل کا بن خط کے پڑھے
نامہ بر کا اسقدر اپنے شکستہ حال ہی

ہی اسیرانِ محبت کی بلا سینہ مین آگ
شعلۂ جوالہ سان طوقِ گلو تک لال ہی

ہوتے ہین اعضاے بوسیدہ تصور سے جدا
کھینچی تصویرِ مجنون کی ترے اشکال ہی

روزِ محشر سی کئی دن دیکھنے کو چاہیین
گر یہی اے ذوق طولِ نامۂ اعمال ہی

موے سر مارانِ سیہ کا ایک سراسر لشکر ہے
مانگ جو ہی اک مارِ سپید اوس لشکر کا سر لشکر ہے

بلا سے آپ نہ آئین پر آدمی اونکا
تسلی آکے مجھے وقت اضطراب تو دے

صبا بگولہ بنے اس اسیر زلف کی خاک
کہ بعد مرگ بھی معلوم پیچ و تاب تو دے

بلا سے کم نہو گریہ سے میرا سوز جگر
بجھا پر اونکے ذرا آتش عتاب تو دے

شکار بستۂ فتراک کو ترے مقدور
ہوا نہ یہ بھی کہ بوسہ سر رکاب تو دے

نشے مین ہوش کسے جو گنے حساب کری
جو تجھکو دینے ہین بوسے بلا حساب تو دے

جواب نامہ نہین گر تو رکھدو نامۂ یار
جو پوچھین قبر مین عاشق ہی کچھ جواب تو دے

رکھے ہی حوصلہ دریا کب اہل ہمت کا
نہین یہ آنا کہ بھر کاسۂ حباب تو دے

خنک دلون کی اگر مشت خاک دوزخ مین
پڑے تو واقعی اکبار آگ داب تو دے

پہونچ رہونگا سر منزل فنا ای ذوق
مثال نقش قدم کرنی پا تراب تو دے

کب حق پرست زاہد جنت پرست ہے
حورون پہ مر رہا ہی یہ شہوت پرست ہی

دل صاف ہو تو چاہیی معنی پرست ہو
آئینہ خاک صاف ہی صورت پرست ہی

درویش ہی وہی جو ریاضت مین چست ہو
تارک نہین فقیر بھی راحت پرست ہی

جز زلف سوجھتا نہین ای مرغ دل تجھے
خفاش تو نہین ہی کہ ظلمت پرست ہی

دولت کی رکھ نہ مار سر گنج سے امید
موذی وہ دیگا کیا کہ جو دولت پرست ہی

عنقا نے گم کیا ہی نشان نام کے لیے
گم گشتہ کون کہتا ہی شہرت پرست ہی

یہ ذوق مَی پرست ہی یا ہی صنم پرست
کچھ ہی بلا سے لیک محبت پرست ہی

زخم دل پر کیون مرے مرہم کا استعمال ہی
مشک گر مہنگا ہی تو کیا نون کا بھی کال ہی

اگر دل کو نکالا چیر کر پیکان تو رہنے دو
کہ عاشق اپنے پہلو مین اسیکو دل کی جا سمجھے

کرے آہِ رسا میری جو سیرِ عالمِ بالا
فلک کو بھی یونہین اک آبلہ سازِ پا سمجھے

سنسے ہی زخمِ دل تدبیر پر جراح کی کہدو
انھین ٹانکے نہ سمجھے خندۂ دندان نما سمجھے

محبت سے ذرا گر موم ہوا اوس دشمن کا دل
دلِ شکستہ میرا اپنے حق مین مومیا سمجھے

عدو آیا ہی بنکر نامہ بر لکھا نصیبون کا
کرینگے لیکے خط کیا مدعی سے مدعا سمجھے

مجھے آتا ہی رشک اوس ندمی آشام پر ساقی
نہ جو دعٔ ماکدر جانے نہ جو خذ ما صفا سمجھے

نہ آیا خاک بھی رستہ سمجھ مین عمرِ رفتہ کا
مگر سمجھے تو داغِ معصیت کو نقشِ پا سمجھے

خبر سنتے ہی قاصد سے ہوے ہم بیخبر بالکل
ترے پیغام کو گویا کہ پیغامِ قضا سمجھے

نحوست بھی سعادت ہو گئی سودے مین لفونکے
گلیمِ تیرہ بختی سر پہ ہم ظلِ ہما سمجھے

کشادہ کار ہے ہمنے پیچ تقدیر کو سونپا
خرد کی تیز ناخن ناخنِ انگشتِ پا سمجھے

بلا اوس زلف کی مصرع مین ہی مضمون پیچیدہ
اوسی سے یہ کھلی جو معنیِ ناز و ادا سمجھے

ہوائی زلف کو چھیڑا اور اپنا دل لرزتا ہی
کہین ایسا نہو وے ہمسے وہ کافر ادا سمجھے

سمجھ ہی مین نہین آتی ہی کوئی بات ذوق اسکی
کوئی جانے تو کیا جانے کوئی سمجھے تو کیا سمجھے

کہا تشنہ لب کہون ساقی کہ لا شراب تو دے
نہ دے شراب ڈبو کر کوئی کباب تو دے

بجھیگا سوزِ دل اے گریہ پل مین آب تو دے
وگرنہ آگ مین دینا یونہین عذاب تو دے

گذر نے گریہ مرے سر سے اتنا آب تو دے
کہ سر پہ چرخ بھی دکھلائی جون حباب تو دے

کھلے ہے ناز سے گلشن مین غنچۂ نرگس
ذرا دکھا اوسے تو چشمِ نیمخواب تو دے

دل کو آئینہ کے گر کردے گداز
یار اپنے گرمیِ رخسار سے

جوہر اوس سے یون اوٹھا لین جسطرح
حرفِ قرطاس غلط بردار سے

بے تمیزونکو ہو نقصانِ لطفِ ذوق
لین ہین نامِ طفل آدھا پیار سے

ترے کوچے کو وہ بیمارِ غم دار الشفا سمجھے
اجل کو جو طبیب اور مرگ کو اپنی دوا سمجھے

نگہ کیا اور مژہ کیا ہم تو دونونکو بلا سمجھے
اِسے تیرِ قضا اوسکو پرِ تیرِ قضا سمجھے

شہیدانِ محبت خوب آئینِ وفا سمجھے
بہا خون کو ہی قاتل ہین اوسیکو خونبہا سمجھے

وہی کچھ تلخکام اِس زندگانی کا مزا سمجھے
کہ جو زہرابِ تیغِ یار کو آبِ بقا سمجھے

ہر اک گردش مین سو اندازِ نازِ فتنہ زا سمجھے
فلک کو ہم کسی کافر کی چشمِ سرمہ سا سمجھے

ستم کو ہم کرم سمجھے جفا کو ہم وفا سمجھے
اور اسپر بھی نہ سمجھے وہ تو اوس بت سے خدا سمجھے

برائی ہین ہماری وہ اگر اپنا بھلا سمجھے
بُرا سمجھے بُرا سمجھے بُرا سمجھے بُرا سمجھے

تجھے اے سنگدل آرامِ جانِ مبتلا سمجھے
پڑین پتھر سمجھ پر اپنی ہم سمجھے تو کیا سمجھے

وہ ہمسے خاکسارون کو جب اپنا خاکپا سمجھے
ہم اپنی خاکساری اپنے حق مین کیمیا سمجھے

ترے کشتے جو یون خوابِ عدم سے یکبیک چونکے
مگر شورِ قیامت کو تری آوازِ پا سمجھے

نسیمِ صبح گلشن مین اگرچہ ہو دمِ عیسیٰ
ترا بیمارِ غم تجھ بن سموم جانگزا سمجھے

روان ہوتا ہے اِس بستانسرا سے کاروانِ گل
چٹکنے کو صبا غنچہ کی آوازِ درا سمجھے

نہ دی رخصت نظر کو میری جانب کیون تغافل نے
اسے بھی آپ کیا میرا ہی بختِ نارسا سمجھے

حساب اصلا نہ پوچھے مجھسے میرے دل کے زخمونکا
حسابِ دوستان دردل اگر وہ دلربا سمجھے

واے قسمت تلخکامی ہو نصیب
ہمکو اوسکے لعل شکربار سے

کرتا ہے دستِ جنون جیب کشمکش
جی اولجھتا ہے نفس کے تار سے

سنکے میری جانکنی کو کوہکن
جون صدا اولٹا پھرا کہسار سے

یہ بھی اوس نازکبدن کو بار ہو
گر کمر باندھے نظر کے تار سے

نقطۂ خال اوسکا سودا خیز ہے
پھرتے ہین اک پاٰنون ہم پرکار سے

اوٹھ چکا وہ ناتوان جو رہ گیا
دب کے تیری سایۂ دیوار سے

توبہ توبہ کہتی استغفار ہے
وقت توبہ میری استغفار سے

اپنے دامن کو بچا کر جائیو
برق میرے وادیِ پرخار سے

چاہیے بحرِ محبت مین ہمین
کشتی اوسکی تیغ لنگردار سے

اب وہ آئے جب نگہ کو ضعف سے
کم نہین مژگان کی صفِ دیوار سے

تیرے ہی پاٰنون پہ اے قاتل گرا
سر مرا اوڑ کر تری تلوار سے

اوس دہن کا نکتۂ موزون عجب
منتخب ہی مخزنِ اسرار سے

صاف اک ابرِ شفق آلودہ ہے
زلف اوسکی سرخیِ رخسار سے

خاک عاشق پر اوٹھے جاے غبار
فتنۂ محشر تری رفتار سے

ناکسون سے کیا رکین وارستگان
اولجھے کب دامن صبا کا خار سے

زلف کی قمچی سے دل ڈرتا نہین
بھوت بھاگے ہے وگرنہ مار سے

قطعہ

تو جان ہی ہماری اور جان ہی ہے سب کچھ	ایمان کی کہین گے ایمان ہی ہے سب کچھ
نگہ وہ ترک کہ جسکے نہین جفا کی پناہ	اور اوسکی آنکھ وہ کافر ہے بس خدا کی پناہ
زیادہ ہوگا توکل سے کہین بھی روزہ	کہ اسمین آیا تو روزی ہے اور نہین روزہ
لے نگاہِ مہر سے دل مست بچشمِ قہر دیکھ	گر دیے ہی جو مری تو دی نہ اوسکو زہر دیکھ

ردیف یاے تحتانی

ہین ترے رشکِ خطِ رخسار سے
دل مین آئینہ کے جوہر خار سے

شرح فرطِ حسرتِ دیدار سے
جو نگہ ہے کم نہین طومار سے

کھائے داغِ آتشین رخسار سے
کم نہین دل مرغِ آتشخوار سے

ہاتھ اوٹھاؤ عشق کے بیمار سے
کوئی بچتا بھی ہے اس آزار سے

اُنس ہے کیا دل کو تیرِ یار سے
ہے مشابہ زخم بھی سوفار سے

میرے طرزِ نالہ ہاے زار سے
ٹپکے بلبل کے لہو منقار سے

یون نگہ نکلے ہے چشمِ یار سے
مست جیسے خانۂ خمار سے

فرشِ گل پر مجھکو ہجرِ یار سے
کم نہین تارِ رگِ گل خار سے

آئینہ اوس شعلۂ رخسار سے
گرم ہے دکانِ آتش کار سے

بے نصیب اوسکے ہین گر دیدار سے
ہین دو آنکھون کو نظر کے تار سے

مارے گر سیلی وہ زلفِ پُر عرق
جھڑ پڑین دندانِ دہانِ مار سے

خنجرِ موجِ تبسم سے ترے
گلکہ چمن مین ہین جگر افگار سے

پایا ذرا اثر نہ کہین رات بھر بھرے
سر مارتے یہ آہ سپہر کہن کے ساتھ

اللہ ری لاغری کہ ترے ناتوان کی نعش
اوڑتی پھری ہی بوے عبیر کفن کے ساتھ

دوزخ مین بھی پڑین تو نہ سیدھے ہون کج سرشت
آتش مین پیچ و خم ہین رسن کے رسن کے ساتھ

گندم ہے سینہ چاک فراقِ بہشت مین
آدم کو کیا نہو گی محبت وطن کے ساتھ

اللہ رہی تاب حسن کہ اوسکا دُرِ بُلاق
چشمک زنی کرے ہی سہیل یمن کے ساتھ

وحشت گئی نہ بعد فنا بھی مرا غبار
باتین کرے ہی سقف سپہر کہن کے ساتھ

تیرسے بلاکش اژدرِ دوزخ کو کھینچ لین
ایک سے آتشین کمند دلِ شعلہ زن کے ساتھ

ممکن نہین ہی ذوق علائق سی چھوٹنا
جبتک کہ روح کو ہی تعلق بدنکے ساتھ

جنون کی جیب دری پر ہین خوب چلتے ہاتھ
سلوک سینے سی بھی کچھ تو کرلے چلتے ہاتھ

ملا جو غیر نے عطر اوسکو وان تو رشک سے یان
لکیرین مٹ گئین ہاتھونکی ملتے ملتے ہاتھ

نہ آیا گور پہ میری وہ بیوفا ورنہ
گلے لگانے کو تربت سے بھی نکلتے ہاتھ

جو چھیڑے برق کے شعلہ کو تیرا سوختہ جان
تو وہ کہے کہ لگا تو نہ جلتے جلتے ہاتھ

فقیر وجد مین گر ہاتھ اوٹھائے عالم سے
تو پہونچے عرش پہ وہ کود کود اچھلتے ہاتھ

مریض سوز محبت کی دیکھتا گر نبض
تو پھر طبیب کے بھی آبلون سے پھلتے ہاتھ

کوئی جو کام ہو پیری مین کسطرح ہو ذوق
نہ اب ہین پائون سنبھلتے نہ ہین سنبھلتے ہاتھ

متفرقات ردیف ہاے ہوز

رقعہ چوری سی اوسے بھیجا ہی انجان کے ہاتھ
کیسی رسوائی ہی پڑ جائے جو دربان کی ہاتھ

دیگر

ای ذوق وقت نالے کے رکھ لے جگر پہ ہاتھ
ورنہ جگر کو روئیگا تو دھر کے سر پہ ہاتھ

مین ناتوان ہون خاک کا پروانہ کے غبار
اوٹھتا ہون رکھکے دوشِ نسیمِ سحر پہ ہاتھ

خط دیکھے دل مین تھا کہ زبانی بھی کچھ کہے
پر اوسنے رکھدیا دہنِ نامہ بر پہ ہاتھ

کھاتا ہی اِس مزے سے غمِ عشق میرا دل
جیسے گرسنہ مارے ہی حلوائے تر پہ ہاتھ

جون نبض شاخہ تونہ جلا او نگلیان طبیب
رکھ رکھ کے نبضِ عاشقِ تفتہ جگر پہ ہاتھ

اے شمع ایک چور ہے بادِ نسیم صبح
مارے ہی کوئی دم مین تری تاج زر پہ ہاتھ

چھوڑا نہ دل مین صبر نہ آرام نہ شکیب
تیری نگہ نے صاف کیا گھر کے گھر پہ ہاتھ

قاتل کبھی نہ تونے اُٹھائے ہزار حیف
اکثر ہزار کشتۂ تیغِ نظر پہ ہاتھ

جو دیکھی اوسکو تھام کر دل بیٹھ جائے ذوق
جب ناز سے کھڑا ہو وہ رکھکر کمر پہ ہاتھ

ہوش و خرد گئے نگہِ سحر فن کے ساتھ
اب جو ہی اپنی بات سو دیوانہ پن کے ساتھ

ہی اونکی سادگی بھی تو کس بھین کے ساتھ
سیدھی ہی بات بھی ہی تو اک بانکپن کے ساتھ

روز افتین نئی ہین دلِ پر محن کے ساتھ
جب دیکھو زخم تازہ ہی زخمِ کہن کے ساتھ

یاد آگیا ترا قدِ رعنا جو باغ مین
کیا کیا لپٹ کر روئے ہین سرو چمن کے ساتھ

وحشی کو ہمنے دیکھا اوس آہوے نگاہ کے
جنگل مین پھر رہا تھا قلانچین ہرن کے ساتھ

ناخن نہ دی خدا تجھے اے پنجۂ جنون
ٹکڑے اوڑا دی جسم کے تو پیرہن کے ساتھ

افسردہ دل کیواسطے کیا چاندنی کا لطف
لپٹا پڑا ہے مُردہ سا گویا کفن کے ساتھ

ہی نکہتِ ریحان کا دماغ اب کسی تجھ بن — آتا ہی مرا ناک مین دم اور زیادہ

جو پیٹ کے ہلکے ہین پچے بات کب اونسے — روکین تو اپھر جائے شکم اور زیادہ

مہمیز سرِ خار سے نکلا سرِ صحرا — کچھ توسنِ وحشت کا قدم اور زیادہ

صیدِ دلِ عاشق مین ہی مصروف وہ کافر — بیخوف ہین اب صیدِ حرم اور زیادہ

گر سرمہ کرے خاک خرابات کو صوفی — سوجھین اوسے پھر لوح و قلم اور زیادہ

اے خنجرِ خونخوار نہ پرسش مین کمی کر — ہان تجھکو مرے سر کی قسم اور زیادہ

کیا قہر ہے جتنا کہ وہ چاہت سے رکے ہی — اتنا ہی اوسے چاہتے ہین ہم اور زیادہ

چالیس قدم ساتھ وہ تابوت کے آئے — کیا ہو جو اوٹھین چند قدم اور زیادہ

سرعت ہی ابھی نبض مین جون موجِ رمِ برق — کیا ہوگا جو ہوگی تپِ غم اور زیادہ

کہتا ہی مرا شوقِ جراحت کہ صد افسوس — اوس تیغِ دو دم مین نہین خم اور زیادہ

کیون مین نے کہا تجھسا خدائی مین نہین اور — مغرور ہوا اب وہ صنم اور زیادہ

کہتا ہی گلے لگ کے مرے وہ دمِ خنجر — لے عشق کا بھر اوسکے تو دم اور زیادہ

اس عاشقِ بیچارہ کا ہی آج برا حال — گریے سے ہے آنکھون پہ ورم اور زیادہ

بیٹھے سرِ بستر پہ پڑا پاؤن کہانتک — بس پاؤن نہ پھیلا شبِ غم اور زیادہ

ہی باغِ جہان مین تجھے گر ہمتِ عالی — کر گردنِ تسلیم کو خم اور زیادہ

لیتے ہین ثمر شاخِ ثمر ور کو جھکاکر — جھکتے ہین سخی وقتِ کرم اور زیادہ

جو کنجِ قناعت مین ہی تقدیر پہ شاکر — ہی ذوق برابر و نہین کم اور زیادہ

گر شرحِ جنون کیجیے رقم اور زیادہ
ہو چاک ابھی جیبِ قلم اور زیادہ

دیتا ہے وہ دلہا زجو دم اور زیادہ
شیشے کی طرح پھولتے ہیں ہم اور زیادہ

گھبرانا جو یاد آیا ترا ہو کے ہم آغوش
گھبرانے لگا سینہ میں دم اور زیادہ

کچھ کی رقمِ شوق نے تاثیر جو پیدا
اوٹھنے لگا قاصد کا قدم اور زیادہ

لذت سے محبت کی ہے ہر زخمِ جگر کو
ذوق نمک دردو الم اور زیادہ

کرنے کو سیہ نہ ورقِ چرخ کو اے دل
نالے سے نہین کوئی قلم اور زیادہ

کیا ہو ویگا دو چار قدح سے مجھے ساقی
مین لونگا ترے سر کی قسم اور زیادہ

گر میری طرح دوش پہ ہو بارِ محبت
ہو پشتِ فلک مین ابھی خم اور زیادہ

دشمن کی نجا سیدھی نگاہون پہ کہ جو تیغ
سیدھی ہے تو اک اوسمین ہے خم اور زیادہ

ہو جسکو پس از مرگ بھی یادِ دہنِ تنگ
تنگ اوسکو کرے کنجِ عدم اور زیادہ

اوس زلف کی مارے کی اگر خاک کو چاٹے
پیدا ہو افعی مین ہو سم اور زیادہ

اوس شوخ ستمگر کو مری مرگ سے تشویش
ہے زہر نہ کھاتا مجھے سم اور زیادہ

ہستیِ تنک مایہ نے کچھ چپو نکا ہے ایسا
اُبھرے ہے حبابِ لبِ یم اور زیادہ

وہ دل کو چرا کر جو لگے آنکھ چرانے
یارونکا گیا اونپہ بھرم اور زیادہ

ہے سوزِ محبت سے مری خاک مین گرمی
کیونکر نہ اوٹھائے وہ قدم اور زیادہ

دکھلائے جو وہ صید فگن چشم کی شوخی
ہو آہو رم دیدہ کو رم اور زیادہ

ہے روغنِ اخلاف مرے گریہ مین چشم
بھڑکے ہے جو یون آتشِ غم اور زیادہ

تم سی ملکر نہ غرفہ سے نکالا منہ کرو	ورنہیں گرمانتے تو جاؤ کالا منہ کرو
یا تو پاس دوستی تجھکو بت بیباک ہو	یا مجھی کو موت آجائے کہ قصہ پاک ہو
منزل گم گشتگان بالکل الگ دنیا سے ہو	آسمان بھی ہو اگر وہان بیضۂ عنقا سے ہو
اشکباری مری مژگان کی ذرا دیکھیں تو	کتنے پانی مین ہین فوارے بھلا دیکھین تو
جتنا ہی نمک تم مرے زخمون مین کھپاؤ	پلکون سے اوٹھاؤ گے نہ ہاتھون سے گراؤ
ترے بیمار کو گر اپنے جینے کی تمنا ہو	فلک پہ سنکے ہنستے ہنستے شادی مرگ عیسیٰ ہو
چرخ ضدی ہی کوئی ضد نہ ڈالے اوسکو	گرسے عود کو غرقی تو جلائے اوسکو
خبر گر جنگ نوفل کی تو مجنون اہل ہامون کو	کبا وہ تا صبا پہنچوا اسے شاخ بید مجنون کو
عبث تم اپنا رکاوٹ سے منہ بناتے ہو	وہ لب پہ آئی ہنسی دیکھو مسکراتے ہو
جاتے ہین اب تو کوے بت لاالہ خام کو	اپنا تو بس سلام ہے دار السلام کو
سکے ایک جب سن لے انسان دو	کہ حق نے زبان ایک دی کان دو

ردیف ہای ہوز

مرتے ہین ترے پیار سے ہم اور زیادہ	تو لطف مین کرتا ہے ستم اور زیادہ
دین کیونکہ نہ وہ داغ الم اور زیادہ	قیمت مین بڑھے دل کی درم اور زیادہ
ساتھ اپنے ہے اب فوج الم اور زیادہ	کر تو بھی بلند آہ علم اور زیادہ
تیز اوسنے جو کی تیغ ستم اور زیادہ	مشتاق شہادت ہوے ہم اور زیادہ
سر کٹ کے سرافراز ہین ہم اور زیادہ	جون شاخ بڑھے ہوکے قلم اور زیادہ

ترا مجنون تفتہ دشت مین آتش قدم گر ہو
جلا دے زیر پا گر خار مژگانِ سمندر ہو

بچائے حق تعالیٰ اوس یزیدِ رند مشرب سے
کہ خون سیّد کا جس بیرحم کو خونِ کبوتر ہو

رہائی قتل پر موقوف ہو گر ہم اسیرون کی
روانی تیغ کی پابستۂ زنجیر جوہر ہو

ڈبو دین گر سبکدوش آشنا کو اپنی صحبت مین
تو آہن ساتھ کیون لکڑی کہ دریا مین شناور ہو

کوسون کیا تنگی زمانے کو
کہ نہین جا ہے سر اوٹھانے کو

قصد کعبے کا تھا پھرے اولٹے
چوم کر اوسکے آستانے کو

تو مکدر نہو تو عشق مین ہم
ایک آندھی ہین خاک اوڑانے کو

نہ یا تنک لاغری ہے اس تری بیمار کے تن کو
عجب کیا ہے جو سمجھے طوق گردن چشم سوزن کو

زیادہ ہوتا ہے پیری مین فربہ نفس امارہ
یہ بالون کی سپیدی شیر ہے اس مارِ رہزن کو

کمندِ نام و شہرت کھینچ لاتی ہے عدم سے بھی
لپٹ کر مثلِ طوقِ فاختہ عنقا کی گردن کو

ہجوم آور جو آنکھو مین ترا شوقِ تماشا ہو
تو شاخِ ہر ثمرہ سے چشم نرگس وار پیدا ہو

سگِ دنیا پس از مردن بھی دامنگیرِ دنیا ہو
کہ اوس کتے کی مٹی سے بھی کتا گھانس پیدا ہو

تصور کس طرح بھولے ترا اِس چشم گریان کو
مکالی مینہ برستے مین کوئی کیا گھر سے مہمان کو

نکالون کس طرح سینے سے اپنے تیر جانان کو
نہ پیکان دل کو چھوڑے ہے نہ دل چھوڑے ہے پیکان کو

تھرا دیا جلوے نے ترے چشم صنم کو
چکرا دیا غمزے نے ترے طوفِ حرم کو

کیا پوچھتا ہے تو عملِ بغض و محبت
چلتا ہوا تعویذ سمجھ نقشِ درم کو

دیکھا دمِ نزعِ دلِ آرام کو
عید ہوئی ذوق دمِ شام کو

تا ہر لب زخم حسرت اپنا ہجر کی رات نمکچش ہو
گر کلکِ آہ کو پھیرون مین تو سرمۂ دودِ دل سے پھر
شب صفحہ ماہِ منوّر کا جون سینۂ باز منقش ہو
جب ضعف سے مجھکو غش آیا تو طنز سے کیا وہ کہتا ہی
بس غش نہ کرو معلوم ہوا کچھ مرنے پر تم حد غش ہو
اک خون کا دریا جذب کیا ہے خاکِ کوے قاتل نے
ہان دفن کو ایسے کشتون کے ایسی ہی زمینِ دلکش ہو
اس بحر مین کیا برجستہ غزل ای ذوق یہ تمنے لکھی ہے
ہان وزن کو جسکے سنکر شادان روح خلیل و اخفش ہو

دن کٹا جائیے اب رات کدھر کاٹنے کو
جب سے تو پاس نہین دوڑے ہے گھر کاٹنے کو
ہاے صیاد تو آیا مرے پر کاٹنے کو
مین تو خوش تھا کہ چھری لایا ہے سر کاٹنے کو
اپنے عاشق کو نہ کھلواؤ کنی ہیرے کی
اوسکے آنسو ہی کفایت ہین جگر کاٹنے کو

بجا کہے جسے عالم اوسے بجا سمجھو
زبان خلق کو نقارۂ خدا سمجھو
نفس کی آمد و شد ہے نماز اہلِ حیات
جو یہ قضا ہو تو اے غافلو قضا سمجھو
پڑہی کتاب کے قصو تمہین کیا کرو دل صاف
جو دل ہو صاف بہ از روضۃ الصفا سمجھو
ہنسے جو وہ مرے رونے پہ توصفِ مژگان
نہ سمجھو تم اسے دیوار قہقہا سمجھو

اثر ہے وہ مری وحشت کا تپھر جس سے مضطر ہو
نگین پہ نام گر لکھدون نکلکر گھر سے باہر ہو

جس ہاتھ مین خاتم لعل کی ہے گر او سمین زلفِ سرکش ہو
پھر زلف بنے وہ دستِ موسیٰ جسمین اخگر آتش ہو
اے قاتل حلق بریدہ سے اک شعلۂ دل جو سرکش ہو
تو روشن حلقۂ جیب سے اپنے دیکھ تنور آتش ہو
ہو تیرا اسیر روزِ صبح ہجران بِ مجھسے رخصت مہوش ہو
کیون کھینچون آہ کہ خور بھی پنہان زیر دودِ آتش ہو
لبریز شرابِ ناز دکھا تو ساغرِ چشم کافر کو
تا زاہد پاک ملوث ہو تا صوفیِ وکمش میکش ہو
تم وہ وہ زخم دل پر میرے کرتے ہو دکھلانے کو
پر برشِ تیغِ ناز سے اپنے دل مین کرتے غشغش ہو
دل نخل مین قد کے جون زکریا چھپ کر چشمِ کافر سے
اب آرۂ جنبشِ ابرو سے کیونکر نہ بزیر کشاکش ہو
لبیک واذان ناقوس وجرس یا خندۂ قلقل نالۂ نے
دل کھینچنے مین ہان کوئی ہو پر ایک نواے دلکش ہو
بن تیرے گھر کے آرائش دشمنِ جان ہو عاشق کے
محراب طاق کمان بنجاے دستۂ نرگس ترکش ہو
مانند کمان چرخ پر انجم حق نے بنایا اس خاطر

تمنا نہین ہو کہ امدادِ دل کو تپش کا صلہ ہو کہ مُزدِ قلق ہو

یہی حق ہو قاتل اگر حق دلائے یہ بسمل تری پانون پر جان بحق ہو

کتابِ محبت مین ای حضرتِ دل بتاؤ کہ تم لیتے کتنا سبق ہو

کہ جب آنکے تمکو دیکھا تو وہ ہی لیے دستِ افسوس کے دو ورق ہو

کرو دونون آنکھون کے طبقے یہ روشن کہ ہوا یک رشکِ مہِ چاردہ تم

سُنا ہے کہ تم نور سے اپنے کرتے منور بیک جلوہ چودہ طبق ہو

یہ کشتون کا ادس مانگ کے یان پتا ہو کہ اُن تیرہ بختون کو مرقد پہ کوئی

اگر سنگِ موسیٰ کا تعویذ رکھدی تو رکھتے ہی بس درمیان سے دو شق ہو

مری زندگی تھی ابھی اے ستمگر مسیحائی جو کر گئی تیری ٹھوکر

کہ ٹھکرایا تو نے تو یون تھا سمجھکر نکلجاے جان کچھ جو سدِّ رمق ہو

اگر رشکِ گلشن نہو مجھسے باہم تو گلشن مین ہو وے یہ بیستی کا عالم

چٹکنا ہو غنچون کا آوازِ ضیغم چمن مجھکو اک وادیِ لق و دق ہو

اگر زخم سینے سے پھاہا اوٹھاؤن تو خورشیدِ محشر کو تپ ہی چڑھاؤن

وگر پنبۂ داغِ دلکو دکھاؤن تو صبحِ قیامت کا مُنھ دم مین فق ہو

یہ بحر و قوافی غزل کے بدلکر رقم اک غزل کر کہ ای ذوق جسمین

نہو لفظ مغلق نہ تعقید مطلق جو فی الجملہ کچھ ہو تو مضمون ادق ہو

غزل دیگر

ناخن نہ دے خدا تجھے اے پنجۂ جنون
دیگا تمام عقل کی بخیہ ادھیڑ تو

عمرِ رواں کا توسنِ چالاک اسلیے
تجھکو دیا کہ جلد کرے پانسے ایڑ تو

اے زاہدِ و درنگ نہ پیر آپ کو بنا
مانندِ صبحِ کاذب ابھی ہے ادھیڑ تو

اس صید مضطرب کو تامل سے ذبح کر
دامان و آستین نہ لہو مین لتھیڑ تو

جو سوتی بھیڑ باعثِ غوغا جگائی پھر
دروازہ گھر کا اوس سگِ دنیا سے بھیڑ تو

مرجائیگا جو تیر اگرفتار دامِ زلف
تربت پہ اوسکے جال کا پائیگا پیڑ تو

یہ تنگناے دہر نہین منزلِ فراغ
غافل نہ پانون حرص کے پھیلا سکیڑ تو

آوارگی ہے کوی محبت کی ہاتھ اوٹھا
اے ذوق یہ اوٹھا نہ سکیگا کھکھیڑ تو

موت ہی سے کچھ علاجِ دردِ فرقت ہو تو ہو
غسلِ میت ہی ہمارا غسلِ صحت ہو تو ہو

ہو تو ہو آباد کیونکر یہ خراب آباد دل
عشق غارتگر اگر دنیا سے غارت ہو تو ہو

کہتے ہین شورِ قیامت جسکو وہ ہی چشمِ یار
تیرے مستون کی صفیرِ خوابِ غفلت ہو تو ہو

گر پڑے ہی آگ مین پروانہ سا کرمِ ضعیف
آدمی سے کیا نہو لیکن محبت ہو تو ہو

انتظارِ یار مین جو چشم ہو جاے سفید
مردمک اوسمین کہان ہو داغِ حسرت ہو تو ہو

آدمیت سے ہے بالا آدمی کا مرتبہ
پست ہمت یہ نہو ادر پست قامت ہو تو ہو

اب زبان پر بھی نہین آتا کبھی الفت کا نام
اگلے مکتوبون مین کچھ رسمِ کتابت ہو تو ہو

آج اک بگڑی ہوئی تھی میکدہ مین رہنِ مے
ذوق وہ تیری ہی دستارِ فضیلت ہو تو ہو

ہم وہ ہین رند کہ اس عالم پیری مین بھی ہے
انس میخانے سے جون پنبۂ مینا ہمکو

سنگدل تم ہو مین ان اب گو ہین بھی بھاری ہین
ہے سوم مین ترے آنیکا جو دھڑکا ہمکو

تو ہنسی سے نہ یہ کہہ مرتے ہین ہم بھی تمپر
مار ہی ڈالیگا بس رشک ہمارا ہمکو

پھرتے ہی آنکھ کے پھیرینگے گلے پر خنجر
ہو چکا آپکا معلوم ہے ایما ہمکو

گرمی تپ سے ہوا سوزدروں جو افشا
آگیا مارے خجالت کے پسینا ہمکو

حسرت اے خواری وحشت کہ گریبان کا تار
ہوگیا ضعف سے تار رگ خارا ہمکو

کھانے پینے کی قسم کھائی ہے تجھ بن ہمنے
ورنہ ہے زہر تو ہر طرح گوارا ہمکو

نہ اوٹھین شور قیامت سے بھی وہ مست ہین ہم
کہے جبتک کہ نہ قم قم لب مینا ہمکو

ہم تبرک ہین بس اب کرلے زیارت مجنون
سر پہ پھرتا ہے لیے آبلۂ پا ہمکو

وصل کا اوسکے تصور جو بندھا رہتا ہے
تو مزے ہجر مین بھی آتے ہین کیا کیا ہمکو

واہ قسام ازل صدقے ہم اس قسمت کے
جام عشرت اوسے اور داغ تمنا ہمکو

دل مین نشتر نگہ یار کا آہی کھٹکا
وہی پیش آیا جو مدت سے تھا کھٹکا ہمکو

قطعہ

دہی ہر طرح سے ہے صیدی کی کبوتر کیطرح
ہاتھ سے اوس بت بیدرد کی ایذا ہمکو

صید ہی ہین نہ فقط ذبح کا کچھ قصد رہا
صلح بھی ٹھہری تو پھڑکا ہی کی چھوڑا ہمکو

ذوق بازیچہ طفلان ہے سراسر تو نہین
ساتھ لڑکون کے پڑا کھیلنا گویا ہمکو

رند خراب حال کو زاہد نہ چھیڑ تو
تجھکو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو

ذبح کیون کرتے ہی فتراک سے باندھا ہمکو
چھوڑ ہوتے نہ تڑپ کر ابھی ٹھنڈا ہمکو

دل شکستہ مگر اوس یار نے سمجھا ہمکو
خط بھی جو خط شکستہ ہی سے لکھا ہمکو

باعث رشک ہوا عشق ہمارا ہمکو
تجھے بن دیکھے ہی غش جسنے کہ دیکھا ہمکو

کر دیا گریہ نے آخر سبک ایسا ہمکو
لیگئے اشک بہا جون کف دریا ہمکو

اسپہ مرتے ہین کہ کیون غیر کو تونے مارا
وہ نصیب اوسکو ہوئی تھی جو تمنا ہمکو

ہے وہ ہی جنبش لبہاے جراحت پس قتل
کس لب تیغ کے بوسے کا ہے لپکا ہمکو

ہم وہ ہین گرم رو راہ وفا جون خورشید
سایہ تک بھاگ گیا چھوڑکے تنہا ہمکو

خال سرمہ کا تمہین چاہیے زیبا کش کو
اختر سوختہ ہے اپنا ہی زیبا ہمکو

یہ تو یون مضطرب اور سینہ مین لاکھون روزن
دلکا رہنا نظر آتا نہین اچھا ہمکو

نیشتر مژگان سے لہو ہوکے جگر آخر کار
ایک مدت سے اسی ٹپکے کا ڈر تھا ہمکو

خط توام سے لکھو گور پہ تاریخ وفات
کہ رہی وصل کی تا مرگ تمنا ہمکو

کون غلطیدہ تھا خاک بسر گور پہ تیرے
خواب شب بستر مخمل پہ نہ آیا ہمکو

جسکی آواز سے ہون رونگٹے سو بالکے کھڑے
وہ محبت نے دیا سلسلہ پا ہمکو

اک حلاوت ہے عداوت مین بھی اوس ظالم کی
کہ اگر زہر بھی دیتا ہے تو میٹھا ہمکو

دیکھا آخر کو نہ پھوڑے کی طرح پھوٹ بہے
ہم بھرے بیٹھے تھے کیون آنکے چھیڑا ہمکو

ٹپکے ہے بجاے عرق ہر بن مو سے پیکان
یہ ہدف کسنے کیا تیر جفا کا ہمکو

ہمسفر ہو نسکا کوئی بھی اپنا لیکن
جا وہ پہونچانے گیا تا لب دریا ہمکو

ہو سکے لاغری و ضعف کہان مانع شوق ۔ تری جانب پر پرواز ہین اعضا ہمکو

ہم گئے جسکی طرف جون گل بازی اوسنے ۔ پاس آنے نہ دیا دور ہی پھینکا ہمکو

رشک تھا اپنے نوشتے مین کہ اوس نوخط نے ۔ خط لکھا غیر کو اور بھول کے بھیجا ہمکو

ہر قدم پانو مین سر رکھتے ہین خار سر دشت ۔ ای جنون تو نے تو کانٹو مین گھسیٹا ہمکو

کرتی جون کوہ نہین ہم تو سخن مین سبقت ۔ پر وہ کچھ ہمسے سُنے گا جو کہے گا ہمکو

اپنا ہے کعبۂ مقصود فقط گوہر دل ۔ طوف گرداب صفت چاہیے اپنا ہمکو

لگ گئی آنکھ جو سوتے مین تری زلفون کے ۔ شب سیاہی نے کئی بار دبایا ہمکو

حرف تلخ اوس لب شیرین سے ہر اک بات آہ ۔ ناصحا سنتے ہین ہم کہتے تو ہی میٹھا ہمکو

خاک سے کیونکہ ہماری گل رعنا اوگے ۔ کہ کسی گل کی دو رنگی نے ہی مارا ہمکو

ایکدم عمر طبیعی ہے یہان مثل حباب ۔ فکر امروز نہ ہو نے غم فردا ہمکو

جتنے عاشق ہین ہم ایک کا ہی ایک عزیز ۔ شمع سے چاہیے ہی خون کا دعوی ہمکو

کیا ستم ہے کہ پئے قطع رہ عشق فلک ۔ ارہ سان دیتا ہے دندان عوض پا ہمکو

دل مین تھے قطرۂ خون چند سو مانند انار ۔ نرہی وہ بھی جب الفت نے نچوڑا ہمکو

ملگئین خاک مین جو صورتین ہی اونکا خیال ۔ کیون نہ فانوس خیالی ہو بگولا ہمکو

ہم وہ ہین وحشی لاغر کہ چھپا لیتی ہے ۔ زیر دامن نگہ آہوے صحرا ہمکو

ہم نہ کہتے تھے کہ ذوق اوسکی تو زلفونکو نہ چھیڑ ۔ اب وہ برہم ہے تو ہی تجھکو قلق یا ہمکو

آسمان اور وہ انسان بناتا ہمکو ۔ خاک مین تھا مگر اس ڈھب سے ملانا ہمکو

اِس بلندی پہ دیا عشق نے پہونچا ہمکو — کہ فلک آیا نظر خال سے چھوٹا ہمکو
ہم وہ مجنون ہین کہ دل اپنا ہی صحرا ہمکو — اور جون خیمۂ لیلیٰ ہے سویدا ہمکو
اوسنے خط جو قلمِ سُرمہ سے لکھا ہمکو — لکھا ایا ے خموشی ہے سویدا ہمکو
رکھ ملکدر بس اب ای چرخ نہ اتنا ہمکو — ہمنے جانا کہ کیا خاک سے پیدا ہمکو
شوق مستی مین ہے گلگشت چمن کا ہمکو — چاہیے جا ے عصا گردنِ مینا ہمکو
ہو دیگا کشتی طوفان زدہ تابوت اپنا — آگیا اپنے اگر مرنے پہ رونا ہمکو
بستگی دلکو ہی کیون اوس گرہِ زلف کی ساتھ — کیا سبب کچھ نہین کھلتا یہ معما ہمکو
ہم وہ مجنون ہین کہ گردِ رمِ آہو کیطرح — بھاگے ہے دور ہی سے دیکھکے صحرا ہمکو
کس سے تدبیر درستی ہو ہماری جون زلف — کہ شکستون سے بنایا ہے سراپا ہمکو
جا بجا نام تو جون نقشِ قدم چھوڑ گیا — خاک گم ہوکے گیا ڈھونڈنے عنقا ہمکو
اور ہمدرد کہان ہو نہوا ی حضرتِ دل — درد اب تمکو ہمارا ہو تمھارا ہمکو
پھینک کر شیشۂ دل ہاتھ سی کہتا ہی وہ مست — کیا بنایا تھا ہتیلی کا پھپولا ہمکو
اثرِ کفر ہے طاعت سے بھی اپنی پیدا — نقشِ سجدہ کا ہی پیشانی پہ ٹیکا ہمکو
نخلِ خرما کی طرح باغِ محبت مین ملا — کثرتِ زخم سے اک خلعتِ زیبا ہمکو
ایکدم تنگ وہ آئے تھی بغل مین اسپر — غمِ دوری سے کیا تنگ ہی کیا کیا ہمکو
تن سے کیا جان کہ جان اپنی نکلنی پاوے — ہو بشرطے ترے آنیکا بھروسا ہمکو
آن پہونچی سرِ گرداب فنا کشتی عمر — ہر نفس بادِ مخالف کا ہے جھونکا ہمکو

کبھی شیرین نے دل سے کوہکن نے کوہ کو کاٹا
محبت یہ نہین ہے زور بازو اسکو کہتے ہین

دنبالے سے سرمہ کی دھوان ہین تری آنکھین
کہنہ بیٹھین نہ کچھ سیف زبان ہین تری آنکھین

مری نالون سے چپ ہین مرغ خوش الحان زمانے مین
صدا طوطی کی سنتا کون ہے نقارخانے مین

سینئہ و دل پہ مرے زخم جگر ہنستے ہین
ہنسنے دو چارہ گرو ہنستے ہی گھر بستے ہین

صوفی ہو کہ ہو کیش قائل ہے دونون ہین
پر مذہب و مشرب سے غافل مرے دونون ہین

مر گئے پر بھی تغافل ہی رہا آنے مین
بیوفا پوچھے ہے کیا دیر ہے لیجانے مین

مین ہون وہ جگر خون کہ مسامات بدن سے
گر خون بھی نکالون شفقی رنگ نکالون

کہتی ہے ماہی بریان کہ دبیران قضا
داغ دیتے ہین اوسے جسکو درم دیتے ہین

جس جگہ بیٹھے ہین با دیدۂ نم اوٹھے ہین
آج کس شخص کا منہ دیکھکے ہم اوٹھے ہین

کہتے تھے آنیکو خاطر سے ہماری پرسون
ہوے برسون نہوئی پر وہ تمہاری پرسون

یہ طوق اسواسطے چھوٹا ہوا قمری کی گردن مین
کہ تھا بلبل کی قسمت کا پڑا قمری کی گردن مین

زاہد گمراہ کے کس طرح مین ہمراہ ہون
وہ کہے اللہ ہو اور مین کہون اللہ ہون

ہاے کل سب آشنا تیرے مریض عشق کے
تھے علاج ضعف دل اور ضعف تن کی فکر مین

آج گھبرائے ہوے پھرتے ہین با چشم پر آب
گاہ تدبیر لحد مین گہ کفن کی فکر مین

رخصت جو ہمسے ہو کر جاتے وہ اپنے گھر مین
گھبرا کے پہونچتے ہم وہان اونسے پیشتر ہین

ردیف واو

دانہ خرمن ہے ہمین قطرہ ہے دریا ہمکو
آئے ہے جز مین نظر کل کا تماشا ہمکو

گھر ہی کر بیٹھا ہمارے غمِ ہجران دل مین
ہمنے جانا تھا کوئی دن کا ہی مہمان دل مین

گر ترا نور نہین چشم مین کیا ہے اسمین
کہنا فیہ نظرٌ عین خطا ہے اسمین

تو نگین توڑ نہ دل کا کہ بڑی محنت سے
اسم کو مین نے ترے کندہ کیا ہے اسمین

نہ ڈال آبلہ اے گرمیِ فغان منہ مین
کہ چپکا بیٹھ رہون بھر کے گھنگنیان منہ مین

ہمارا پیکے لہو تیرے تیر کا سوفار
یہ چپ ہوا ہے کہ گویا نہین زبان منہ مین

کیون نہ لڑوائین اونھین غیر کہ کرتے ہین یہی
ہمنشین جنکے نصیبے کہین لڑ جاتے ہین

اتنے بگڑے ہین وہ مجھسے کہ اگر نام اونکا
لکھتا کاغذ پہ ہون تو حرف بگڑ جاتے ہین

اسیرِ رنج و غم مین ہون مرغِ جان بلب مین ہون
اور اوسپر ابتلک جیتا ہون مین کوئی عجب مین ہون

جو مانگون موت دردِ ہجر سے مجھکو نہین زیبا
کہ نامِ عشق لون اور اسقدر راحت طلب مین ہون

نیرنگِ کفک ہون نہ ترا فندقِ پا ہون
مین کچھ نہین لیکن ترے قدمون سے لگا ہون

مجنون مجھے سمجھے ہے چراغِ رہِ مقصود
مین ناقۂ لیلیٰ کا سراغِ کفِ پا ہون

وہ مہر تو مین تاب وہ گوہر ہے تو مین آب
نہ مجھسے جدا وہ ہے نہ مین اوس سے جدا ہون

گرمیِ وحشت بیانِ چشمِ سخنگو اسکو کہتے ہین
یہ سچ کہتے ہین سر چڑھ بولے جادو اسکو کہتے ہین

سوالِ بوسہ کو ٹالا جوابِ چینِ ابرو سے
براتِ عاشقان بر شاخِ آہو اسکو کہتے ہین

جگر اور دل کا جتنا حوصلہ تھا تل گیا سارا
نگہ کے تیر کا ہونا ترازو اسکو کہتے ہین

عدو نیش زنان ہر دم ہے میری درپئے ایذا
یہ موذی زہر کی ہے گانٹھ بچھوا اسکو کہتے ہین

جو پوچھے عقل یہ مجھسے بتا کیا نام ہے تیرا
کہون دیوانۂ چشمِ پری رو اسکو کہتے ہین

خوبرویوں سے بہت آنکھ لڑی پر افسوس — قسمت اے ذوق کہین اپنی لڑی ہی نہین

ہین نہان محوِ خود نمائی مین — سبز ہے پر خودی خدائی مین
ہو گئے اک بوسے پر ترش ابرو — بات کو ڈالتا کھٹائی مین
نہین گھبی مین وہ فرنگی زاد — ماہ ہی منزل ہوائی مین
ذوق ہی ایک رند شاہد باز — اوسکو کیا دخل پارسائی مین

ہم اپنے جذبۂ دل کے اثر کو دیکھتے ہین — وہ پہلے بزم مین دیکھین کدھر کو دیکھتے ہین
گہر کو جوہری صراف زر کو دیکھتے ہین — بشر کے دیکھنے والے بشر کو دیکھتے ہین
وہ روز ہو کہ گذرتا ہے جیسے عید کا دن — کبھی جو شکل تمہاری سحر کو دیکھتے ہین
بنا کے آئینہ دیکھے ہے پہلے آئینہ گر — ہنرور اپنے ہی عیب و ہنر کو دیکھتے ہین

اشعار متفرقات غزلیات ناتمام

ردیف نون

خط بڑھ کے اور بھی وہ ہوا پیچ و تاب مین — کیا جانین لکھدیا اوسے کیا اضطراب مین
یان لب پہ لاکھ لاکھ سخن اضطراب مین — وان ایک خامشی تری سبکے جواب مین
پی بادہ غور کی ہین ہوا ذوق جون مویز — کی توبہ سے وقوف نے ناحق شراب مین

ابکی دل لیون تو پھر اوس بت قاتل کو ندون — جان دون ہاتھ نہ آئین دونون پر دل کو ندون
چار ٹکڑے کرو دل کے کہ نہین ہو سکتا — لب کو دون رخ کو ندون زلف کو دون تل کو ندون

لگے ہیں یہ ترے ناوکِ مژگان دل مین — اتنے ہو تن پہ نہین جتنے ہین پیکان دل مین

بہ ضبطِ پیچ و تاب کہ میرے سرِ مزار
گیسوئے دودِ شمع مین بھی پیچ و خم نہین

منصوبہ مارنیکا مرے کرتے ہین حریف
اور مجھ مین مثلِ بازیِ شطرنج دم نہین

سر بازِ عشق کیلئے دار الامان کہان
محفوظ قطع سے سرِ شمع حرم نہین

غزل

گذرتی عمر ہے یون دورِ آسمانی مین
کہ جیسے جائے کوئی کشتیِ دخانی مین

روکاؤ خوب نہین طبع کی روانی مین
کہ بوئے فساد کی آتی ہے بند پانی مین

وفورِ اشک اگر سر بلوج ہوا اپنا
فلک برنگِ گلِ نیلوفر ہو پانی مین

کہانیان ہین حکایاتِ خضر و آبِ بقا
بقا کا ذکر ہے کیا اس جہانِ فانی مین

نہین خضاب سے مطلب ہمین یہ موئے سفید
سیاہ پوش ہوئے ماتمِ جوانی مین

وہ سیدھے گھر کو سدھارے اور اسکی کھوج مین ہم
پھرے بھٹکتے ہوئے کوئے بدگمانی مین

مبصرون سے کہو دیکھین چینِ ابروئے یار
کہ جوہر ایسے کہان تیغِ اصفہانی مین

ہمیشہ ہے مجھے سرمایۂ بقا مین لبتا
حباب وار ہون مین آبِ زندگانی مین

بجز نثار علی شاہ کون جانے ذوق
تری زبان کا مزہ تیری شعر خوانی مین

تو کہے غنچہ کو اوس لب پہ دھڑی خوب نہین
چپ کہ منہ چھوٹا سا اور بات بڑی خوب نہین

سامنے سے مرے ٹلتا نہین ناصح جب تک
مغز کھاتا مرا دو چار گھڑی خوب نہین

فتنہ سرکش ہی جبھی تک کہ تری آنکھون نے
دستِ مژگان سی کوئی ڈھول جڑی خوب نہین

منہ چڑھے تیغِ غمِ عشق کی کیا منہ ہے ترا
بوالہوس تجھ پہ کوئی ضرب پڑی خوب نہین

کوئی ڈھونڈھے کدھر دلکو ہجوم داغ سوزان مین
ملے کھوج ایک پروانہ کا کیا اتنے چراغان مین

کیئے ہی جائیو اے دل شکایت تشنہ کامی کی
رہے آب اوسکی جبتک تیغ مین خنجر مین پیکان مین

ہدف ہی تیر کا اوسکے گل ہر داغ دل میرا
ہمیشہ آب پیکان سے ہی شبنم اس گلستان مین

جو لذت آشنائے مرگ ہوتا خضر تو ہرگز
نہ پیتا آب حیوان ڈوب مرتا آب حیوان مین

ایضاً

آج اونسے مدعی کچھ مدعا کہنے کو ہین
پر نہین معلوم کیا کہوینگے کیا کہنے کو ہین

وصف چشم اور وصف لب اوس دلربا کا کہنے کو ہین
آج ہم درس اشارات و شفا کہنے کو ہین

ہین وہ ہم غنچونکے وا کیا جانین کیا کہنے کو ہین
شاید اوسکو دیکھکر صلِّ علیٰ کہنے کو ہین

ہین ترے ہاتھون کے قربان واہ کیا مارے ہین تیر
سب دہانِ زخم تجکو مرحبا کہنے کو ہین

وہ جنازے پر مرے کسوقت آئی دیکھنا
جبکہ اذنِ عام میرے اقربا کہنے کو ہین

ایضاً

عنقا کی طرح خلق سے عزلت گزین ہون مین
ہون اس طرح جہان مین کہ گویا نہین ہون مین

مین وہ نہین کہ تم ہو کہین اور کہین ہون مین
مین ہون تمہارا سایہ جہان تم وہین ہون مین

اوس در پہ شوق سجدہ سے فرش زمین ہون مین
مانند سایہ سر سے قدم تک جبین ہون مین

تارا سا تہ پہ ہون مین کنوین کی برنگ آب
نام آسمان پہ میرا ہی زیر زمین ہون مین

ہون طائرِ خیال نہ پر ہین نہ میرے بال
پر اوڑ کے جا پہونچتا کہین سے کہین ہون مین

ایضاً

غم نامہ اپنا صفحۂ محشر سے کم نہین
ہے شور الغیاث صریر قلم نہین

گو اضطراب دلکو بیان کرتے ہم نہین
پر جو نگاہ ہے رگ بسمل سے کم نہین

ہے لوث حب زر سے یہ دامن ہمارا پاک
گر چھینٹ بھی پڑی تو بجز درم نہین

تجھکو رسوا کریگی خوب ای دل
تیری یہ اضطراب کی باتین

جاؤ ہوتا ہی اور بھی خفقان
سُنکے ناصح جناب کی باتین

جامِ مے لب سے تو لگا اپنے
چھوڑو شرم و حجاب کی باتین

سنتے ہین اوسکو چھیڑ چھیڑ کے ہم
کس مزے سے عتاب کی باتین

دیکھ اے دل نچھیڑ قصۂ زلف
کہ یہ ہین پیچ و تاب کی باتین

ذکر کیا جوش عشق مین ای ذوق
ہمسے ہون صبر و تاب کی باتین

ہی جیمین اپنے غرۂ جوہر کو توڑ دون
آئینۂ خیال مکدر کو توڑ دون

مین کاٹ دون پہاڑ کو پتھر کو توڑ دون
پر کیونکہ غیر سے بُتِ کافر کو توڑ دون

کیا دورِ جام ہو جو کہے سر پہ دورِ چرخ
گر چاک پر پھرے تو مین ساغر کو توڑ دون

زادِ جنون مین جلد اوٹھاؤن جو مین قدم
پاے رفیق و ہمت رہبر کو توڑ دون

کیا دشمنی ہے اہلِ کرم سے کہے ہی چرخ
یا نتک جھکاؤن شاخ ثمر ور کو توڑ دون

ساقی لڑائیون سی تری چاہتا ہے جی
باہم لڑا کے شیشہ و ساغر کو توڑ دون

ق

احسان ناخدا کے اوٹھائے مری بلا
کشتی خدا پہ چھوڑ دون لنگر کو توڑ دون

ہر موج بحر عشق کو یہ بل ہے بل بے زور
کہتی ہی دست و پای شناور کو توڑ دون

نازک کلائیان مری توڑین عدو کا دل
مین وہ بلا ہون شیشے سی پتھر کو توڑ دون

چبھتا اوس مژہ کو یاد کری دل تو دلمین ذوق
نشتر چبھو کے مین سرِ نشتر کو توڑ دون

نچھوڑا تار وحشت نی ہماری جیب و دامان مین
مگر تارِ نفس سینہ مین سمجھو یا گریبان مین

اس گلستان جہان میں کیا گل عشرت نہین
سیر کے قابل ہے یہ پر سیر کی فرصت نہین

علم جسکا عشق اور جسکا عمل وحشت نہین
وہ فلاطون ہے تو اپنی قابل صحبت نہین

خواہ پھرتا ہی فلک اور خواہ پھرتی ہے زمین
پر ہمارے واسطے یان منزل راحت نہین

بسمل تیغ محبت کا لب ہر زخم دل
ہوتا وا بی شور وا ویلا و وا حسرت نہین

منھ مین گر پانی چوا وے یار اپنے ہاتھ سے
مرگ کی تلخی سے شیرین تر کوئی شربت نہین

ہے نوشتے مین تری بیمار کے صحت کہان
جسکے نسخے مین دوا کی لفظ کو صحت نہین

کھاکے زخم تیغ قاتل جو بجا لائے نہ شکر
کوئی بھی اوس سے زیادہ کافر نعمت نہین

خاک ہو کر بھی فلک کے ہاتھ سے ہمکو قرار
ایک ساعت مثل ریگ شیشۂ ساعت نہین

خانۂ ہستی کا اپنے صحن ہے دشت عدم
روز کر لیجے چہل قدمی مگر رخصت نہین

میری وحشت پانون پھیلائے تو پھر دونون جہان
ہون اگر اک عرصۂ میدان تو کچھ وسعت نہین

ایک دل اور اوسپر اتنے بار غم اللہ ری دل
اور اس طاقت پہ ایسا کوئی بے طاقت نہین

ذوق اس صورتکدہ مین ہین ہزارون صورتین
کوئی صورت اپنی صورتگر کی بے صورت نہین

وقت پیری شباب کی باتین
ایسی ہین جیسے خواب کی باتین

اوسکے گھر لیچلا مجھے دیکھو
دل خانہ خراب کی باتین

واعظا چھوڑ ذکر نعمت خلد
کر شراب و کباب کی باتین

حرف آیا جو آبرو پہ مری
ہین یہ چشم پر آب کی باتین

یاد ہین مہ جبین کہ بھول گئے
وہ شب ماہتاب کی باتین

منظور مجھکو ضبط مرے دل کو اضطراب — دل میرا مجھسے تنگ ہے مین دل سے تنگ ہون
پروانہ مین نہین تو نہین پر ہون شعلہ دوست — مکھی بھی ہون تو خال دہان تفنگ ہون

غزل ناتمام

مے پلا کر ساقیان سامری فن آب مین — کر دئے ہین جادو سے اونکے آگ روشن آب مین
زلف افعی وش کو دھوو گے گرہ پر فن آب مین — ہو بجائے موج پیدا مار رہزن آب مین
چشمۂ آئینہ مین کب تر ہوا پائے نگاہ — اس طرح جاتے ہین دیکھا پاکدامن آب مین
پھرتا ہے سیل حوادث سے کہین مردون کا منھ — شیر سیدھا تیرتا ہے وقت رفتن آب مین
صحبت صافی دلان سے ہون مکدر تیرہ دل — زنگ سے آلودہ ہو جاتا ہے آہن آب مین
اب بھی گریہ سے مجھے فرصت نہین فوارہ وار — گو کہ مین ڈوبا کھڑا ہون تا بگردن آب مین
طاس قلیان مین رکھا ہے اوسنے ابر مردہ کو — ڈوب مر رو رو کے تو اے ابر بہمن آب مین
دیکھنا آبی دوپٹہ منھ پہ اوسکے وقت خواب — برج آبی مین ہے مہ یا مہر روشن آب مین
مین ہون تفسیدہ دل کر جائے اک دریا کو جذب — گر پڑے گر ذرہ میری خاک مدفن آب مین
یون رہا مین زندگی بھر تشنۂ دیدار یار — جیسے مستسقی کا دم ہو تا بمردن آب مین
سایۂ سرو چمن تجھ بن ڈراتا ہے مجھے — اژدہا بن کے شب اے رشک گلشن آب مین
وعدہ ہے آنیکا اوسکے ابر گھر جائے تو آئے — ڈالتا ہون دمبدم اوٹھ اوٹھ کے روغن آب مین
خط کو ہم لکھنے جو بیٹھے آنکھ سے اُمڈے یہ اشک — بہ گیا خط لکھتے لکھتے مشفق من آب مین

غزل

ترے اسیر جو صیاد کرتے ہین فریاد
تو پھر وہ دم بھی نہین زیر دام لیتے ہین

جھکائے ہے سرِ تسلیم ماہِ نو پردہ
غرورِ حسن سے کسکا سلام لیتے ہین

ترے قتیل بتاتے نہین تجھے قتال
جب اونسے پوچھو اجل ہی کا نام لیتے ہین

ہم اونکے زور کے قابل نہین ہین وہ شہ زور
جو عشق مین دلِ مضطر کو تھام لیتے ہین

فقط قمر ہی نہ داغی غلام ہے اونکا
وہ مول ایسے ہزارون غلام لیتے ہین

ہمارے ہاتھ سے اے ذوق وقت مینوشی
ہزار ناز سے وہ ایک جام لیتے ہین

دودِ دل سے ہے یہ تاریکی مرے غمخانے مین
شمع ہے اک سوزنِ گم گشتہ اس کاشانے مین

مین ہون وہ وحشت کہ مدت سے اس ویرانے مین
برسون مسجد مین رہا برسون رہا بتخانے مین

مستی و ناآشنائی وحشت و بیگانگی
یا تری آنکھون مین دیکھی یا ترے دیوانے مین

مین وہ کیفی ہون کہ پانی ہو تو بنجائے شراب
جوش کیفیت سے میری خاک کے پیمانے مین

عشق کو نشو و نما منظور کب ہے ورنہ سبز
تخمِ اشکِ شمع ہو خاکسترِ پروانے مین

برقِ خرمن سوز دانائی ہے نافہمی تری
ورنہ کیا کیا لہلہاتے کھیت ہین ہر دانے مین

کس نزاکت سے ہے دیکھو اتحادِ حسن و عشق
زلف وان شانے نے کھینچی درد ہی یان شانے مین

ایک پتھر چومنے کو شیخ جی کعبہ گئے
ذوق ہر بت قابلِ بوسہ ہے اس بتخانے مین

غزل ناتمام

رکھتا از بسکہ جیفۂ دنیا سے ننگ ہون
پارس بھی ہو تو جانتا مردار سنگ ہون

ہون وہ شگفتہ دل کہ نہ دوزخ مین تنگ ہون
آہن کی طرح آگ مین بھی لالہ رنگ ہون

جو ہے سو پہلے میرے اوٹھانے کی فکر مین
محفل مین اوسکی کیا کوئی جو کہ رنگ ہون

ہفتاد و دو فریق حسد کے عدو سے ہین
اپنا ہے یہ طریق کہ باہر حسد سے ہین

مردار ہین وہ طائر سدرہ ہی کیون نہون
تیر نگاہِ یار کے جو دو رزد سے ہین

خورشید وار دیکھتے ہین سب کو ایک آنکھ
روشن ضمیر ملتے ہر اک نیک و بد سے ہین

وہ مست ہون کہ رکھتے قدح کش تیمناً
بنیاد میکدہ مری خشتِ لحد سے ہین

جان دادگانِ عشق سے پوچھو رہِ فنا
اسمین جناب خضر ابھی نابلد سے ہین

خشم ثمر ہے سرو سے اونکو جو بیوقوف
رکھتے امید دوستی اوس سرو قد سے ہین

دشنام دو کہ بوسہ خوشی پر ہے آپ کی
رکھتے فقیر کام نہین رد و کد سے ہین

برمین خنک دلون کے ہو گر خرقۂ فقیر
سمجھو کہ کرتے برف کی پوشش نمد سے ہین

وہ ایک دم کہ جسمین میسر ہو وصل یار
بہتر سمجھتے ہم اوسے عمر ابد سے ہین

جتنے ہین یان مزے روشِ نشۂ شراب
ہو جاتے بد مزہ ہین جو بڑھجاتے حد سے ہین

ہر چند ناتوان ہین مگر رکھتے دل قوی
ہم عشق کی کمک سے جنون کی مدد سے ہین

جان لباسیون کے نہ ظاہر لباس پر
عاری عبائے ہوش و قبائے خرد سے ہین

محفوظ ہین جو رکھتے دِر عشق و قدر پر
ابجد کا قفل قاعدۂ اب و جد سے ہین

دلکے ورق پہ ثبت ہین صد مہر داغ عشق
ہم کرتے ذوق عشق کا دعوی اسند سے ہین

بلائیں آنکھونسے اونکی مدام لیتے ہین
ہم اپنے ہاتھونکا مژگان سے کام لیتے ہین

ترے خرام کے پیرو ہین جتنے ہین فتنے
قدم سب آنکے وقتِ خرام لیتے ہین

شکستہ حال کی روز فراق مین کیا کیا
نصیب مجھسے مرے انتقام لیتے ہین

ہوتی ہی جمع زر سے پریشانی آخرش — درہم کی شکل صورت درہم سے کم نہین
ساقی ملے ہزار فلاطون ہین خاک مین — جو خم تہی ہی قالب آدم سے کم نہین
اوس حور وش کا گھر مجھے جنت سے ہی سوا — لیکن رقیب ہو تو جہنم سے کم نہین
شورابۂ سرشک سے دھوتا ہون زخم دل — تیزاب میری حق مین یہ مرہم سے کم نہین
ہاتھون سے تیرے پارۂ الماس ہی زخم دل — مجھکو تو جلوۂ گل و شبنم سے کم نہین
ای ذوق کسکو چشم حقارت سے دیکھیے — سب ہمسے ہین زیادہ کوئی ہمسے کم نہین

ہان تامل دم ناوک فگنی خوب نہین — ابھی چھاتی مری تیرون سے چھنی خوب نہین
تشنۂ دشت محبت کے لیئے اوس لب سے — کوئی دنیا مین عقیق یمنی خوب نہین
گل پریشان ہوا ہنسکے چمن مین آخر — دیکھ اے غنچہ یہان خندہ زنی خوب نہین
خوبیان یون تو ہین اوس غارت تصویر مین سب — اک مگر ناز سے یہ کم سخنی خوب نہین
چشم کہتی ہی تری جنبش مژگان سے کہ دیکھ — سر پہ بیمار کے یہ سینہ زنی خوب نہین
یہ نہین شیشۂ مے ہے کسی میخوار کا دل — محتسب دیکھ نکر دل شکنی خوب نہین
تاب دندان نہ کہا زہر ہی تو ہنس ہنسکر — کوئی کھا جاے جو ہیرے کی کنی خوب نہین
بات تو تمنے بنائی تھی وہان خوب مگر — تھی جو بگڑی ہوئی قسمت تو بنی خوب نہین
خلش خار کا کھٹکا ہے بغل مین موجود — دیکھ گل دعوے نازک بدنی خوب نہین
اوٹھتا ہی جائیگا اک دل ہی دھوان آہ کی ساتھ — جبتلک جلنے کا یہ سوختنی خوب نہین
کون آتش نفس اے ذوق چمن سی گذرا — آج جو سرو نسیم چمنی خوب نہین

تن رہا یون ہی تپ غم سے اگر گرم مرا | سیخ آہن کی طرح ہونگے بدن پر مو گرم

نیشتر جلکے نہ ہون کشتہ فولاد ہو خاک | نکلے ہی آتش سودا سے مرے لوہو گرم

کٹ سکا صید محبت کا نہ قاتل سے گلا | اوسنے پتھر پہ یہ رگڑا کہ ہوا چاقو گرم

آتش دل سے پس از مرگ برنگ شعلہ | خاک عاشق سے نکلتا ہے گل خود رو گرم

مہر دشمن بلکہ ترے حسن جہانتاب کی تاب | رخ سے گر گرم آئنہ ہو آئنہ سے زانو گرم

کیا کہون نامۂ جانسوز کی اپنے تاثیر | جل گیا بس کہ کبوتر کا ہوا بازو گرم

سر مجروح کو ٹھکرا کے گیا وہ ادہر ہین | جو مکا اوسوقت کہ جب منہ پہ بہا لوہو گرم

دست خورشید کی رعشہ سے سپر جائے چھوٹ | کھینچکر تیغ کو جب ہو وہ ہلال ابرو گرم

دل عاشق کے جلانیکا ہے سامان آسان | ہیتی شعلہ ہے تری رنگ بھبھوکا رو گرم

کونسا سوختہ جان صبح سے ہے گرم فغان | کہ ہوا آتی ہے کوچے سے ترے گرد گرم

ہم تو سنتے تھے سدا آتش نمرود بارد | ذوق ہوتا ہے وہ کیون بوسے ترش ابرو گرم

ردیف نون

بے یار روز عید شب غم سے کم نہین | جام شراب دیدۂ پرنم سے کم نہین

دیتا ہے دور چرخ کسے فرصت نشاط | ہو جسکے پاس جام وہ اب جم سے کم نہین

اس زلف فتنہ زا کے لیے پیچ و خم | کچھ دست شانہ پنجۂ ضیغم سے کم نہین

زیبا ہے روی زرد پہ کیا اشک لالہ گون | اپنی خزان بہار کے موسم سے کم نہین

سرعت ہے نبض کی رگ سنگ مزار مین | دل کی تپش کچھ اب بھی تپ غم سے کم نہین

پائی نہ تیغ عشق سے ہمنے کہین پناہ
قرب حرم مین بھی ہین تو قربانیون مین ہم

دوزخ بھی جلے نعرۂ ہل من مزید بھول
لائین جو آہ کو شررافشانیون مین ہم

پاکوبیون کو مژدہ ہو زندان کو ہو نوید
پھر ہین جنون کی سلسلہ جنبانیون مین ہم

تم بھی نہین جگر یہ رہے اسقدر رہے
سرگرم سوز عشق کی مہمانیون مین ہم

مطلب سے اپنے کون ہے آگاہ جز خدا
جون خط سرنوشت ہین پیشانیون مین ہم

ہین آئینہ مین صورت تصویر آئینہ
آئینہ رو کے سامنے حیرانیون مین ہم

ہو وہ عزیز سورۂ یوسف سے بھی جُدا
رکھدین تری شبیہ جو کنعانیون مین ہم

کیا جانین ہم زمانہ کو حادث ہے یا قدیم
کچھ ہو بلا سے اپنی کہ ہین فانیون مین ہم

کیون جی کے ہجر مین ہوے شرمندہ یار سے
اب مر رہے ہین اوسکی پشیمانیون مین ہم

پوشیدہ ان نگاہو مین سرخوش ہین یا تدن
شرب الیہود کرتے ہین نصرانیون مین ہم

سینہ کا چاک سینے کی فرصت کہان کہ ہین
مصروف زخم دل کی نمکسرانیون مین ہم

بیم کدورت دل صیاد گر نہو
کیا کیا اوڑائین خاک پرافشانیون مین ہم

دکھلائین روز حشر کو بین السطور سے
اپنے سیاہ نامہ کی طولانیون مین ہم

جل سکتے ضعف سے نہین کوچے مین اوسکے ذوق
بہجائین کاش گریہ کی طغیانیون مین ہم

شمع نازان نہو اک رات بہا آنسو گرم
ہر دم یہان آنکھ سے ٹپکا ہو مرے لہو گرم

بل بے اے آتش غم دل کو کرے یہ تو گرم
کہ زمین پشت سمک تک ہو تہ پہلو گرم

لطف بوسہ نہ رہا ہم پہ ہوا جب تو گرم
شربت قند دیا کرکے ہے پر آتش خو گرم

پڑے جو عکس ترا جام مین تو ہو روشن
حباب بادہ تجلی سے طور کی قندیل

عیان ہے یون مرے روز سیاہ مین خورشید
کہ جیسے شب کو نظر آئے نور کی قندیل

سوا ہے دل کے ہو نارنج باغ خلد سے بھی
کبھی پسند نہ اوس رشک حور کی قندیل

اوڑے جو آہ کے ہمرہ نکل کے پارۂ دل
ہوئی ہوا مین وہ صورت طیور کی قندیل

وہ تیر ہین یہ مرے نالۂ قیامت زا
کہ انکے رکھنے کو لازم ہے صور کی قندیل

نسیم کیا ہے کہ روضہ مین نقشہ جانونکی
نہ گل ہو باد سے آواز صور کی قندیل

سمجھتا قدر ہی ناقص کب اس غزل کی ذوق
یہ روشن آنکھ کیون پیش کور کی قندیل

تمام

دیوانہ ہون تیرا مجھے کیا کام کہ لون گل
زیبائش سر کو ہی مرے داغ جنون گل

سونگھکے پڑے ہین اڑ ہی کی برنگ گل صد برگ
کیا دشت نوردی مین کترتا ہی جنون گل

اوس گل مین نپایا اثر بو بے نکہت
سو بار سونگھائی اوسی پڑھ پڑھ کی فسون گل

ہی روشنی خانۂ دل سوزِ محبت
کافر تو بتا شمع حرم کیونکہ کرون گل

پیکان تو دلدوز ہے سوفار ہے باہر
اوس تیر سی ہی دلمین درون غنچہ برون گل

ردیف میم

پابند جو نئے خان ہین پریشانیون مین ہم
یارب ہین کسکی زلف کی زندانیون مین ہم

ہوتی نہ یاد زلف تو خط شکستہ مین
لکھتے الف خطون کی نہ پیشانیون مین ہم

زنجیر مین بھی نالۂ زنجیر کی طرح
جوش جنون سے رہتے ہین جولانیون مین ہم

بغل مین جیسے مرا دل بغل کا دشمن ہے
نہ ایسا ہو کسی دشمن کے بھی کنار مین دل

نکل نہ جاے دلِ اضطراب سینہ سے
برنگ شعلہ کہین آہ شعلہ بار مین دل

ہمیشہ روزنِ سینہ سے کیون ہی چشم براہ
اگر نہین کسی مہوش کے انتظار مین دل

ترا سنگار بھی ہے وہ بلا کہ جاے گہر
پروئی زلف مسلسل کے تار تار مین دل

اوڑیگا مثل شرر ٹکڑے ہوکے سنگ مزار
رہا اگر یونہی گرمِ تپش مزار مین دل

برنگ غنچہ پیکان و غنچۂ تصویر
نہ کیا اپنا شگفتہ کسی بہار مین دل

فلک کے رنگ سے ظاہر ہی ماتمی آثار
خوش اپنا کیونکہ ہوا اس نیلگون حصار مین دل

برنگ بیضۂ نوروز توڑے دل اوسنے
ہزارون ایک ہمارا ہی کس قطار مین دل

ہزار دشمنِ جان سے ہی ایک دوست مرا
جو پوچھو کون ہی سو مین کہون ہزار مین دل

نہوتین خلد مین حورین تو رہتا خلد مین کون
لگے ہے صحبت خوبانِ گلعذار مین دل

یہ جسم زار ہی یا میرے پیرہن مین دل
گرہ ہی تار مین یا میرے جسم زار مین دل

اوٹھا تو لائی مجھے میری ہمنشین اے ذوق
رہیگا میرے عوض میرا کوے یار مین دل

ازل سے یون دلِ عاشق ہی نور کی قندیل
کہ جیسے عرش خدائے غفور کی قندیل

سمجھ وہ درِ بناگوش نور کی قندیل
خجل ہی اختر صبح نشور کی قندیل

ہمارے کعبۂ دل مین ہمیشہ روشن ہے
کسی کی تاب کمال ظہور کی قندیل

جہان ہی خانۂ عشرت جبھی ہوا اسکا فروغ
کہ لٹکے ہین سرِ بزمِ سرور کی قندیل

رہے ہی جون قمرِ منخسف سدا بے نور
سیاہ بختون کے بالین گور کی قندیل

ردیف عین مہملہ مقطع

ذوق کیونکر ہوا اپنا دیوان جمع — کہ نہین خاطر پریشان جمع

ردیف قاف

پھر کر ادھر ادھر نہ ہمارا گیا قلق — لفظ قلق کی طرح سے وہ ہی رہا قلق

ردیف کاف تازی

جو کھلکر اونکا جوڑا بال آئین سر سے پانوتک — بلائین آکے لین سو سو بلائین سر سے پانوتک

ہم اونکی چال سے پہچان لینگے اونکو برقع مین — ہزار اپنے کو وہ ہمسے چھپائین سر سے پانوتک

یہ جتنے سرو ہین سب اوسکے قد پر زہر کھائی ہین — چمن مین سبز کیونکر ہو نجائین سر سے پانوتک

ہمارا دل ہے ایک اور بن اوس خوش ادا کی کس ادا کو مین — کہ ہین ان تو ادا مین ہی ادائین سر سے پانوتک

سراپا شوق جائین سر کے بل ہم جنکے جلسے مین — مثال شمع وہ ہمکو جلائین سر سے پانوتک

نہین بے پردہ تو بھی وہ کھڑی ہو ہو کر شوخی سے — ہمین جلوہ نہین در پردہ دکھائین سر سے پانوتک

بنایا اسلیے اس خاک کے پتلے کو تھا انسان — کہ اسکو درد کا پتلا بنائین سر سے پانوتک

سراپا پاک ہین دھوئے جنھون نے ہاتھ دنیا سے — نہین حاجت کہ وہ پانی بہائین سر سے پانوتک

غزل تا ہی ذوق افزون ہے جتنے زخم افزون ہون — نہ کیون ہم زخم تیغ عشق کھائین سر سے پانوتک

صفحۂ دہر پہ کیا دل نہوا ایک سے ایک — دل کی دو حرف ہین جو دونون جدا ایک سے ایک

ردیف لام

پھنسے نہ حلقۂ گیسوے تابدار مین دل — بلا سے گر ہو نوالہ دہان مار مین دل

چمن سے بعد ہین جیسے سین و قاف قفس
مطلع
قفس مین بند ہین ہم مثل فلسفے ناف قفس

ردیف صاد مہملہ

سب مذاہب مین یہی ہی نہین اسلام مین خاص
کہ جہان عام ہی ہوتا ہی وہان عام مین خاص

ساغر دل کی تو واقف نہین کیفیت سے
دیکھ عکس رخ ساقی ہی اسی جام مین خاص

خضر باتین ہین کہ ہی چشمۂ حیوان جانبخش
ہی یہی خاصیت اوسکی لب دشنام مین خاص

شیخ صاحب کے ہین نہ دیکہ وہ خاصان خدا
خدمتی اونکے ہین جو زمرۂ خدام مین خاص

کام دنرات ہی عاشق کا ترے ناکامی
کہ دیا تونے لگا اوسکو اسی کام مین خاص

عشق کا جوش ہی جبتک کہ جوانی کی ہین دن
یہ مرض کرتا ہی شدت انھین ایام مین خاص

ذوق اسماء الٰہی ہین سب اسم اعظم
اوسکے ہر نام مین عزت ہی نہ اک نام مین خاص

ردیف ضاد معجمہ

پر کترنے کو جو صیاد نے چاہی مقراض
ہاتھ ملتی تھی مرے حال پہ کیا ہی مقراض

سحر و بر مین نہین کسکو ہوس قطع و برید
ناخن شیر ہے خنجر دم ماہی مقراض

گل کترتی ہین ہزارون تری آنکھین کافر
ہی عجب طرح کی اک تیز نگاہی مقراض

کیا زبان چلتی ہی اوس بزم مین بدگویونکی
منھ مین انکے یہ زبان ہی کہ الٰہی مقراض

محضر خون جو مرا سارا اکترکر پھینکا
دیگی اس ظلم کی محشر مین گواہی مقراض

ہاس کیا قطع تعلق ہین کہ یکسان نہ مجھ
قطع مین کسوت درویشی و شاہی مقراض

رشتۂ عمر کیا قطع سراسر ذوق
کہو سکی شمع کو دل کی نہ سیاہی مقراض

ساقی بطِ شراب ہی تجھ بن پڑی ہوئی
خم سے الگ ایاغ سے دور اور شکستہ پر

خود اوڑ کے پہونچے نامہ جو ہو مرغ نامہ بر
اوس شوخ خوش دماغ سے دور اور شکستہ پر

کرتا ہی دل کا قصد کماندار تیر اتیر
پر ہے نشانِ داغ سے دور اور شکستہ پر

ای ذوق سیرِ طائرِ دل کو کہان فراغ
کو سون ہی وہ فراغ سی دور اور شکستہ پر

اشعار متفرقات ردیف رای مہملہ

شرح بخت برگشتہ گر کرون رقم پھر کر
تیر بازگشتی ہو ہاتھ مین قلم پھر کر

تو نے گل کو سر پہ رکھا جب چمن مین توڑ کر
مین بھی حاضر ہون کہا غنچے نے یہ منھ پھوڑ کر

وہ کہی کون ہی قربان مری اس چتون پر
مین کہون مین تو کہی ہین کے چھری گردن پر

تیرے دندان سی زیب کی دیکھی جو بہار
اوس سی پڑ گئی گلشن مین گلِ سوسن پر

بعد مردن آچکے رونیکو سنگر گور دور
جیتے ہی جی کہتے ہو صورت تری دیکھو دور

رو کشِ بالِ ہما ہین اون ہوا گیرون کے پر
مل گئے جن طائرونکو پر ترے تیرونکے پر

اونکو بے پر عرشِ اعظم پر اوڑاتے ہین مگر
کیا غضب لائین خدا جانے جو ہون تیرونکے پر

بادام دو جو بھیجے ہین بٹوے مین ڈالکر
ایما ہے یہ کہ بھیجدو آنکھین نکالکر

ای دل وہ سرِ غمزۂ پنہان عیان نکر
ایضاً آنکھون سے دیکھا اور زبان سی بیان نکر

آہون مین دود دل جو نکالون تو وہ کہے
ای تفتہ جان ہوا ہو یہان سے دھوان نکر

اشعار متفرقات ردیف سین مہملہ

مجھ مین کیا باقی ہی جو دیکھی ہی تو آنکے پاس
بدگمان وہم کی دارو نہین لقمان کے پاس

ساغر دل بیچتا آیا ہون کھو ست ہاتھ سے
چوکتا ہی کیون نہ یہ خضر دستگروان ہاتھ دھو کر

پڑھ غزل اک ذوق کوئی گرم سی تو یہ بجا
جانب مضمون طرز تفتہ جانان چھوڑ کر

جب چلا وہ مجھکو بسمل خون مین غلطان چھوڑ کر
کیا ہی پچتاتا تھا مین قاتل کا داماں چھوڑ کر

مین وہ مجنون ہون جو نکلون کنج زندان چھوڑ کر
سیب جنت تک نہ کھاؤن سنگ طفلان چھوڑ کر

پیوسے میرا ہی لہو مانی جو لب اوس شوخ کے
کھینچے تو شنگرف سے خون شہیدان چھوڑ کر

مین وہ ہون گمنام جب دفتر مین نام آیا مرا
رہ گیا بس نشئ قدرت جگہ وان چھوڑ کر

سایۂ سرو چمن تجھ بن ڈراتا ہے مجھے
سانپ سا پانی مین لہرا ہے سرو خرامان چھوڑ کر

ہو گیا طفلی ہی سے دل مین ترازو تیر عشق
بھاگتے ہین مکتب سے ہم اوراق میزان چھوڑ کر

اہل جوہر کو وطن مین رہنے دیتا گر فلک
لعل کیون اس تنگ سے آتا بدخشان چھوڑ کر

شوق ہے اوسکو بھی طرز نالۂ عشاق سے
دم بدم چھوڑی ہے منہ سے دود قلیان چھوڑ کر

دل تو لگتے ہی لگیگا حوریان عدن سے
باغ ہستی سے چلا ہون ہائے پریان چھوڑ کر

گھر سے بھی واقف نہین اوسکے کہ جسکے واسطے
بیٹھے ہین گھر بار سب ہم خانہ ویران چھوڑ کر

وصل مین گر ہووے مجھکو رویت ماہ رجب
روے جانان ہی کو دیکھون مین تو قرآن چھوڑ کر

اندنون گرچہ دکن مین ہی بڑی قدر سخن
کون جائے ذوق پر دلی کی گلیان چھوڑ کر

بلبل ہون صحن باغ سے دور اور شکستہ پر
پروانہ ہون چراغ سے دور اور شکستہ پر

کیا ڈھونڈھی دشت گم شدگی مین مجھکو ہے
عنقا ہے مجھ سراغ سے دور اور شکستہ پر

اوس مرغ ناتوان پہ ہی حسرت جو رہ گیا
مرغان کو وہ فراغ سے دور اور شکستہ پر

مجھسا مشتاقِ جمال ایک نپاؤ گے کہین
گرچہ ڈھونڈھو گے چراغِ رخِ زیبا لیکر

جب یہ دیکھا نہ ملا مجھ مین کہین میرا پتا
پھر گیا نامہ بریار خطا اولٹا لیکر

رہگیا اپنا سا مُنھ لیکے وہ اے آئینہ رو
تیری تصویر کو یوسف نے جو دیکھا لیکر

وان سے یان آئے تھے اے ذوق تو کیا لائے تھے
یان سے تو جائینگے ہم لاکھ تمنا لیکر

چل بسا وہ آج ہستی کا سامان چھوڑکر
کل گئے تھے تم جسے بیمار ہجران چھوڑکر

پھر نہ اوٹھا کوچہ چاکِ گریبان چھوڑکر
طفلِ اشک ایسا گرا دامانِ مژگان چھوڑکر

جائے بیضے کو کہان یہ مرغ پران چھوڑکر
کیونکہ نکلے تیر اوسکا دل مین پیکان چھوڑکر

ورنہ جائے داغ عصیان میرا دامان چھوڑکر
کام یہ تیرا ہی تھا رحمت ہے اے ابرِ کرم

کب وہ مرہم ان کو ڈھونڈھے نمکدان چھوڑکر
جسنے ہو لذت اوٹھائی زخم تیغِ عشق کی

مچھلیان دستِ حنائی مین مرجان چھوڑکر
صید دلکو کیونکہ چھوڑے جبکہ دکھلائے ہے تو

یا نسی ہٹ جا دھوپ سے ابرِ بہاران چھوڑکر
سرد مہری سے کسی کی آگئے ہے دل سرد ہے

دلکو اے کافر تری زلفِ پریشان چھوڑکر
دیکھیے کیا ہو کہ ہے اب جان کے پیچھے پڑی

ورنہ پچتائیگا تو یہ ساتھ نادان چھوڑکر
اے دل اُسکے تیر کے ہمراہ سینے سے نکل

شیر بھاگین جسکے نالون سے نیستان چھوڑکر
کیون نہ رم کر جائین آہو ایسے وحشی سے ترے

اوٹھ کھڑا ہو ہاتھ سے تسبیح مرجان چھوڑکر
سرخیِ پان دیکھ لے زاہد جو دندان پر ترے

ہے جو سرگرمِ سفر تن کو مریجان چھوڑکر
پیش خیمہ لیکے نکلا گردبادِ دود آہ

دوڑے ساری کو کبھی آدھی نہ انسان چھوڑکر
گر خدا دیوے قناعت مادیکھنے کیطرح

قتل کو کسکے چڑھائی تیغ تو نے سان پر
او تری ہی آنکھوں مین زخمونکی مری خون دیکھکر

لیگیا دل کون میرا ذوق کسکا نام لون
سامنے آجائے تو شاید بتا دون دیکھکر

کہا پتنگ نے یہ دار شمع پر چڑھکر
عجب مزا ہے جو مرئیے کسی کی سر چڑھکر

مے خیال ہے وہ چشم فتنہ گر چڑھکر
یہ خانہ جنگ ہی آتی ہی لڑنے گھر چڑھکر

دکھا نہ جوش و خروش اپنا زور پر چڑھکر
گئے جہان مین دریا بہت اوتر چڑھکر

ستمگرون کی کشاکش مین آبرو ہو سوا
کہ ہوتی سان پہ ہی تیغ تیز پر چڑھکر

الٰہی خیمہ ہو مانند شعلۂ سرکش
پھر آیا باد کے گھوڑے پہ وہ ادھر چڑھکر

ہنر شناس کو دکھلا ہنر کہ خوبی زر
اگر کھلے ہے تو صراف کی نظر چڑھکر

کہین فلک پہ نہ چڑھ جائے چاند جھومر کا
کہ دور آپکو کھینچے ہے تیرے سر چڑھکر

ترا مکان تو کیا لامکان مین کو دپڑین
امید وصل مین ہم بام عرش پر چڑھکر

جو مارے نفس کو اور کرے اپنے غصے کو زیر
بنائے سانپ کا کوڑا وہ شیر پر چڑھکر

ہماری خاک پہ برپا ہو ذوق فتنۂ حشر
سمند ناز پہ کون آیا فتنہ گر چڑھکر

جان ہوا یون ہوئی اوس خال کا بوسا لیکر
جیسے اوڑ جائے ذہن مین کوئی ٹکا لیکر

تیرا بیمار نہ سنبھلا جو سنبھالا لیکر
چپکے ہی بیٹھ رہے دم کو مسیحا لیکر

شرط ہمت نہین مجرم ہو گرفتار عذاب
تو نے کیا چھوڑا اگر چھوڑیگا بدلا لیکر

ذبح کرنیکو مرے پوچھتے ہو کیا تکبیر
تم چھری پھیری دو نام خدا کا لیکر

کھینچتی روز قیامت سے بھی ہی آپکو دور
تیری زلفون کی بلائین شب یلدا لیکر

ذوق دل سوختہ دیوان لکھی اپنا کیا خاک | متحمل نہین گرمیِ سخن کا کاغذ

ردیف راے مہملہ

نگہ نہین حرف دلنشین تھا دہن کی تنگی سی تنگ ہوکر | نکلکر آیا جو راہ آنکھون کی دلمین بیٹھا خدنگ ہوکر

پھر آیا لو وہ نگار خونی اِدھر کو سرگرم جنگ ہوکر | کہ جسکے ہاتھون سی اوڑ گئی سر ہزارون مہندی کا رنگ ہوکر

وہ چشم مخمور اِک نظر سے چھوئی لاکھون جو نیشتر سی | تو ہو روان ہر رگ جگر سی لہو مئے لالہ رنگ ہوکر

جو رنگ الفت سے آشنا ہین وہ گر بُری بھی ہین خوشنما ہین | کہ رنگ ہی سے گران بہا ہین عقیق و یاقوت سنگ ہوکر

جو سمجھین حسن بتان کو ایمان اُنھین سے کفر و دین ہی یکسان | پہونچتے کعبہ مین وہ مسلمان ہمیشہ چین و فرنگ ہوکر

صفاے دل کی یہی ہی صورت کہ دلمین آنی نہ دے کدورت | کہ بیٹھ جائینگے بالضرورت اِس آئنہ مین بھی زنگ ہوکر

غزال رم دیدہ بنگیا ہی جو خواب آنکھون مین تو بجا ہے | کہ پھاڑ کھانیکو دوڑتا ہی پلنگ تجھ بن پلنگ ہوکر

ہوئی جو یکرنگ اُنکو زیبا نہین جہان مین رعونت اصلا | کہ پایا گل نے ہی نام رعنا تو اِس چمن مین دو رنگ ہوکر

حلاوت شرم و پاسداری جہان مین ہی ذوق سنج و خواری | قرینے سے گذری اگر گذاری کسینے بے نام و ننگ ہوکر

خوب روتے آج ہم سنسان ہامون دیکھکر | یاد آیا ہمکو مجنون بید مجنون دیکھکر

اوڑ گئے اِک آن مین جادوے بابل کی دھوین | سُرمہ آلودہ تری چشم پر افسون دیکھکر

دیکھکر غیرون مین مہتابی پر اوس مہوش کو رات | آہ کی اک دل سی ہمنے سوے گردون دیکھکر

سچ کہا ہی آگے کالی کے نہین جلتا چراغ | چھپ گیا مہ رُخ پہ تیرے زلفِ شبگون دیکھکر

بل بے میرے ساغرِ سرشار وحشت کا نشہ | چھپ گیا خم مین مری صورت فلاطون دیکھکر

آگئین اونکو لگانی اونگلیون مین فندقین | نوک مژگان پر مرے اشکِ جگرگون دیکھکر

گو دو گھڑی تک اوسنے نہ دیکھا ادھر تو کیا ‌ ‌ ‌ آخر ہمیں سے آنکھ لڑی دو گھڑی کے بعد

کیا جانئے دو گھڑی وہ رہے ذوق کس طرح ‌ ‌ ‌ پھر تو نہ ٹھہرے پانون گھڑی دو گھڑی کے بعد

مطلع
جھومر کا نظر سر پہ تری آتو پڑا چاند ‌ ‌ ‌ تھا وعدہ چڑھے چاند کا لا بوسہ چڑھا چاند

فرد
ہے آئینہ خانہ بھی گذرگاہ بد و نیک ‌ ‌ ‌ دیکھا نہ کبھی ہمنے درِ اہل صفا بند

ردیف ذال معجمہ

مژدۂ قتل سے اوس عہد شکن کا کاغذ ‌ ‌ ‌ ہے مری روح کو آزادیِ تن کا کاغذ

گور مین پیش ہو جب دفترِ تن کا کاغذ ‌ ‌ ‌ ہو سیاہہ کو سفیدیِ کفن کا کاغذ

بنگیا عکس سے اوس شوخ گلستان رو کے ‌ ‌ ‌ صفحۂ آئینہ تصویر چمن کا کاغذ

کیا کرے خانۂ گیتی کا کوئی دعویِ ملک ‌ ‌ ‌ نام پر کسکے ہے اس قصرِ کہن کا کاغذ

لکھیں اوس چشم کی وحشی کے لیے گر تعویذ ‌ ‌ ‌ اہل تکسیر کریں پوست ہرن کا کاغذ

رقعۂ شادیِ شہادت کا ہو خون سے رنگین ‌ ‌ ‌ ایسی شادی کو ہو ایسی ہی پھبن کا کاغذ

سینۂ صاف تکو زمانے کے ہے ہاتھ نے شکست ‌ ‌ ‌ ہے صفائی سے سزاوار شکن کا کاغذ

ورقِ چرخ ہو گو نسخۂ آشوب نہو ‌ ‌ ‌ سرمۂ چشم مہِ سیم بدن کا کاغذ

یون اسیرانِ قفس تک کوئی پہونچا گلبرگ ‌ ‌ ‌ جیسے غربت مین شفیقانِ وطن کا کاغذ

ظاہر آرا نہ کتابون سے ہو ڈر دوزخ سے ‌ ‌ ‌ گر نہ آتش میں لباس اپنے بدن کا کاغذ

جعلسازی پہ زمانے کی گواہی دیتا ہے ‌ ‌ ‌ مہری و سادہ مہِ چرخ کہن کا کاغذ

مُہر وہ کرتا ہی نامے پہ مجھے آتے ہی شک ‌ ‌ ‌ ہاے یون چسپ سے لعاب اوسکی دہن کا کاغذ

مسواک نے بڑھایا ہے زاہد کا اعتبار
ہے یہ بھی اسکی اک شجر مکر و فن کی شاخ

تاثیر بیکسی سے ہو سارا درخت خشک
ڈالے جو سایہ نعش پہ اس بے کفن کی شاخ

شاخِ نبات کو نئے قلیان نے منھ لگائے
ایسی مصاحبت سے لگے اوس دہن کی شاخ

اشعار قصیدہ

گلگون سے تیرے بڑھ نسکے اک قدم صبا
مارے جو تازیانہ نہالِ چمن کی شاخ

کر دے جو تو نہال تو لائے ابھی نکال
پروین کا خوشہ گاوِ سپہرِ کہن کی شاخ

ردیف دال مہملہ

کیا آئے تم جو آئے گھڑی دو گھڑی کے بعد
سینے میں ہوگی سانس اڑی دو گھڑی کے بعد

کیا روکا اپنے گریہ کو ہمنے کہ لگ گئی
پھر وہ ہی آنسوؤں کی جھڑی دو گھڑی کے بعد

کوئی گھڑی اگر وہ ملائم ہوے تو کیا
کہہ بیٹھیں گے پھر ایک کڑی دو گھڑی کے بعد

اوس لعل لب کے ہمنے لیے بوسے اسقدر
سب اوڑ گئی مسی کی دھڑی دو گھڑی کے بعد

اللہ رے ضعف سینے سے ہر آہ بے اثر
لب تک جو پہونچی بھی تو چڑھی دو گھڑی کے بعد

کل اوس سے ہمنے ترک ملاقات کی تو کیا
پھر اوس بغیر کل نہ پڑی دو گھڑی کے بعد

کہتا رہا کچھ اوس سے عدو دو گھڑی تلک
غماز نے پھر اور جڑی دو گھڑی کے بعد

تھے دو گھڑی سے شیخ جی شیخی بگھارتے
وہ ساری شیخی اونکی جھڑی دو گھڑی کے بعد

پروانہ گرد شمع کے شب دو گھڑی رہا
پھر دیکھی اوسکی خاک پڑی دو گھڑی کے بعد

تو دو گھڑی کا وعدہ نکر دیکھ جلد آ
آنے میں ہوگی دیر بڑی دو گھڑی کے بعد

کرتی خراب اوسی کو ہی تیری نگاہ مست — جسکو کہ دیکھتی ہے نکو کار و با صلاح

یارب ہو دل کی خیر کہ کچھ کر رہے ہین آج — چشم و نگاہ مشورۂ ناز و ادا صلاح

منظور گر ہو قتل مرا غیر سے نہ پوچھ — ہی تو صلاح نیک مین کیا پوچھتا صلاح

قلابے آسمان و زمین کے ملا نہ تو — اوس مہروش سے ملنے کی ناصح تبا صلاح

یہ ہے مرا رفیق یہی ہے مرا شفیق — لون کس سے وان کے جانیکی دلکے سوا صلاح

ای ذوق جا نہ ہوش و خرد کی صلاح پر — دے عشق جو صلاح وہی ہی بجا صلاح

ردیف خاے معجمہ اشعار سراپا

ہی زلف تیری سنبل صحن چمن کی شاخ — قطرون سے پر عرق کی بنی یاسمن کی شاخ

ناف اوس صبیح کی ہی کوئی نسترن کا پھول — تا ناف سیلی سینے سے ہی نسترن کی شاخ

اشعار تشبیہ

ہی فیض سے وقار کہ میری نگاہ مین — جس شاخ مین ثمر ہی وہ ہی لاکھ من کی شاخ

بد خصلت و نکو کرتا ہے بالا نشین فلک — اونچی ہی آشیانۂ زاغ و زغن کی شاخ

رہتی ہی کشمکش مین پس از مرگ پر جفا — آخر کو زیر ارہ کٹی کرگدن کی شاخ

اشعار مجموع

کہتی تھی چوب تیشہ مری طرح ایکدن — سوکھے گی نخل آرزوے کوہکن کی شاخ

بیمار چشم دلبر آہو نگاہ کو — شاخین بھی گر لگائین تو لیکر ہرن کی شاخ

ہر صید کی کمر سے گئی ٹوٹ جسگھڑی — ٹوٹی کمان دلبر ناوک فگن کی شاخ

وہ ہی بیماری الفت سی دلِ زار کو رنج
جس سے خود رنج کو آزار ہی آزار کو رنج

دیدۂ آبلۂ پا کا یہی رونا ہے
کہ نہ پہونچا ہو کہین مجھسے کسی خار کو رنج

ہوش کو ہیچ کے اِدراک دے بیہوشی تو
ذوق بیہوش کو آرام ہے ہشیار کو رنج

ردیف جیم فارسی

وہ مثل ہی ناؤ یہ کسنے ڈبوئی خضر نے
لیگیا خطِ ذقن دل کو سوی گرداب کھینچ

ردیف حاے حطی

فرقت کی رات جی چکیے ہم تا زمانِ صبح
ہوگی اذان گور ہماری اذانِ صبح

پُر نور ہے ترا رخِ سیمین لبانِ صبح
آنکھین ہین تیری مست صبوحی کشانِ صبح

اب بتکدہ مین شام کو ناقوس پھونکیے
مسجد مین مدتون رہے تسبیح خوانِ صبح

ریشِ سفید شیخ مین ہی ظلمت فریب
اس مکر چاندنی پہ نکرنا گمان صبح

ایضاً

ٹھہری ہی اونکے آنکی یہان کل پہ جا صلاح
ای جان بر لب آمدہ اب تیری کیا صلاح

منظور چشمِ یار ہے سب عینِ مصلحت
پوچھے بلا کشون کی کسی سی بلا صلاح

سیدھی ہی جائین کعبے کو بیت الصنم سی ہم
گر پھیر دے نہ وہ صنمِ کج ادا صلاح

اوس چشمِ مست کی ہین خراباتیون مین ہم
تقوی کجا و زہد کجا و کجا صلاح

اوس بد معاملہ سے ترا کیا معاملہ
کس بد صلاح نے تجھے دی یہ دلا صلاح

رہتا ہی اپنا عشق مین یون دل سی مشورہ
جسطرح آشنا سے کرے آشنا صلاح

زاہد یہ کیا کہا کہ نہ بل ان بتون سے تو
دیتا ہی کوئی ایسی بھی مردِ خدا صلاح

شوقِ حرم کو چہ قاتل مین کفن کو | ہم جانتے ہین جامۂ احرامِ محبت
کی جسنے رہ و رسمِ محبت اُسے مارا | پیغامِ قضا ہے ترا پیغامِ محبت
نہ زہد سے ہے کام نہ زاہد سے کہ ہم تو | ہین بادہ کشِ عشق و مئے آشامِ محبت
ایمان کو گرو رکھئے اگر کفر کو لے مول | کافر نہو گرویدۂ اسلامِ محبت
کہتی تھی وفا نوحہ کنان نعش پہ میری | سونپا کسے تو نے مجھے ناکامِ محبت
معراج سمجھ ذوق تو قاتل کی سنان کو | چڑھ سر کے بل اس زینے پہ تا بامِ محبت

مجنون نے دی لگا جو سرِ خار زار پشت | پشت اب ہجومِ خار سے ہے پشتِ خار پشت
حورون کو گر ہو پنجۂ مژگان سے پشت خار | کھجلائے وہ پری نہ کبھی زینہار پشت
ماہی سے تا بماہ ہین دستِ فلک سے داغ | وان داغدار سینہ ہے یان داغدار پشت
پیدا فلک سے ایک نہ ہو تجھسا ماہوش | نہ پشت تک تو کیا کہ نہ تھا نہ ہزار پشت
بارِ زمانہ پشت پہ لیکر بشر کی طرح | سیدھی نہ کی فلک نے کبھی ایکبار پشت
ہوجائے ہے زیادہ گرانبارِ گناہ | پیری مین ہو خمیدہ نہ کیون زیر بار پشت
سینہ سپر جو منھ پہ ہین تیغ نگاہ کے | دکھلاتے وہ کبھی نہین آئینہ وار پشت
ڈر ہے یہی کہ ایسا نہو بعدِ مرگ بھی | لگنے نہ دے زمین سے دلِ بیقرار پشت
رہتا سخن سے نام قیامت تلک ہے ذوق | اولاد سے تو ہے یہی دو پشت چار پشت

ردیف جیم تازی

بیمارِ عشق کا جو نہ تجھسے ہوا علاج | کہہ اے طبیب تو ہی کہ پھر تیرا کیا علاج

ہو مبارک خضر کو سرچشمۂ آبِ بقا
ہے ہمین تجھکو اگر ہے اپنی شہرت کی طلب

دور رہ اور دیر مت رہ سامنے مثلِ ہلال
شہر مین تجھکو اگر ہے اپنی شہرت کی طلب

بڑھ گئی ہے عشق مین یہ حرص اسقدر اپنی کہ ہے
غم پہ غم کی آرزو حسرت پہ حسرت کی طلب

جو حلاوت زندگی کی چاہتا ہے چرخ سے
کاسۂ زہراب سے کرتا ہے شربت کی طلب

ہو کے دل غمزے کا بسمل نازپر دیتا ہے دم
کرتا ہے آفت طلب آفت پہ آفت کی طلب

لطف ما درپے ہے جب پیدا ہو تکلیف سے
یان کہان راحت کہ تو کرتا ہے راحت کی طلب

گر گلستانِ جہان مین تنگ ہے تو غنچہ وار
کر کشادِ دل سے اپنے ذوق وسعت کی طلب

کرے ہے شرع کا پاس نک مدام شراب
حرام ہے نہین لیکن نک حرام شراب

یہ ایسا ماہ مبارک یہ ایسا کارِ سعید
شروع دیکھئے کیجے مہِ صیام شراب

عوض ہے نشۂ دنیا کا ذوق عقبیٰ پر
دوام بکتی ہے اس میکدے مین وام شراب

اوس بتِ نامہربان کو ہے پسند اپنا رقیب
وِردِ اسمائے الٰہی مین بھی ہے تو یا رقیب

ردیف تاء مثناۃ

معلوم جو ہوتا ہمین انجامِ محبت
لیتے نہ کبھی بھول کے ہم نامِ محبت

ہین داغ محبت درم و دامِ محبت
مژدہ تجھے ای خواہشِ انعامِ محبت

ہر روز اوڑا دیتا ہے وہ کر کے تصدق
دو چار اسیرِ قفس و دامِ محبت

مانندِ کباب آگ پہ کرتے ہین ہمیشہ
دلسوز ترے بسترِ آرامِ محبت

کاسہ مین فلک کے نہین نام کو زہراب
دم کھینچے اگر تشنہ لبِ جامِ محبت

مجھکو اوس بوسۂ دندان نے پس از بوسۂ لب
دے یے نقل نمکین چند پس جام شراب

ذوق جلدی مے گلرنگ سے بھر ساغر دل
لب نازک کو ہے اوسکے ہوس جام شراب

ہو برسون ہجر وصل ہو گر ایکدم نصیب
کم ہوگا کوئی مجھسا محبت مین کم نصیب

ہون میری خاک کو جو تمھارے قدم نصیب
کھایا کرین نصیب کی میرے قسم نصیب

بہتر ہین لاکھ لطف و کرم سے ترے ستم
اپنے رہے نصیب کے ہون یہ ستم نصیب

ماہی ہو یا ہو ماہ وہ دے ایک یا ہزار
بیداغ ہون نہ دست فلک سے درم نصیب

ہے خوش نصیب عشق مین اے بوالہوس وہی
جسکو کہ غم پہ غم ہو الم پر الم نصیب

غافل جو دم کی آمد و شد سے نہووے تو
ہر دم ہے تجھکو سیر وجود و عدم نصیب

سو بار جون قلم ہو زبان شمع کی قلم
اک حرف ہو نہ مثل زبان قلم نصیب

مجنون سیاہ خیمۂ لیلے کے گرد پھر
اے خوش نصیب تجھکو طواف حرم نصیب

دے جسکو اپنے ہاتھ سے تو ایک جام مے
ساقی دے یے خدا نے اوسے مثل جم نصیب

ایمان ہے تیرا شوق لقا جسکو یہ نہو
دیدار اوسے خدا کا نہو اے صنم نصیب

جاتے ہین کوے یار کو اسمین جو ہو سو ہو
اے ذوق آزماتے ہین آج اپنے ہم نصیب

دل عبادت سے چرانا اور جنت کی طلب
کام چور اس کام پر کس منہ سے اجرت کی طلب

حشر تک دل مین رہی اوس رو قیامت کی طلب
یہ طلب ہے اپنی یارب کس قیامت کی طلب

دل سلگ جائے نہ جبتک اور بھڑک جائے نہ جان
کم نہو قلیان کش سوز محبت کی طلب

واسطے نظارۂ قاتل کے فرصت چاہیے
اور یہان فرصت کہان جو کیجیے فرصت کی طلب

دل مرا جامِ شراب ہے عکسِ جامِ شراب
اور ہے خالِ سویدا عکسِ جامِ شراب

پہونچے اوس ہاتھ مین قسمت ہو عکسِ جامِ شراب
ساغرِ دل کو جو ہو دسترسِ جامِ شراب

جھپکا مستی مین وہ صاحب ہو عکسِ جامِ شراب
عکسِ خال اپنا جو سمجھا مگسِ جامِ شراب

بازگشت اپنی ہے یون جانبِ قسّامِ ازل
جیسے ساقی کی طرف بازپسِ جامِ شراب

دست بدست تری لوٹ کے فریاد بہت
نہوا کوئی بھی فریادرسِ جامِ شراب

جوشِ مستی ہے عجب قافلہ جس مین کہ نہین
بے شکست ایک صدای جرسِ جامِ شراب

محتسب شعلۂ آواز سے جل جاویگا
گرچہ ٹوٹا دلِ آتش نفسِ جامِ شراب

رات میخانے مین ساقی جو نشے مین بہکا
خسِ شیشہ کو لگا کہنے خسِ جامِ شراب

مرغِ دل نرگسِ میگون کے ہے مژگان مین اسیر
تازہ مضمون ہے جو باندھون قفسِ جامِ شراب

دل شکستہ ہون وہ مین ٹوٹکے ہون سو ٹکڑے
نام لکھدے جو کوئی میرا پسِ جامِ شراب

ساقی اس دَور مین کب آنکھ چرا سکتا ہے
رات بھر گشت کرے ہے عسسِ جامِ شراب

نوشدارو سے بھی بہتر ہے دمِ رنجِ خمار
ساقیا شربتِ فریادرسِ جامِ شراب

بیخبر قافلۂ عیش گذر جاتا ہے
بے زبان ہے جو دہانِ جرسِ جامِ شراب

ابلقِ چشمِ سیہ مست کو تیری دیکھا
ورنہ ابتک نہ سنا تھا فرسِ جامِ شراب

سمجھے میخانے کی عظمت تو نہ بیٹھے ہرگز
سرِ جمشید پہ اوڑ کر مگسِ جامِ شراب

غلغلِ مینا سے خدا جانے کہ ساقی کسکو
پہلے پہونچے ثمرِ پیش رسِ جامِ شراب

بادۂ صاف مین آیا ہے کہان سے تنکا
عکسِ مژگان ترا میکش ہے خسِ جامِ شراب

یان تک عدو زمانہ ہے مرد دلیر کا
جھلسین ہین منہ شکار کیے پر بھی شیر کا

جسکے سبب لڑائی ہو وہ آدمی نہین
کانٹا ہے گھر مین ساہی کا یا گل کنیر کا

بل بے گریہ گل زمین ہوکر قدم گڑنے لگا
اور قدم اوکھڑے تو کیا دیکھا بھنور پڑنے لگا

ضبط گریہ نے تماشا طرفہ تر دکھلا دیا
چشم کے کوزے مین دریا بند کر دکھلا دیا

نالہ جب دل سے چلا سینہ مین پھوڑا اٹکا
چلتی گاڑی مین دیا عشق نے روڑا اٹکا

ہاتھ آکر دل وحشی جو کوئی چھوٹ گیا
ہوس صید سے صیاد کا جی چھوٹ گیا

ہے قفس سے شور اک گلشن تلک فریاد کا
خوب طوطی بولتا ہے ان دنون صیاد کا

مین ہون چکر مین لگی جب سے دنیا کی ہوا
حال میرا ہے بعینہ آسیاے باد کا

ذوق ہے ترک وطن مین صاف نقص آبرو
بکتا پھرتا ہے گہر ہوکر سمندر سے جدا

لگا ہے تیر دل پر آہ کس کافر کی مژگان کا
نشان سوفار کا معلوم ہوتا ہے نہ پیکان کا

دل کہان جسپر گمان ہو غنچۂ تصویر کا
ہے کوئی سینہ مین خون آلودہ پیکان تیر کا

چشم و نگہ کو تیری بدنام کیون کریگا
مرگ و قضا کو تیرا عاشق نہ لے مریگا

عہد پیری نے بھلایا دوڑ چلنا کودنا
ہاے طفلی کھیلنا کھانا اوچھلنا کودنا

مسجد مین اوسنے ہمکو آنکھین دکھا کے مارا
کافر کی دیکھ شوخی گھر مین خدا کے مارا

ردیف باے موحدہ

پی بھی جا ذوق کہ پیش دہن جام شراب
لب پہ توبہ ہے تو دل مین ہوس جام شراب

لب تک اوسکے جو ہوئی دسترس جام شراب
بنگیا خال لب اوسکا مگس جام شراب

کوچۂ زلفِ بتان مین دل پڑا ہوگا کہین
پوچھتے کیا ہو ٹھکانا اوس خدائی خوار کا

چاندنی نے شب تجھ بن یہ روپ دکھایا تھا
مجھکو ماہتابی پر دھوپ مین بٹھایا تھا

آنا تو خفا آنا جانا تو رولا جانا
آنا ہے تو کیا آنا جانا ہے تو کیا جانا
کیا طبع مین جودت ہی چیٹ دلکی اوڑا جانا
ہونٹونکا یہان ہلنا وان بات کا پا جانا

کیون کھلکی مکرتا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا
کہہ جو تجھے کہنا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

کرون دردِ آشنا کیونکر دلِ احباب اپنا سا
بلا سے جیسا ہو کہین ڈھونڈون بیتاب اپنا سا

وہ دیکھین کسطرح ہر روز فرقت دیکھکر جیتا
کہ جو عاشق ہو تیرا تیری صورت دیکھکر جیتا

یون لائے وانسے ہم دل صد پارہ ڈھونڈھکر
دیکھا جہان پڑا کوئی ٹکڑا اوٹھا لیا

کعبے کا قصد اور ترے دردِ ہجر سے
مین ای صنم ہون پہلی ہی منزل مین لوٹتا
دل کا سا وے گر درِ غلطان کو اضطراب
پھرتا تمام دامنِ ساحل مین لوٹتا

جنت ہی زندگی مین زمانہ شباب کا
پیری ہی پہلے مرگ سے ہونا عذاب کا

ہم برہنہ پا جنون اور گرم پتھر زیر پا
دوپہر ہے سایہ بھی بیٹھے ہی دبکر زیر پا
نخلِ گل سنہدی نہ ہو نصفِ سبو مین ای نگار
تو کھڑا ہو رکھکے میرا کاسۂ سر زیر پا

زاہد شراب پینے سے کافر ہوا مین کیون
کیا ڈیڑھ چلو پانی مین ایمان بہگیا

کیا کہین اوس سے جو ہو ہمسے زیادہ جانتا
وہ ارادہ ہی ہمارا بے ارادہ جانتا
کیون تکبر بولتا یہ بندہ محکوم القضا
گر بڑا بول اپنا قاضی کا پیادہ جانتا

مژہ پیکان کا ہی ٹکڑا کہ سری کا ٹکڑا
ٹکھڑا ہی چاند کا ٹکڑا کہ پری کا ٹکڑا

جاتی رہی زلفوں کی لٹک دل سے ہمارے — افسوس کچھ ایسا ہمیں لٹکا نہیں آتا

آئے تو کہاں جا کے تا جی سے کوئی جاے — جبتک نہیں آتا اوسے غصہ نہیں آتا

قسمت ہی سے ناچار ہوں اے ذوق وگرنہ — سب فن میں ہوں میں طاق مجھے کیا نہیں آتا

ساتھ آہ کے دل بھی مع پیکان نکل آیا — تھا کام تو مشکل مگر آسان نکل آیا

شب ہمنے تہیہ جو کیا توبہ کا ساقی — مغرب سے سحر مہر درخشان نکل آیا

عصمت بھی ہی کیا شے کہ الگیے یوسف کنعان — در ہائے مقفل سے عزیزان نکل آیا

تھا کوچۂ قاتل میں شہادت کا دفینہ — کھودا جو کنواں گنج شہیدان نکل آیا

ہر اک سے ہے قول آشنائی کا جھوٹا — مطلع — وہ کافر ہے ساری خدائی کا جھوٹا

نہ منہ ڈال خار آبلہ میں کہ ہوگا — یہ ساغر مئے کہربائی کا جھوٹا

مجھے نعمت خلد سے بھی ہے بہتر — ترے در پہ ٹکڑا گدائی کا جھوٹا

رسائی ہوئی جبکہ دامن تک اوسکے — ہوا ہاتھ اپنی رسائی کا جھوٹا

خدا جانے ہے ذوق جھوٹا کہ سچا — مگر وہ نہیں آشنائی کا جھوٹا

ردیف الف اشعار متفرقات غزلیات ناتمام

سرمہ ہی سفاک شہرہ ہے نگاہ یار کا — سچ کہا ہے باڑھ کاٹے نام ہو تلوار کا

گر دکھادوں عالم اپنے نالۂ زار کا — کام لوں ہر تار مو سے تار موسیقار کا

دیتا ہی کعبہ کو آرائش سیہ جامے کیطرح — زاہد و سایہ مرے بتخانہ کی دیوار کا

استخوان اس سوختہ جان کے نہ کھانا زینہار — اے ہما یہ رزق ہے مرغان آتشخوار کا

اجل آئی نہ شب ہجر مین اور تو نے فلک — بے اجل ہمکو تمنائے اجل مین مارا
عشق کے ہاتھ سے نہ قیس بچا نہ فرہاد — اوسکو گردشت مین تو اسکو جبل مین مارا
کھینچکر عشق جفا پیشہ نے شمشیر جفا — پہلے اک ہاتھ مجھی پر تھا ازل مین مارا
ہمسے جانا وہین اس عشق نے مارا اوسکو — تیشہ فرہاد نے جسوقت جبل مین مارا
آنکھ سے آنکھ ہی لڑتی مجھے ڈر ہے دل کا — کہین یہ جائے نہ اس جنگ و جدل مین مارا
دل کو اوس کاکل پیچان سے نہ بل کرنا تھا — یہ سیہ بخت گیا اپنے ہی بل مین مارا
چرخ بدبین کی کبھی آنکھ نہ پھوٹی سو بار — تیر نالے نے مرے چشم زحل مین مارا
اوس لب و چشم پہ ہے زندگی و مرگ اپنی — کہ کبھی دم مین جلایا کبھی پل مین مارا
نہوا پر نہوا میر کا انداز نصیب — ذوق یارون نے بہت زور غزل مین مارا

١١ مذکور تری بزم مین کسکا نہین آتا — پر ذکر ہمارا نہین آتا نہین آتا
جینا ہمین اصلا نظر اپنا نہین آتا — گر آج بھی وہ رشک مسیحا نہین آتا
کیا جانے اوسے وہم ہے کیا میری طرف سے — جو خواب مین بھی رات کو تنہا نہین آتا
کسدم نہین ہوتا قلق ہجر سے مجھکو — کسوقت مرا منہ کو کلیجا نہین آتا
ہم رونے پہ آجائین تو دریا ہی بہا دین — شبنم کی طرح سے ہمین رونا نہین آتا
آنا ہے تو آجا کہ کوئی دم کی ہے فرصت — پھر دیکھیے آتا بھی ہے دم یا نہین آتا
ساتھ اوسکے ہین ہم سایہ کے مانند ولیکن — اسپر بھی جدا ہین کہ لپٹنا نہین آتا
دل مانگنا مفت اور یہ پھر اوسپہ تقاضا — کچھ قرض تو بندے پہ تمھارا نہین آتا

آتا کیوں مصر میں کنعان سے نکلکر یوسفؑ
جذبۂ شوق زلیخا جو نہ کامل ہوتا

موت نے کر دیا ناچار وگرنہ انسان
ہی وہ خود بین کہ خدا کا بھی نہ قائل ہوتا

آپ آئینۂ ہستی مین ہی تو اپنا حریف
ورنہ یان کون تھا جو تیری مقابل ہوتا

دل گرفتون کی اگر خاک چمن مین ہوتی
تو جہان دیکھتے ہو غنچۂ وہان دل ہوتا

سینۂ چرخ مین ہر اختر اگر دل ہے تو کیا
ایکدل ہوتا مگر درد کے قابل ہوتا

ہوتی گر عقدہ کشائی نہ یداللہ کی ہاتھ
ذوق حل کیونکہ مرا عقدۂ مشکل ہوتا

جو نہ رنگ رنج و ماتم کا یہان نمود ہوتا
تو زمین نہ زرد ہوتی نہ فلک کبود ہوتا

کسی زرکش کو دیتا تو کچھ اوسکو سود ہوتا
دل سخت کاش کافر حجر الیہود ہوتا

تری بزم مین تو جلتا کہ تجھی بھی بو پہونچتی
جو یون ہی تھا دل کو جلنا تو بلا سی عود ہوتا

لب نازک اوسکا کیونکہ کھو بار حرف اٹھائے
کہ جو صدمۂ تبسم سے بھی ہو کبود ہوتا

یہ حیات چند روزہ جو نہ سد راہ ہوتی
تو پھر ایک عرصہ گاہ عدم و وجود ہوتا

جو حسد کسی کو تجھپر ہو تو ہے یہ تیری خوبی
کہ جو تو نہ خوب ہوتا تو وہ کیون حسود ہوتا

وہ ہین کیا جو زر بکف ہین یہ ہمیشہ سر بکف ہین
ترے عاشقان نثار کا سا نہین دست جود ہوتا

ترے در کی جبہہ سائی اگر اشک اپنی کرتے
سر قطرہ قطرہ پر ایک اثر سجود ہوتا

کوئی زہر نوش مجھسا نہین ہو نہ جا ذوق ورنہ
شجر زقوم دوزخ مین بھی خشک سود ہوتا

اوسنے جب مال دل بہت ردّ و بدل مین مارا
ہمنے دل اپنا اوٹھا اپنی بغل مین مارا

نیمچہ جب مرے قاتل نے بغل مین مارا
جو چڑھا منہ اُسے میدان اجل مین مارا

پڑھتا نہین خط غیر مرادان کسی عنوان — جبتک کہ عبارت مین تصرف نہین کرتا
کچھ اور گمان دل مین نہ گذرے ترے کافر — یاد اسلیے مین سورۂ یوسف نہین کرتا
اے ذوق تکلف مین ہے تکلیف سراسر — آرام سے وہ ہے جو تکلف نہین کرتا

محفل مین شور قلقلِ مینائے مُل ہوا — لا ساقیا پیالہ کہ توبہ کا قُل ہوا
دریائے غم سے میری گذرنے کے واسطے — تیغ خمیدہ یار کی لوہے کا پُل ہوا
پروانہ بھی تھا گرم تپش پر کھلا نہ راز — بلبل کی تنگ حوصلگی تھی کہ غُل ہوا
آئی تھی اندرون کی نہ ہرگز سمجھ مین بات — آوازہ گو بلند مثالِ دُہل ہوا
جنکی نظر چڑھا ترا رخسار آتشین — اونکا چراغ گور تماشۂ گُل ہوا
بندہ نوازیان تو یہ دیکھو کہ آدمی — جزوِ ضعیف محرم اسرارِ کُل ہوا
اوس بن ہا چمن مین بھی ہے ذوق دلخراش — ناخن سے تیز تر مجھے ہر برگ گُل ہوا

اس تپش کا ہے مزا دل ہی کو حاصل ہوتا — کاش مین عشق مین سر تا بقدم دل ہوتا
آسمان درد محبت کے جو قابل ہوتا — تو کسی سوختہ کا آبلۂ دل ہوتا
چھوڑتا ہاتھ سے ہرگز نہ کبھی بسمل شوق — دامن برق اگر دامن قاتل ہوتا
چین پیشانی اگر تیری نہوتی زنجیر — نالہ دیوانہ تھا جو پا بہ سلاسل ہوتا
کرتا بیمار محبت کا مسیحا جو علاج — اتنا دق ہوتا کہ جینا اوسے مشکل ہوتا
ذبح ہونیکا مزہ جانتا گر صید حرم — رکھکے خنجر پہ گلو آپ وہ بسمل ہوتا
گر سیہ بخت ہی ہونا تھا نصیبون مین مرے — زلف ہوتا ترے رخسار پہ یا تل ہوتا

سیے جاتے ہین کس سے زخم اوس تیغ تبسم کے | کہ یان کھلتا ہی بخیہ سوزن عیسی مریم کا
دلیران محبت کو خلش ہے اوسکی مژگان کی | پس مردن لحد مین بھی ہی عالم چاہ رستم کا
خراش سینہ مین اک رہگیا ہی ٹوٹ کر ناخن | غلط ہی جو سمجھتے ہین کہ یہ پھایا ہے مرہم کا
اگر آتش مزاجون کو حسد ہو خاکسارون پر | تعجب کیا کہ ابلیس لعین دشمن ہی آدم کا
خط اوسکا وصل کی دولت کا ہی پیغام ای قاصد | لگا قسمت سے نسخہ ہاتھ یہ اکسیر اعظم کا
شہید اے ذوق سینے مین ہمارے ہین حسرتین لاکھون | مری جو آہ ہی گویا وہ ہی اک نخل ماتم کا

گل اوس نگہ کے زخم رسیدون مین ملگیا | یہ بھی لہو لگا کے شہیدون مین ملگیا
کیا جانے تیغ عشق کی لذت کو بوالہوس | گو جون ملخ وہ حلق بریدون مین ملگیا
گر بعد فقر بھیر سگ دنیا ہوا فقیر | کمبخت پاک ہو کے پلیدون مین ملگیا
دکھلا کے کہکشان سی فلک چاک سینہ رات | اوس ماہوش کے سینہ دریدون مین ملگیا
اس شکل سے ہوا وہ طلبگار دید یار | صاف آئنہ کا دیدہ ندیدون مین ملگیا
آخر کو فیض بیعت دست سبو سے آج | پیر مغان کی مین بھی مریدون مین ملگیا
حسب حسین ذوق وہ شے ہی کہ جس سی تو | تھا گرچہ اشقیا مین سعیدون مین ملگیا

وہ کون ہی جو مجھپہ تاسف نہین کرتا | پر میرا جگر دیکھ کہ مین اُف نہین کرتا
کیا قہر ہے وقفہ ہی ابھی آنے مین اونکے | اور دم مرا جانے مین توقف نہین کرتا
تا صاف کری دل نہ صفا سے صوفی | کچھ سود صفا علم تصوف نہین کرتا
دل فقر کی دولت سی مرا اتنا غنی ہے | دنیا کے زر و مال پہ مین تف نہین کرتا

ترا ہنسنا جو یاد آیا برنگِ قہقہہ مینا
تو مینے تار اک رونیکا لی ہچکیان باندھا

تڑپ کر دامنِ زین کو نہ آلودہ کر ہی خون سے
سرِ فتراک سی کیون تو نے صیدِ نیمجان باندھا

نہ جھاڑا غیر کو ہرگز کہ ہو کر جھاڑ لپٹا تھا
مجھی پر گالیون کا جھاڑ تو نے ہمزبان باندھا

وہ ہون ناکام سمجھا نامرادی جو مراد اپنی
مرے مرقد پہ چلّہ اوسنے آکر دستان باندھا

اوڑا دینگے دھوین اک آہ مین اس چرخ گردان کے
اگر چکر دھوین نے دل کے زیرِ آسمان باندھا

فلک وا رستہ پھرنے دے ہی کوئی پرخروشون کو
گیا ہی آخرش زنجیر سے پیلِ دمان باندھا

بلا ہون مضطرب مین بھی کہ مجھسے برق نے دیکھ
حصار اک گرد اپنے شعلۂ جوالہ سان باندھا

مراد آگے ہی سینے مین اک پھوڑا سا پکتا ہی
خیالِ خطِ سبز یار نے کیون برگِ پان باندھا

دلِ مجروح پر میرے نہ سمجھو داغ حسرت کا
پرِ طاؤس اس زخمی نے ہی اے دوستان باندھا

کہان دل بھاگ کر جائے کہ تیرے نخلِ قامت سے
عجب اک گردنامہ خط نے اے سروِ روان باندھا

تپِ سوزِ محبت کے لیے چارہ نہین قمری
یہ گنڈا نیلگون گردن پہ کیون اے نغمہ خوان باندھا

سمجھکر موجِ دریائے فنا کو خنجرِ بران
کفن مثلِ حباب اے ذوق ہمنے سر سے یان باندھا

بھڑکنا کیا کہون سینے مین اپنے آتشِ غم کا
کہ جائے پنبہ ہی ہر داغ پر شعلہ جہنم کا

جہان مین عرصۂ عشرت کے سوا وہ چند ہی غم کا
اگر ہو عید کا اکدن تو عشرہ ہی محرم کا

ترے عاشق کو یون ہی خوشگوار آبِ دمِ خنجر
مسلمان کو لگے جسطرح شیرین آبِ زمزم کا

برنگِ طوقِ قمری کوئی نکلے ہی نکالے سے
کمندِ گردنِ دل ہی جو حلقہ زلفِ پرخم کا

ترے رخسار کا پرتو پڑے گر عارضِ گل پر
کرے چشمک زنی خورشید پر ہر قطرہ شبنم کا

بند ہو سکا ہمسے نہ مضمون اوس دہان تنگ کا
ہاتھ اپنا فکر مین زیر زنخدان ہی رہا

جاہل منکر نہ آئے راہ پر معجز سے بھی
جہل سے بو جہل اپنے نا مسلمان ہی رہا

پانون کب نکلے رکاب حلقۂ زنجیر سے
توسن وحشت ہمارا گرم جولان ہی رہا

کب لباس دنیوی مین چھپتے ہین روشن ضمیر
جامۂ فانوس مین بھی شعلہ عریان ہی رہا

آدمیت اور شے ہے علم ہے کچھ اور شے
کتنا طوطے کو پڑھایا پر وہ حیوان ہی رہا

جلوہ ای قاتل اگر تیرا انہین حیرت فزا
دیدۂ بسمل نے کیا دیکھا کہ حیران ہی رہا

حلقۂ گیسو مین دیکھی کسکے رخسار کی تاب
شب مہ ہالہ نشین سر در گریبان ہی رہا

مدتون دل اور پیکان دونون سینہ مین رہے
آخرش دل بہہ گیا خون ہو کے پیکان ہی رہا

سبکو دیکھا اوس سے اور اوسکو نہ دیکھا جون نگاہ
وہ رہا آنکھون مین اور آنکھون سے پنہان ہی رہا

آگے افعین دل مین بستی تھین اور اب آنکھین تری
ملک دل اپنا ہمیشہ کافرستان ہی رہا

مجھ مین اوسمین ربط ہے گویا برنگ بوی گل
وہ رہا آغوش مین لیکن گریزان ہی رہا

دین و ایمان ڈھونڈھتا ہے ذوق کیا اسوقت مین
اب نہ کچھ دین ہی رہا باقی نہ ایمان ہی رہا

طلسم طرفہ تر آنسو نے میرے مردمان باندھا
کہ ہے اک اک گرہ مین حاصل صد بحر و کان باندھا

ترے جوڑے کے کھلنے نے مراد دلستان باندھا
عجب تقدیر نے عقدہ وہان کھولا یہان باندھا

یہ بہتان کسنے افشائے محبت کا یہان باندھا
جو بعد از مرگ میری منہ کو تو نے بدگمان باندھا

ہوئی تشہیر لاش اس ناتوان کی جبکہ پانون مین
کوئی تار نگاہ حور جائے ریسمان باندھا

کیا مجنون مجھے آشفتگی زلف نے کسکی
کہ میرے سر پہ مرغ شانہ سر نے آشیان باندھا

کہے ہے خنجرِ قاتل سے یہ گلو میرا
کمی جو مجھسے کرے تو پے لہو میرا

نہ پہونچا گردنِ جانان تلک اوسے ٹوٹ گیا ہی
پڑا گلے مین مرے دستِ آرزو میرا

سدا ملائکِ تسبیح خوان کو آئے رشک
جو یکدمے یہ تنین شور ہای و ہو میرا

عجب نہین ہی مری سوزشِ محبت سے
کہ تارِ شمع ہو ہر ایک تارِ مو میرا

برنگ آئینہ چشمِ پُر آب سے میرے
گرا نہ اشک گیا پاس آبرو میرا

فلک کا رنگ جو ابتک سیاہ ہی اسپر
پڑا تھا سایۂ بخت سیہ کبھو میرا

ہمیشہ مین ہون اسی داؤگھات مین اے ذوق
کہ رام ہو وہ غزالِ پلنگ خو میرا

نہوا آبِ شہادت سے گلو تر نہوا
مستعد جب وہ ہوا ہاے تو خنجر نہوا

جلکے مین خاک ہوا تو بھی رہا دل مضطر
یہ وہ سیماب ہی کشتہ نہوا پر نہوا

بیچراغ اوسکو نرکھہ داغِ الم سے اے عشق
خانۂ دل کوئی ویرانہ ہوا گھر نہوا

کب صبا آئی تری کوچے سے اے یار کہ مین
جون حبابِ لب جو جامہ سے باہر نہوا

خون رگہاے گلو کب تنِ بے سر سے مرے
آگے کب جوش پہ فوارے سے ہمسر نہوا

عشق یہ معجزہ کیسا ہے کہ اس کشتہ کے
موے سر حلق سے پیدا ہوی اور سر نہوا

ذوق بیمار محبت ہے خدا خیر کرے
کہ یہ آزار ہوا جسکو وہ جانبر نہوا

بعد مردن بھی خیالِ چشمِ فتان ہی رہا
سبزۂ تربت مرا وقفِ غزالان ہی رہا

مین ہمیشہ عاشقِ پیچیدہ مویان ہی رہا
خاک پر روئیدہ میری عشق پیچان ہی رہا

پستہ قندی ہی کام غیر مین وہ لعل لب
پر مرے حق مین تو سنگِ زیر دندان ہی رہا

اٹکاوٹ دل کی اوس قاتل کی وقتِ ذبح ظاہر ہے — کہ خنجر ہی مری گردن پہ رک رک کر رواں ہوتا

نکرتا ضبط میں گریہ تو ای ذوق اک گھڑی بھر میں — کٹوری کیطرح گھڑیال کی غرقِ آسماں ہوتا

آنکھیں مری تلووں سے وہ ملجائے تو اچھا — ہے حسرتِ پابوس نکلجائے تو اچھا

جو چشم کہ بے نم ہو وہ ہو کور تو بہتر — جو دل کہ ہو بے داغ وہ جلجائے تو اچھا

بیمارِ محبت نے لیا تیرے سنبھالا — لیکن وہ سنبھالے سے سنبھل جائے تو اچھا

ہو تجھسے عیادت جو نہ بیمار کی اپنے — لینے کو خبر اوسکی اجل جائے تو اچھا

کھینچے دلِ انساں کو نہ وہ زلف سیہ فام — اژدر کوئی انساں کو نگلجائے تو اچھا

اے گریہ نہ رکھ میرے تنِ خشک کو غرقِ آب — لکڑی کی طرح پانی میں گلجائے تو اچھا

تاثیرِ محبت عجب اک حُب کا عمل ہے — لیکن یہ عمل یار پہ چلجائے تو اچھا

فرقت سے تری تارِ نفس سینے میں میرے — کانٹا سا کھٹکتا ہے نکلجائے تو اچھا

ہاں کچھ تو ہو حاصل ثمرِ نخلِ محبت — یہ سینہ پھپھولوں سے جو پھلجائے تو اچھا

دل گر کے نظر سے ترے اوٹھنے کا نہیں پھر — یہ گرنے سے پہلے ہی سنبھلجائے تو اچھا

وہ صبح کو آئے تو کروں باتوں میں دوپہر — اور چاہوں کہ دن تھوڑا سا ڈھلجائے تو اچھا

ڈھلجائے جو دن بھی تو اوسی طرح کروں شام — اور پھر کہوں گر آج سے کلجائے تو اچھا

جب کل ہو تو پھر وہ ہی کہوں کل کی طرح سے — گر آج کا دن بھی یونہیں ٹلجائے تو اچھا

القصہ نہیں چاہتا میں جای وہ یاں سے — دل اُسکا یہیں گرچہ بہلجائے تو اچھا

ہے قطع رہِ عشق میں ای ذوق ادب شرط — جوں شمع تو اب سر ہی کے بل جای تو اچھا

پنجۂ شانہ کو دیتا ہے فلک کب ناخن — جانتا ہی کہ یہ ہے عقدہ کشائی کرتا

دیکھتا اوس بت مغرور کا گر جاہ وجلال — کبھی فرعون نہ دعوائے خدائی کرتا

خاک آئینہ سے ہی نام سکندر روشن — روشنی دیکھتا گر دل کی صفائی کرتا

نہین گوش شنوا باغ جہان مین غافل — ورنہ ہر برگ ہی یان نغمہ سرائی کرتا

بند آنکھین کیے جاتا ہی کدھر تو کہ تجھے — ہے ترا نقش قدم چشم نمائی کرتا

سوز دل کون بجھائی کہ نہین چشم مین اشک — پر ہے کچھ خون جگر کارروائی کرتا

بیٹھ رہیے تو قفس ہی عجب آرام کی جا — پر ہے بیچین ہمین شوق رہائی کرتا

ذوق اوس پنجۂ نگارین کا جو ہی وصف نگار — اشک خونین سے ہی کاغذ کو حنائی کرتا

نکرتا ضبط مین نالہ تو پھر ایسا دھوان ہوتا — کہ نیچے آسمان کی اک نیا اور آسمان ہوتا

ابھی کیا سرد قاتل یہ شہید تفتہ جان ہوتا — کوئی دم شمع مردہ مین بھی ہی باقی دھوان ہوتا

کھنچے ہی مرغ دل ای کاش مین زاغ کمان ہوتا — کہ تا شاخ کمان پر اوسکے میرا آشیان ہوتا

عزاداری مین ہی کسکے یہ چرخ ماتمی جامہ — کہ جیب چاک کی صورت ہی خط کہکشان ہوتا

نہوتی دل مین گر کاوش کسی کی نوک مژگان کی — تو کیون حق مین مرے ہر مو تن مثل سنان ہوتا

نرکھتا پر نرکھتا منہ پہ دانہ یہ مریض غم — اگر تیرا میسر بوسۂ خال دہان ہوتا

جو روتا کھولکر جی تنگنائی دہر مین عاشق — تو جوی کہکشان مین بھی فلک پہ خون روان ہوتا

بگولا گر نہوتا وادی وحشت مین ای مجنون — تو گنبد ہمسے سرگشتون کی تربت پر کہان ہوتا

تہے خونین جگر کی خاک پر ہوتا اگر سبزہ — تو مژگان کی طرح سے اوسکو دائم خونچکان ہوتا

برنگِ غنچہ خون مین دل ہنسی کیا اس گلستان مین
بھر آیا منھ مین خون گر اک تبسم زیرلب آیا

وہ آئین یا نہ آئین ہین نہین رنجیدہ دل اونسے
مگر یہ رنج ہی کیون رنج اونسے بی سبب آیا

لگائی زلف کو شانے نے جو اونگلی پکارا دل
یہ گستاخی بھلا رہ تو سہی اوبی ادب آیا

ترے ڈر سے نہ آیا پاس کوئی ہمجانون کے
مگر رونا کبھی چوری سی بعد از نیم شب آیا

مین اپنے ذوق کی قربان کہ مستی مین محبت کے
بلایا کسنے اوسکو یہ جب آیا بی طلب آیا

مری طالع مین ہی کیا کام اے گردون ستاریکا
چمک جانا ہی کافی آتشِ غم کے شراریکا

اوتارا تونے تو سر تن سے اس شامت کے ماریکا
ارے احسان مانون سر سے مین تنکا اوتاریکا

ستارے دیکھکر موتی تمہارے گوشواریکا
کہین ہمکو ملا یہ نور صدقہ اس ستاریکا

جسے کہتے ہین بحرِ عشق اوسکے دو کنارے ہین
ازل نام اس کنارے کا ابد نام اوس کناریکا

ملے اکسیر گر اس گشت و خون سے ہین غلون ہرگز
مرے مذہب مین خون کرنا ہی کشتہ کرنا پاریکا

نہ پکڑین دامن الیاس گردابِ بلا مین ہم
کہ بدتر ڈوبکر مرنے سے ہی جینا سہاریکا

مرے منزل مین ہی ماہِ سریع السیر وہ محبوب
خواص اوسکا ہے گھٹنا دشمنونکی قطب تاریکا

سر راہِ فنا مین ہون مہیائے سفر لیکن
برنگِ اشک مژگان منتظر ہون اک اشاریکا

خریدار اوسکی رحمت جنس عصیانکی ہی گریہ سے
جھڑک کر بیچتا ہون نفع پر سود و خساریکا

ڈھلکتا ہی مثالِ دانۂ تسبیح کیون منکا
کہ جب ٹھہرا سفر دنیا سے کیا کام استخاریکا

فقط تارِ نفس کا ذوق خطِ جادہ کافی ہی
ہی عمرِ رواں کیا جا ہی رستا گذاریکا

نالہ ہے اونسے بیان دردِ جدائی کرتا
کام قاصد کا ہے یہ تیر ہوائی کرتا

سنگ مجنون نہ مرے شورِ جنون کو یون کہا
واقعی مجھسے بھی یہ شوریدہ سر اچھا ہوا

بندھ گیا اوس موکمر کا جب کہ مضمونِ کمر
ہو گئی مضمون مین دقّت شعر پر اچھا ہوا

مجھکو صدقے کر اگر ہے بدمزہ تیرا مزاج
یہ ادِھر صدقہ دیا تونے اودھر اچھا ہوا

ہاتھ تو ہلکا پڑا تھا یار کی شمشیر کا
زخم پر قسمت سے میرے کارگر اچھا ہوا

کھچ گیا میری طرف ہی اور اوس دلبر کا دل
واہ وا جذبِ محبت کا اثر اچھا ہوا

قتل کرتا ہے ترا بسمل سے یہ کہتا کہ لو
اٹھو دامن بھی ہوا لوہو سے تر اچھا ہوا

نامہ بر جاتا ہے جا جلدی چلی جان حزین
دیر مت کر ساتھ تیرے ہمسفر اچھا ہوا

آئینہ خانے مین عالم کے سمجھ لے یہ مثال
تا تجھے جانین کہ یہ صاحب نظر اچھا ہوا

ہے برا تو ہی اگر آیا نظر تجھکو برا
تو ہی اچھا ہے تجھے معلوم گر اچھا ہوا

ذوق کی مرنیکی سنکر پہلے تو کچھ رک گئے
پھر کہا تو یہ کہا منہ پھیر کر اچھا ہوا

خلافِ وعدہ سحر مین تیری کل تو جان بلب آیا
نہ آیا آج بھی گر تو تو ہی ظالم غضب آیا

چمن مین کہتے ہین پھر موسمِ عیش و طرب آیا
بہار مین خوب لوٹین گے اگر وہ غنچہ لب آیا

عبث جان منتظر ہو نٹو نپہ ہے وہ شوخ کب آیا
اگر حلیم کو بھی آیا تو ہم جانین گے اب آیا

نویدِ تشنہ کامی ہائے آبِ خنجرِ قاتل
گلو تک میری اور زخمِ گلو کے تا بہ لب آیا

تامل کیجیو ذوق طپیدن دیکھئے کیا ہو
کہ اتنا تک ذبح کرنیکا نہین قاتل کو ڈھب آیا

وہ مستِ ناز لیکر مجھسے میری شیشۂ دل کو
ہوا خوش اس قدر گویا کہ ہاتھ اسکے حلب آیا

نوشتے سے ہوا اک حرف بھی ہرگز نہ بیش و کم
جو پیشانی مین تھا لکھا ہوا وہ پیش سب آیا

حضرتِ عشق کی درگاہ مین آکر ای ذوق
دل و دین دیتے ہین سب گبر و مسلمان چڑھا

نیمچہ جب مجھ ل وہ بانکا جوان سے لینے لگا
موت کی جیبمین مزی پہ نیمچان سے لینے لگا

تیر چٹکی مین لیا اوسنے پئے جانِ عدو
رشک سے تیر دل مین کیا کیا چٹکیان لینے لگا

نام میرا سنکے مجنون کو جمائی آگئی
بید مجنون دیکھکر انگڑائیان لینے لگا

مجکو ہر شب ہجر کی ہونے لگی جون روزِ حشر
مجھسے یہ کس دن کے بدلے آسمان لینے لگا

ہے جو غنچون کا چٹکنا اونگلیون کی سی چٹک
یہ بلائین کسکی باغ اے باغبان لینے لگا

جسنے کی اس میکدے مین بیعتِ دستِ سبو
وہ قدم تیرے پس ای پیرِ مغان لینے لگا

لیکے آئینہ جو دیکھی حُسن کی اپنے بہار
اپنے بوسے آپ وہ غنچہ دہان لینے لگا

تیز جو کرنے لگا عشاق پر تیغ نگاہ وہ
چشم کی گردش سے وہ کارِ فسان لینے لگا

حُسن سے ہے تا دل آہن بھی گرمِ اختلاط
شمع کی گلگیر جو مُنہ مین زبان لینے لگا

موت اوسکو یاد کرتی ہے خدا جانے کہ گور
یون ترا بیمارِ غم جو ہچکیان لینے لگا

رات کو اے ذوق اوسکی نوکِ مژگان کا خیال
تن پہ ہر مو سے مرے کارِ سنان لینے لگا

پہونچا آبِ تیغِ قاتل تا بہ سر اچھا ہوا
اے دلِ مجروح لے تو غسل کر اچھا ہوا

ایکدن بالکل نہ مین اے چارہ گر اچھا ہوا
داغ ادھر تازہ ہوا گر زخم ادھر اچھا ہوا

کم نہوا اوس آبِ خنجر کی الٰہی آبرو
آج مدت مین ہمارا حلق تر اچھا ہوا

آرہیگا دشت مین لیلی تری ناقہ کے کام
ہوگیا مجنون جو کانٹا سوکھکر اچھا ہوا

روز کہتا تھا مزہ مجھکو چکھا دے عشق کا
بھر دیا نون اوسنے دلکو چیر کر اچھا ہوا

ناتواں ہیں نہ تن زار مرا دیکھ سکا
خوب دھوکے میں اوسے تار قبا نے رکھا

نہ رکھے خوبی و زشتی سے غرض آئنہ وار
گھر میں مہمان جسے اہل صفا نے رکھا

کیا تماشا ہے کہ دیوانہ بنا کر اپنا
نام مجنون مرا اوس ہوش ربا نے رکھا

شربت مرگ سے محروم نہ رہتا کبھی خضر
لیک ناکام اوسے آب بقا نے رکھا

نہ گیا مر کے بھی اوس مصحف رخسار کا شوق
کہ رہا گور پہ قرآن سرہانے رکھا

بے نشان ہونا بھلا ہے ہو جو ہو تجھکو بقا
ورنہ ہے کسکا نشان ذوق فنا نے رکھا

نشۂ دولت کا بد اطوار کو جس آن چڑھا
سر پہ شیطان کے اک اور بھی شیطان چڑھا

عشق کو ڈھب پہ نہ کوئی بجز انسان چڑھا
اسکے قابو پہ چڑھا تو یہی نادان چڑھا

چڑھ گیا جبکہ زمیں توسن وحشت اپنا
دینگے افلاک پہ ہم خاک بیابان چڑھا

سینے دیکھا نہ کو تو اوس ابرو کا خیال
لیکے خنجر مری چھاتی پہ وہیں آن چڑھا

[illegible]

دیکھئے ملت و دین کتنے کریگا برباد
باد کے گھوڑے پہ وہ دشمن ایمان چڑھا

مصحف رخ پہ ترے رنگ سنہرا تیرا
واہ کیا خوب ہے سونا سر قرآن چڑھا

جب لڑی آنکھ تری کوئی مری دل کے سوا
فوج مژگان کے نہ سنمہ پر سر میدان چڑھا

ناز سے تانکے ابرو سے لگا تیر نگاہ
چلہ جلد اپنی کمان پر تری قربان چڑھا

دیکھو قسمت کا لکھا اوسنے پڑھا خط سو بار
دھیان پر میرا نہ مضمون کسی عنوان چڑھا

غمزۂ یار کو دی سونپ متاع دل و جان
جو رہا تھا پر نظر اپنی پہ نگہبان چڑھا

اشک آ ٹھہیں مژگان پہ کہ یا یون نے ابھی
پانی سو نیزے دیا باندھ کے طوفان چڑھا

ہم آپ جل بجھے مگر اس دل کی آگ کو
سینے میں ہمنے ذوق نہ پایا بجھا ہوا

جدا ہوں یار سے ہم اور نہو رقیب جدا
ہے اپنا اپنا مقدر جدا نصیب جدا

تری گلی سے نکلتے ہی اپنا دم نکلا
رہے ہے کیونکہ گلستان سے عندلیب جدا

دکھا دے جلوہ جو مسجد میں وہ بت کافر
تو چیخ اوٹھے مؤذن جدا خطیب جدا

جدا نہ درد جدائی ہو گر مرے اعضا
حروف درد کی صورت ہوں اے طبیب جدا

ہے اور علم و ادب مکتب محبت میں
کہ ہے وہاں کا معلم جدا ادیب جدا

ہجوم اشک کے ہمراہ کیوں نہو نالہ
کہ فوج سے نہیں رہتا کبھی نقیب جدا

فراق خلد سے گندم ہے سینہ چاک اب تک
الٰہی ہو نہ وطن سے کوئی غریب جدا

کیا حبیب کو مجھسے جدا فلک نے اگر
نکر سکا مرے دل سے غم حبیب جدا

کریں جدائی کا کس کس کی رنج ہم اے ذوق
کہ ہونیوالے ہیں سب ہم سے عنقریب جدا

شکر پردے ہی میں اوس بت کو حیا نے رکھا
ورنہ ایمان گیا ہی تھا خدا نے رکھا

رہا پامال رہ عشق کی تربت کا نشان
او سپہ تعویذ جو نقش کف پا نے رکھا

تلخکامی کا رہا بعد فنا بھی یہ اثر
استخوان کو مرے باقی نہ ہما نے رکھا

آشیاں باغ میں ڈھونڈا جو قفس سے جا کر
ایک تنکا بھی نہ تھا باد صبا نے رکھا

دل جو دیوانہ نہ تھا میرا تو کیوں پھر اوسکو
پابزنجیر تری زلف دوتا نے رکھا

آنکھیں دیدار طلب گور سے آئیں نکل
دستہ نرگس کا نہیں میرے سرہانے رکھا

پئے ناواقف رہ پہلے ہی رہبر موجود
گور سے آگے قدم دیکھ عصا نے رکھا

قیس و فرہاد کو بتلاؤنگا کچھ عشق کی راہ
اب کے مین گر طرفِ دشت و جبل جاؤنگا

گر پڑا آگ مین پروانہ دمِ گرمیِ شوق
سمجھا اتنا بھی نہ کمبخت کہ جل جاؤن گا

ہون وہ مشتاقِ شہادت کہ ترے ہاتھ سے مین
پای کو بان تہِ شمشیرِ اجل جاؤنگا

جنبشِ برگ صفت باغِ جہان مین اے ذوق
کچھ نہ ہاتھ آئیگا تو ہاتھ تو مل جاؤنگا

اِس سے تو اور آگ وہ بیدرد ہوگیا
اب آہِ آتشین سے بھی دل سرد ہوگیا

سینے مین بوالہوس کے بھی تھا آبلہ مگر
نشتر کا نام سنتے ہی مُنہ زرد ہوگیا

سو بار مر گئے عاشقِ جانباختہ ترا
لڑنے کو پھر کھڑا اروشِ نبرد ہوگیا

مجنون بھی دشت گرد تھا مانندِ گردباد
جب خاک اوڑائی ہمنے تو وہ گرد ہوگیا

اُس صیدِ تیرخوردہ کو تونے کیا نہ ذبح
آخر تڑپ تڑپ کے یونہی سرد ہوگیا

وان تیری شگفتگی سے گلِ ورد بنگیا
یان غم سے روے زرد گلِ زرد ہوگیا

پیرِ مغان کے پاس وہ دارو ہے جس سے ذوق
نامرد مرد مردِ جوان مرد ہوگیا

پانی طبیب دے ہے ہمین کیا بجھا ہوا
ہے دل ہی زندگی سے ہمارا بجھا ہوا

کہتے تھے آفتابِ قیامت جسے سو وہ
نکلا چراغِ داغِ دل اپنا بجھا ہوا

چشمِ غضب سے نیم نگہ میرے واسطے
اک نیمچہ ہے زہر مین گویا بجھا ہوا

پھر دل مین آہ سرد ہوئی میرے شعلہ ور
لو پھر بھڑک اوٹھا یہ فتیلہ بجھا ہوا

پہلے نشانہ کرتا وہ بندوق کا مجھے
پر تھا مرے نصیب سے توڑا بجھا ہوا

جلکر اگر بجھا بھی دلِ سوختہ مگر
تو پھر جلیگا جیسے کہ کولا بجھا ہوا

اوس روے تابناک پہ ہر قطرۂ عرق
گویا کہ اک ستارہ ہے صبح بہار کا

اے ذوق گر ہین ہوش تو دنیا سے دور بھاگ
اس میکدے مین کام نہین ہوشیار کا

ہمارے خون سے دل پائمال کے کیسا
چلا ہی دیکھو وہ دامن سنبھال کے کیسا

بغل سے لیگئے دل کو نکال کے وہ صریح
جو مانگا تو کہا آنکھین نکال کے کیسا

نہین ہے جوگی اگر چشم یار گرد اوسکے
ہجوم کرتے ہین مژگان کے بال لگکے کیسا

نمود خال کی دیکھو تو زیر ابرو یار
ستارہ نکلا ہے نیچے ہلال کے کیسا

ہماری نعش پہ ہنگامہ کیون ہی اے قاتل
اوٹھا ہے قصہ یہ بعد انفصال کے کیسا

شب فراق مین اوس مہ جبین کی انجم چرخ
مجھے ڈراتے ہین آنکھین نکال کے کیسا

ہزار دم ہین ادھر یار تونے دیکھا ذوق
گیا وہ غیر کے گھر تجکو ٹال کے کیسا

مین کہان سنگ در یار سے ٹل جاؤنگا
کیا وہ پتھر ہے پھسلنا کہ پھسل جاؤنگا

نالہ کہتا ہے کہ تا چرخ زحل جاؤنگا
بلکہ مین توڑ کے اوسکو بھی نکل جاؤنگا

دل یہ کہتا ہے کہ تو ساتھ نہ لیچل مجکو
ورنہ مین جا کے وہان دیکھ مچل جاؤنگا

مدرسے مین بھی اگر جاؤنگا تو جاے کتاب
شیشۂ بادہ لیئے زیر بغل جاؤنگا

کوچۂ یار مین جاؤنگا تو مثل خورشید
پاس آداب سے مین سر ہی کے بل جاؤنگا

دل کہی ہی کہ مجھے روزن سینہ سے نکال
ورنہ خون ہو کے مین آنکھون سے نکل جاؤنگا

سرد مہر ونسے فلک ڈال نیالا کہ بن آگ
نخل سرمازدہ کی طرح سے جل جاؤنگا

آنکھ سے اشک صفت مجکو گرا کر نہ سنبھال
مین نہین وہ کہ سنبھالے سے سنبھل جاؤنگا

نہین وہ قول کا سچا ہمیشہ قول دے دیکر
جو اوسنے ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا تو کیا مارا

تفنگ و تیر تو ظاہر نتھا کچھ پاس قاتل کے
الٰہی پھر جو دل پر تاک کر مارا تو کیا مارا

ہنسی کے ساتھ یان رونا ہے مثل قلقل مینا
کسی نے قہقہہ اے بیخبر مارا تو کیا مارا

مرے آنسو ہمیشہ ہین برنگ لعل غرق خون
جو غوطہ آب مین تونے گہر مارا تو کیا مارا

جگر دل دونون پہلو مین ہین زخمی اوسنے کیا جانین
ادھر مارا تو کیا مارا ادھر مارا تو کیا مارا

دل سنگین خسرو پر بھی ضرب اے کوہکن پہونچا
اگر تیشہ سر کہسار پر مارا تو کیا مارا

گیا شیطان مارا ایک سجدے کے نکرنے مین
اگر لاکھون برس سجدے مین سر مارا تو کیا مارا

دل بدخواہ مین تھا مارنا یا چشم بدبین مین
فلک پر ذوق تیر آہ گر مارا تو کیا مارا

ہنگامہ گرم ہستی ناپائدار کا
چشمک ہے برق کی کہ تبسم شرار کا

مین جو شہید ہون لب خندان یار کا
کیا کیا چراغ ہنستا ہے میرے مزار کا

ہو راز دل نہ یار سے پوشیدہ یار کا
پردہ جو درمیان نہو دل کے غبار کا

ہو پاکدامنون کو خلش گر سے کیا خطر
کھٹکا نہین نگاہ کو مژگان کے خار کا

پوچھے ہے کیا حلاوت تلخ آبہ سرشک
شربت ہے باغ خلد برین کے انار کا

پہونچے گا تیرے پاس کبوتر سے پیشتر
مکتوب شوق اوڑکے ترے بیقرار کا

ہے عین وصل مین بھی مری آنکھ سوے در
لپکا جو پڑ گیا ہے مجھے انتظار کا

ہے دل کی داوگھات مین مژگان سی چشم یار
کرتی ہے قصد ٹٹی کے اوجھل شکار کا

بجھنے کی دل کی آگ نہین زیر خاک بھی
ہوگا درخت گور پہ میری چنار کا

منہ سے بس کرتے نہ ہرگز یہ خدا کے بندے
گر حریصون کو خدا ساری خدائی دیتا

دیکھ کر دیکھتا ہی ذوق کہ وہ پردہ نشین
دیدۂ روزن دل سے ہی دکھائی دیتا

ہونا عاشق سو چکر اوس دشمن ایمان کا
دل نکر جلدی کہ جلدی کام ہی شیطان کا

جھوٹ ہی جانو کلام اوس رہزن ایمان کا
پہن کر جامہ بھی وہ آئے اگر قرآن کا

تو ہماری زندگی پر زندگی کی کیا امید
تو ہماری جان لیکن کیا بھروسا جان کا

جو دل پر آرزو سے نکلا نالۂ عشق مین
ایک پتلا تھا سراپا حسرت و حرمان کا

بنگیا جوش محبت سے ہمارے سینے مین
ماہی دریای خون جوہر ترے پیکان کا

جو فرشتے کرتے ہین کر سکتا ہی انسان بھی
پر فرشتون سے نہو جو کام ہی انسان کا

یہ تپ غم کی ہی شدت اس ترے بیمار کو
یوم راحت بھی ہی حق مین اوسکے دن بحران کا

ای اجل تکلیف مت کر کیا کریگی آن کر
ہو چکا پہلے ہی مین کشتہ کسی کی آن کا

ہو سکے آلودہ دامن پاکدامن کسطرح
اے زلیخا چھوڑ دامن یوسف کنعان کا

نفس بیمقدور کو قدرت ہو گر تھوڑی سی بھی
دیکھ پھر سامان اس فرعون بے سامان کا

دیکھنا ای ذوق ہونگے آج پھر لاکھونکے خون
پھر چبایا اوسنے لعل لب سے لاکھا پان کا

کسی بیکس کو اے بیداد گر مارا تو کیا مارا
جو آپ ہی مر رہا ہو اوسکو گر مارا تو کیا مارا

نہ مارا آپ کو جو خاک ہو اکسیر بنجاتا
اگر پارے کو اے اکسیر گر مارا تو کیا مارا

بڑے موذی کو مارا نفس امارہ کو گر مارا
نہنگ و اژدہا و شیر نر مارا تو کیا مارا

خطا تو دلکی تھی قابل بہت سی مار کھانیکی
تری زلفون نے مشکین باندھکر مارا تو کیا مارا

ہم ہین اور سایہ ترے کوچے کی دیوارون کا
کام جنت مین ہی کیا ہم سے گنہگارون کا

محتسب گرچہ دل آزار ہے میخوارونکا
دیجے اک جام توہی یار ابھی یارونکا

اتنا تو سوز فغان ہو کہ چمن مین بلبل
خرمن گل کی جگہ ڈھیر ہوا انگارونکا

چرخ پر بیٹھ رہا جان بچا کر عیسیٰ
ہوسکا جب نہ مداوا ترے بیمارونکا

ہون رنگین حلق بریدہ کی بہار خونبار
گر تماشا تجھے منظور ہو فوارون کا

ہین کماندار ترے تیر مژہ تشنۂ خون
منھ کھلا رہتا ہی اسواسطے سوفارونکا

کیون نہ ہر تار مین سو دل ہون گرفتار کہ زلف
جیلخانہ ہے محبت کے گرفتارونکا

دینگے جان بوسۂ لعل نمکین پر ہم بھی
جان نثاری ہی اگر شیوہ نمکخوارونکا

بے سیاہی نہ چلا کام قلم کا اے ذوق
روسیاہی سو سامان ہی سیہ کارونکا

نالہ اس شور سے کیون میرا دہائی دیتا
اے فلک گر تجھے اونچا نہ سنائی دیتا

دیکھو چھوٹونکو ہے اللہ بڑائی دیتا
آسمان آنکھ کے تل مین ہی دکھائی دیتا

لاکھ دیتا فلک آزار گوارا تھے مگر
ایک تیرا نہ مجھے درد جدائی دیتا

پنجۂ مہر کو خون شفقی مین ہر روز
غوطے کیا کیا ہی ترا دست حنائی دیتا

روش اشک گرا دینگے نظر سے اکدن
ہی یہ ان آنکھون سے مجھکو بھی دکھائی دیتا

مین وہ ہون صید کہ پھر دام مین پھنستا جا کر
گر قفس سے مجھے صیاد رہائی دیتا

کون گھر آئنہ کے جاتا اگر وہ گھر مین
خاکساری سے نہ جاروب صفائی دیتا

خوگر ناز ہون کیسا کہ مجھے ساغر مے
بوسۂ لب نہین بے چشم نمائی دیتا

ہے مقامِ زندگی زیرِ دمِ شمشیرِ مرگ — ہوگیا جس طرح کوئی دمِ گزارا ہوگیا

رشک سے اوس زلف کے کیا مشک ہی کیسر ہے خون — بلکہ جلکر سوختہ عنبر بھی سارا ہوگیا

دل پہ زخموں کی ترقی سے دہوئی ادراک بہار — آگے تھا صد برگ یہ گل اب ہزارا ہوگیا

ظلمتِ عصیان سے تیری بنگیا شب روزِ حشر — آفتاب اک نیزے پر دُم دار تارا ہوگیا

دی شہادت نشہ کی سرخی سے چشمِ یار نے — خون رہا اپنا نہ پنہان آشکارا ہوگیا

ذوق اس بحرِ جہان مین کشتیِ عمرِ روان — جس جگہ پر جا لگی وہ ہی کنارا ہوگیا

مین ہجر مین مرنیکے قرین ہو ہی چکا تھا — تم وقت پر آپہونچے نہین ہو ہی چکا تھا

اب جان پہ آفت ہے جو آئے ہو دوبارا — اکبار تو غارتِ دل و دین ہو ہی چکا تھا

برہم اوسے کیون تو نے کیا چھیڑ کے پھر زلف — ایدل وہ ابھی چین بجبین ہو ہی چکا تھا

ہوتا جو نہ پیوندِ زمین تیری گلی مین ہو — آسودہ یہ دلِ زیرِ زمین ہو ہی چکا تھا

آنے سے مرے ٹھہر گئے آپ وگرنہ — جانے کا ارادہ تو کہین ہو ہی چکا تھا

جو خط مین لکھا اوسنے وہ اس لکھنے سے پہلے — مکتوب بسرِ لوحِ جبین ہو ہی چکا تھا

بے بدرقۂ مرگ توقف رہا ورنہ — عزمِ سفرِ جانِ حزین ہو ہی چکا تھا

کیا ہوتا جو سمجھاتے اوسے جاکے مرے دوست — دشمن کا سخن ذہن نشین ہو ہی چکا تھا

کیا دیکھتے ہم یوسفِ کنعان کو کہ اپنا — منظورِ نظر ایک حسین ہو ہی چکا تھا

کیا گرمِ تپش ہوتا تڑپکر ترے آگے — مین سر بتہِ خنجرِ کین ہو ہی چکا تھا

جو کچھ کہ ہوا ہم سے وہ کس طرح نہوتا — حکمِ ازلی ذوق یوہین ہو ہی چکا تھا

تہ خنجر ترے بسمل نے ہئے ہئے
ذرا قابو تڑپنے کا نپایا

اجا ٹلے سے فلک کے ہمتو کب کے
نکل جاتے مگر رستا نپایا

جہان دیکھا کسیکے ساتھ دیکھا
کبھی ہم نے تجھے تنہا نپایا

چراغ داغ لیکر دل مین ڈھونڈھا
نشان پر صبر و طاقت کا نپایا

وہ ازخود رفتہ ہون جسکو خودی نے
خدائی مین اگر ڈھونڈا نپایا

کہے کیا ہائے زخم دل ہمارا
دہن پایا لب گویا نپایا

کبھی تو اور کبھی تیرا رہا غم
غرض خالی دل شیدا نپایا

سوا تیرے خط مشکین کے کوئی
مجرب نسخۂ سودا نپایا

وہ بولے دیکھکر تصویر یوسف
سنا جیسا اوسے ویسا نپایا

نہ مارا تو نے پورا ہاتھ قاتل
ستم مین بھی تجھے پورا نپایا

مرے طالع کی وہ گردش ہے جس سے
فلک نے بھی قرار اصلا نپایا

نظیر اوسکا کہان عالم مین اے ذوق
کہین ایسا نپائے گا نپایا

نام یون پستی مین بالاتر ہمارا ہوگیا
جس طرح پانی کنوین کی تہ مین تارا ہوگیا

میرے نالون سے جو پانی سنگ خارا ہوگیا
کوہ کے چشمون کا آنسو ہر شرارا ہوگیا

ذکر دنیا نفس مردہ کو ہوا مار الحیات
مرکے یہ سیماب پھر زندہ دوبارا ہوگیا

دانت یون چمکے ہنسی مین رات اوس مہ پارہ کے
مین نے جانا ماہ تابان پارہ پارہ ہوگیا

ایکدم بھی ہمکو جینا ہجر مین تھا ناگوار
پر امید وصل مین برسون گوارا ہوگیا

چشم مخمور کا ہون کسکے مین کشتہ یارب
کہ مری خاک سی بھی جام مئی ناب بنا

تیرہ روزی نے مرے مہر جہانتاب کا نور
دیا جسوقت اوڑا کر مگسِ شب تاب بنا

ہای بچپتاتا ہون کیون اوس سی کیا مین نے بگاڑ
کہ جواب پھرتا ہون اس طرح سی بیتاب بنا

سرمۂ چشم عزیزان نہ بنا مین اے چرخ
کیا بنا خاک غبارِ دلِ احباب بنا

آیتِ سجدہ ہی حق مین مری ہر جوہر تیغ
ہے نہ خم ہا تیغ فقط کیا خمِ محراب بنا

خالِ عارض ترا ہندو ہی بلا سے کافر
تیرہ بختون کے لئے ذبح تو قصاب بنا

تو اگر آپ کو دیکھے تو میری آنکھ سے دیکھ
اپنا آئینہ مرا دیدۂ پر آب بنا

آہ کے ساتھ جو نکلا شررِ آتشِ دل
چرخ پر جا کے وہ خورشید جہانتاب بنا

نہ بجھی اشک کی دریا سے مری سوزشِ دل
گرچہ دے شعلۂ جوالہ کو گرداب بنا

جب کیا عشق کی دریا نے تلاطم ای ذوق
تو کہین موج بنی اور کہین گرداب بنا

اوسے ہمنے بہت ڈھونڈھا نپایا
اگر پایا تو کھوج اپنا نپایا

جس انسان کو سگِ دنیا نپایا
فرشتہ اوسکا ہم پایا نپایا

مقدر ہی پہ گر سود و زیان ہے
تو ہمنے یان نہ کچھ کھویا نپایا

لحد مین بھی ترے مضطر نے آرام
خدا جانے کہ پایا یا نپایا

سراغِ عمرِ رفتہ ہو تو کیونکر
کہین جسکا نشان پایا نپایا

رہِ گم گشتگی مین ہم نے اپنا
غبارِ راہ بھی عنقا نپایا

رہا ٹیڑھا مثالِ نیشِ کژدم
کبھی کج فہم کو سیدھا نپایا

دیکھنا زہراب پیکان محبت کا اثر
چشم افعی بنگیا روزن ہر اک ناسور کا

کھینچے مانی اوس پری کی کیونکہ تصویر کمر
جمع ہو جبتک نہ رنگ سرخ روے حور کا

تیری قامت سی جو ہو برپا قیامت سرو پر
کام لے منقار سے فریاد قمری صور کا

ذوق راہ عشق وہ کوچہ ہی جسکی خاک مین
ہی دُر تاج سلیمان بیضہ بیضہ مور کا

لکھیے اوسے خط مین کہ ستم اوٹھ نہین سکتا
پر ضعف سی ہاتھون مین قلم اوٹھ نہین سکتا

بیمار ترا صورت تصویر نہالی
کیا اوٹھے سر بستر غم اوٹھ نہین سکتا

آتی ہے صداے جرس ناقۂ لیلیٰ
صد حیف کہ مجنون کا قدم اوٹھ نہین سکتا

جون دانۂ روئیدہ تہ سنگ ہمارا
سر زیر گران بار الم اوٹھ نہین سکتا

ہر داغ معاصی مرا اس دامن تر سے
جون حرف سر کاغذ نم اوٹھ نہین سکتا

اتنا ہون تری تیغ کا شرمندۂ احسان
سر میرا ترے سر کی قسم اوٹھ نہین سکتا

پردہ در کعبہ سے اوٹھانا تو ہے آسان
پر پردۂ رخسار صنم اوٹھ نہین سکتا

کیون اتنا گرانبار ہے جو رخت سفر بھی
اے راہ رو ملک عدم اوٹھ نہین سکتا

دنیا کا زر و مال کیا جمع تو کیا ذوق
کچھ فائدہ بے دست کرم اوٹھ نہین سکتا

واہ کیا مرہم زخم دل بیتاب بنا
آب سے نیشتر تیز کے تیزاب بنا

نام منظور ہے تو فیض کے اسباب بنا
پل بنا چاہ بنا مسجد و تالاب بنا

دل بیتاب کو ہم سینے مین ٹھہرا لیسکے
شعلۂ خون دیکھتے ہی تجکو وہ سیماب بنا

پوچھین گر مجھسے مے عیش ہوئی کب سے تلخ
کہون جسدن سے فلک کاسۂ زہراب بنا

اگر لکھوں مضمون اپنے نالۂ پرشور کا
لوں صریرِ خامہ سے مین کام بانگِ صور کا

نزع مین بھی دھیان تھا اوس نرگسِ مخمور کا
مجھکو شربت مین مزہ آیا مئے انگور کا

تیرے کوچے مین تنِ لاغر ترے رنجور کا
اک غبارِ ناتوان ہی کاروانِ مور کا

باندھون مین مضمون جو اپنی شور بختی کا کوئی
ہو زمینِ شعر مین عالم زمینِ شور کا

مین وہ ہون نخچیر جسکو دیکھتا ہی وقت ذبح
دیدۂ حسرت سے حلقہ جوہرِ ساطور کا

اس نزاکت پر نظر کرنا کہ وہ رشکِ پری
بال بھی باندھی جو مستی پر تو زلفِ حور کا

دل کا یہ احوال ہی غم سے ترے ای مست ناز
جیسے مرجھایا ہوا دانہ کوئی انگور کا

تفتہ دل وہ ہون کہ میری داغ سوزان کے لئے
گرمیِ مرہم سے اُڑ جائے اثر کافور کا

گر ترے فریادیون کے نامۂ پیچیدہ کو
لب پہ رکھکر پھونکیئے پیدا ہو نالہ صور کا

حق تو یون ہی یہ انانیت عجب غماز ہے
قصہ پہونچایا زبان نے دار پر منصور کا

عشق کی مکتب مین ہو فرہاد سب سے تیز ذہن
تین دن چاٹے اگر تعویذ میری گور کا

زخم میرا ہی وہ ایذا دوست خون رونے لگے
مُنہ سے گر جرّاح کی سن پائے نام انگور کا

جھانکتے تھے وہ ہمین جس روزنِ دیوار سے
وای قسمت ہو اُسی روزن مین گھر زنبور کا

دفن ہے جس جا پہ کشتہ سرد مہری کا تری
بیشتر ہوتا ہی پیدا وان شجر کافور کا

تو ہو بعد از مرگ بھی گر ای محبت دستگیر
استخوان سے ہو مری دستہ ترے ساطور کا

عشق نے ڈالی تھی جب قصرِ محبت کی بنا
لکھدیا تھا کوہکن بھی نام اک مزدور کا

بل سے وحشت ابتلک بھی شاخِ آہو کی طرح
پیچ کھاتا ہی دھوان میرے چراغِ گور کا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہوا حمدِ خدا مین دل جو مصروفِ رقم میرا
الف الحمد کا سا بنگیا گویا قلم میرا

صراطِ عشق پر از بسکہ ہی ثابت قدم میرا
دمِ شمشیرِ قاتل پر بھی خون جاتا ہی جم میرا

ہوا یہ سینہ یکسر خارزارِ دشتِ غم میرا
کہ آیا پا بخون آغشتہ ہو کر لب پہ دم میرا

وہ ہون مین گیسوِ موجِ محیطِ اعظمِ وحشت
کہ ہی گھیری ہوی روی زمین کو پیچ و خم میرا

نشانِ بے رواجی گر دکھائے زور مٹجائے
جھپک سی دیدۂ صراف کی نقشِ درم میرا

وہ ہون مین رہ نوردِ شوق میری ساتھ جاتا ہی
برنگِ سایۂ مرغ ہوا نقشِ قدم میرا

نہو لیوے وقر ترکِ سجدۂ ابلیس سے آدم
عدو کی سرکشی سی ذوق کب رتبہ ہو کم میرا

شوقِ نظارہ ہی جیسے اوس رُخِ پُر نور کا
ہی مرا مرغِ نظر پروانہ شمعِ طور کا

ای صنم کیا پوچھتا ہی حال اس رنجور کا
دل نہ اٹکائے کہین اللہ بے مقدور کا

لطف جاتا ہی سرودِ نالۂ پُر شور کا
خونِ دل پینا ہی یہ کھانا مجھے سیندور کا

وادیِ ظلمت مین اپنی دخل کب ہی نور کا
مہر اک شعلہ سا ہی سو بھی چراغ دور کا

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

الحمد للہ کہ دیوان فصاحت تبیان مقبول پیر و برنا منظور نظر اہل شوق اعنی

دیوان ذوق

باہتمام ابو الحسنات قطب الدین احمد عفر لہ الصمد پرنٹر بار ششم ماہ مارچ سنہ ۱۹۱۰ع

مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ مطبوع گردید

نمبر ۲۵۱۶

Zauq, Sheikh Muhammad Ibrāhīm

Dīvān-i Zauq

PK
2198
Z3A17
1910

LIBRARY
3 1969
UNIVERSITY OF TORONTO

PK
2198
Z3A17
1910

Zauq, Sheikh Muḥammad Ibrāhīm
Dīvān-i Zauq

PLEASE DO NOT REMOVE
CARDS OR SLIPS FROM THIS POCKET

UNIVERSITY OF TORONTO LIBRARY